مقابلہ

اسلام و یورپ

اسلام و یورپ کی تہذیب و تمدن کا تاریخی موازنہ

مرتبہ

ظفر تاباں - ایچ - پی

ایڈیٹر درہ عمر خلف الصدق سراج الامتہ مجدد ملتہ حجتہ الاسلام
مولٰنا الحاج الشاہ احمد علی صاحب محدث اعظم طاب ثراہ

انتساب

میں یہ ناچیز مجموعہ عالیجناب مولانا سید محمد داؤد صاحب توحید
علامہ السنۂ شرقیہ دنصیر ہاؤس لاہور کے اسم گرامی سے معنون کرتا ہوں

ظفر تاباں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مذہب یا اُس تجلی روحانی کا نام ہے جو اپنی تنویر نوازیوں سے انسانی قلب کو شمع زار بنا دے یا اُن خیالات کا اظہار ہے جو مادی اور غیر مادی اشیا پر محیط ہوں پھر بھی مرکزِ تخیل، مبدأ تنویر، ہدایتِ جذبات سے مراتب اعتقاد طے کرتا ہوا مرکزِ عبادت و پرستش بنجاتا ہے۔

جس طرح کوئی ہستی خیالات سے خالی نہیں اسی طرح کوئی منتہائے خیال مذہب کی ہم آہنگی سے مبرا نہیں جس طرح آسایشِ جسمانی کے لئے اسباب ضروری لازمی ہیں اسی طرح آرام روحانی کے لئے مذہب کی ضرورت ہی جس طرح ہر جسمانی کوشش کا خاتمہ کسی خاص مرکز پر آکر ہو جاتا ہے اسی طرح تمام کشمکش تخیل مذہب کی سلاست تعلیم کے سامنے سربسجود ہو جاتی ہیں یہی سبب ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی قوم کسی زمانہ میں بھی مذہب کی پابندیوں سے آزاد نہیں رہی ایک وہ زمانہ تھا کہ یورپ میں کوئی علمی مسئلہ مذہب کی دست اندازی سے نہ بچ سکتا تھا حفاظت مذہب کے لئے اسپین میں ایک مجلس "انکوئیزیشن" قائم کی گئی تھی جس کا مقصد ہی یہ تھا کہ وہ کسی عقیدہ کو مذہب سے دست و گریبان نہ ہونے دے چنانچہ اس خونخوار مجلس نے ابتدائے قیام سے زمانہ آخر تک تین لاکھ آدمیوں کو لا مذہب قرار دیکر زندہ آگ میں جلا دیا گو یہ مذہب نہیں تاہم ایک غیر مکمل مذہب کی گل سازیاں ضرور ہیں۔

اس کے علاوہ یونانی اکتشافات نے مذہب کی انتہائی بیخ کنی کی اور مذاہب کا اختلاف اس ثبوت میں پیش کیا گیا کہ ہمارے پاس صدق و کذب کے پرکھنے کا کوئی معیار نہیں مذاہب اس قابل ہی نہیں کہ وہ صدق و کذب میں کوئی فرقِ امتیازی بنا سکیں اور ایک گروہ کا تو یہ خیال تھا کہ دنیا میں نیکی اور بدی کا سرے سے سلسلہ ہی نہیں پایا جاتا یہ حسن و قبح ہماری تعلیم و معاشرت کا نتیجہ ہے کیونکہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جنہیں ہم قبیح نگاہوں سے دیکھتے ہیں مگر یہی باتیں دوسری قوموں کے نزدیک تہذیب سے ذرا مناسبت نہیں رکھتیں۔

یہ اختلافات تھے جنسے یونان کی آبادیاں مختلف حصوں پر منقسم ہوگئی تھیں جن کے اغراض و مقاصد جداگانہ تھے جنکے عقائد ایک دوسرے سے بالکل مخالف تھے مگر ان اختلافات کے بعد بھی آج مذہب کا وجود پایا جاتا ہے اور اختلافات یونان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا اور یہی مذہب کی ابدیت کی دلیل ہے۔

لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو ان اختلافات میں بھی بہت کچھ حقیقت کا پہلو پایا جاتا ہے کیونکہ دنیا کے بہت کم مذاہب ایسے ہیں جو اپنے فرائض و کلیات کی حقیقت عقل کے سامنے پیش کر سکیں

یورپ بھی یونان کی طرح اختلافات مذہبی سے محفوظ نہ رہ سکا اور ان اختلافات نے یورپ کے لاکھوں قیمتی نفوس کو ضایع کر کے چھوڑا مگر اس خونخواری کا سہرا یونان کے سر ہے کیونکہ یہ اختلافات یونان ہی کی صدائے بازگشت تھی جس نے یورپ میں بھی لاکھوں منکرین مذہب پیدا کر دئیے مگر حقیقت یہ ہے کہ یورپ اس اختلافات میں حق بجانب تھا کیونکہ یورپ کے تمام مذاہب اپنی پیروی کا تو بڑے زور سے اعلان کرتے تھے مگر یہ نہ بتایا جاتا تھا کہ انہیں کیوں اور کس غرض سے مانا جائے اُن میں خلاف منشا ہو یا تو پیر تسلیم خم کرایا جاتا تھا اور عقل کو اس کے امتیاز نیک و بد کو، ذلیل سمجھا جاتا تھا نہ ان مذاہب میں عقل و جذبات کے حدود مقرر تھے اور نہ یہ اپنی پابندی کی سبب سے کسی مناسب بات کو تسلیم کر سکتے تھے ان کی پابندیوں سے کوئی عقلی اور نقلی آزادی مقید ہوئے بغیر نہ بچ سکتی تھی اور یہی سبب تھا کہ یہ مذاہب مذہب نہ رہے

تھے بلکہ ایک قسم کی چیستاں یا کچھ اور بن گئے تھے اور ان کی ناکامیابی کا زائد تر سبب یہ تھا کہ ان کا دارومدار محض وہم پرستی پر موقوف تھا کہیں صداقت میں اتنا مبالغہ کیا جاتا تھا کہ وہ بالکل پہلو سے صداقت گر جاتی تھی اور کہیں کذب اس انداز سے بیان کیا جاتا تھا کہ وہ بالکل صدق بنجاتا تھا دماغی پرواز کا کوئی لحاظ نہ تھا کہیں اتنی شدید قید تھی کہ جو بتا دیا گیا اُسے معبود سمجھ لو کہیں یہ آزادی تھی کہ سنگ و شجر تک معبود بننے کی قابلیت رکھتے تھے۔

مذہب کی اہمیت

دنیا کی بیشتر قوموں کا عروج و زوال اعتدال مذہبی پر موقوف ہے اگر ایک قوم کسی سچے...... مذہب کے بنائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہے تو مرورِ دہر کو اُس کے مٹا دینے کا کوئی حق نہیں یونان جسکی عقلی ترقیوں نے دنیا کی نگاہیں فضائے تحیر میں جما دیں زمانہ حال کی کوئی عقلی ترقی ان کی ترقی کی ہمسری نہ کرسکی دنیا آج تک ارسطو افلاطون و سقراط جیسے ماہرین فن پیدا نہ کرسکی مگر عقل کی اس قدر دستگیری کے بعد بھی انکا شیرازہ درہم و برہم ہوگیا غالباً اس کا حقیقی سبب اس قدر تھا کہ وہاں عقل ہی کو خالق موجودات کہا جاتا تھا اور مذہب و اخلاق کو عقل کے توازن میں کسی ذلیل مرتبہ پر بھی نہیں رکھا جاتا تھا۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ مذہب کے مقابلہ میں عقل سائنس فلسفہ گمراہ محض چیزیں ہیں بلکہ ان میں ہر ایک کے حدود مقرر ہیں اور یہ چیزیں اپنے حدود ہی میں دنیا کی رہبری کرسکتی ہیں۔

بعض مرتبہ مذہب کا زوال اہل مذہب کی بدولت ہوتا ہے دنیا کے کسی مذہب کی یہ تعلیم نہو گی کہ وہ عقل کی ترقیوں کا سدِّ باب کرے بلکہ یہ خانہ جنگیاں دنیا پرست جاہلان مذہب سے پیدا ہوتی ہیں جو عقلیات کی ترقیوں کے مقابلہ میں اپنی پست مائگی دیکھکر لرز جاتے ہیں اور اکتشافات کو مذہب کی مخالفت پر محمول کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ سائنس و فلسفہ کسی طرح بھی مذہب کی بنیادیں متزلزل نہیں کرسکتا کیونکہ مذہب کی بنا اُس منتہائے عقل پر ہے جہاں علت و معلول کی کوئی دسترس نہیں اس کے علاوہ قوانین فطرت غیر محدود

مذہب غیر محدود قوانین فطرت سے متعلق ہے اور سائنس مادیات سے وابستہ ہے پھر ایسے محدود علم کا غیر محدود مذہب پر حملہ کس قدر بعید از عقل نظر آتا ہے۔

آج تمام دنیا کے مذاہب سائنس اور فلسفہ سے دست و گریبان نظر آتے ہیں عقلیات کی انتہا درجہ کی بخکنی کیجاتی ہے مگر جن فرائض کی تکمیل کے لئے وہ دنیا میں پھیلائے گئے تھے انہیں وہ بالکل فراموش کر چکے ہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ اپنے حریفوں سے بیدردانہ سلوک کس طرح کیا جائے نااتفاقیاں کسطرح پیدا ہوسکتی ہیں مخالفوں کا پندار کس طرح سرنگوں کیا جاسکتا ہے مگر یہ کوئی مذہب نہیں بتاتا کہ مساوات کتنی خوشگواریوں کی حامل ہے ایک عالمگیر مذہبی اصول کس طرح دنیا کو ایک شاہراہِ عروج تک پہنچا سکتا ہے۔

مذاہب کے فرائض یہ تھے کہ وہ روحانیت کو ترقی دیتے دنیا کو اختلافات سے بچاکر ایک جادۂ اعتدال پر لاکھڑا کرتے ظاہر و باطن یکساں بنا دیتے جذبات اور عقل میں اتحاد پیدا کرتے افعال جسمانی کو عقل کے زیر اقتدار بنا دیتے دینی اور دنیوی ترقیوں کی راہیں بتاتے مگر یہ تمام چیزیں آج کسی مذہب کی تاریخ میں نہیں پائی جاتیں۔

مذاہب کی ناکامیابی کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ جب عقلائے عالم نے اُن کی حقیقت پر غور کیا تو کوئی ایسا لطیف عنصر ان میں دستیاب نہوسکا جو انہیں کسی خاص نتیجے پر پہنچا سکتا یہ درست سہی کہ مذہب افراد انسانی کے لئے ایک لابدی چیز ہے مگر وہ اسوقت ہی کارآمد ثابت ہوسکتا ہے جب دنیا کے مقاصد کی تکمیل بھی کرسکے۔

زائد تر نوع بشر کی تکمیل مقاصد علم اور عقل پر موقوف ہے تو ظاہر ہے کہ جس مذہب میں علم اور عقل کا پہلو نہ پایا جائے وہ دنیا کے کس قدر کام آسکتا ہے مذاہب عالم میں یہی کمی تھی جس کی بناء پر تمام دنیا نے اُن کے خلاف صدائیں بلند کیں اور جب کسی تعلیم سے خاطرخواہ تسلی نہو اس کا انجام بھی یہی ہونا چاہیئے بعض محققین کا قول ہے کہ مذہب جن بنیادوں پر قائم ہوا وہ علم کے خلاف ہیں اس لئے یقینی فیصلہ ہے کہ تمام مذاہب مٹا دیئے جائیں۔

ایک زمانہ ایسا بھی تھا جب دنیا کے غیر متعصب عقلا کا یہ قطعی فیصلہ تھا کہ موجودہ مذاہب یکسر غلط ہیں اس لئے ایک نئے مذہب کی ایجاد کی جائے۔

یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں اسوقت بھی مذاہب موجود تھے جب یہ صدائے احتجاج بلند کی گئی مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسا مذہب ہے جو ان ضروریات کی تکمیل کر کے ایک نئے مذہب کی ضرورت پوری کر سکتا ہے۔

دنیا کا عالمگیر مذہب

مذہب مُبلغ علم و حکمت کا نام ہے اس بنا پر دنیا کے کام اور اس کی ترقیاں مذہب ہی پر موقوف ہونگی اب دیکھنا یہ ہے کہ دیگر مذاہب نے عقل کے حدود پرواز کو کہاں تک وسعت دی ہے اور اسلام نے عقل کا کیا درجہ قائم کیا ہے۔

جس مذہب کو دیکھئے وہ عقلی تحقیقات و اجتہاد سے محفوظ رہنا چاہتا ہے کیوں کہ ان کا ذاتی سرمایہ اس قدر معمولی ہے کہ عقل کے مقابلہ میں ان کا چراغ جل نہیں سکتا چنانچہ بیشتر مذاہب کی ابتدائی تعلیم یہ ہے کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں برخلاف اس کے اسلام نے ہر ذی عقل کو اجتہاد کی آزادی سے اجازت دی ہے۔

مذہب میں عقل کی ضرورت

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ مذہب قوموں کی بہبودی کا باعث ہو تو اس کا فائدہ اسی وقت مرتب ہو سکتا ہے جب دنیا بھی اس کو فائدہ مند تصور کرے اور جب کسی مذہب کی تعلیم اس قدر پیچیدہ اور خلاف عقل ہو کہ آدمی اس کو سمجھ ہی نہ سکے تو پھر اس سے وہ کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہے اس صورت میں وہ بات جو کوئی شخص اپنے ذاتی اجتہاد کی بنا پر مان لیگا وہ اُس تقلید سے کہیں اچھی ہے جہاں کہا جاتا ہے کہ کچھ بھی ہو مان لو جو حکم ہو اس کے سامنے سر جھکا دو۔

مگر اسلامی تعلیم پر غور کرو کہ اس میں اجتہاد کا دروازہ کس قدر وسیع ہے جہاں خداوند قدوس نے اپنی وحدانیت کا ثبوت دیا ہے تو کیا عقلی پہلو اختیار کیا ہے لوکان فیھما

الھتہ الا اللہ لفسدتا ترجمہ اگر آسمان و زمین میں چند خدا ہوتے تو ان میں فساد اور گڑبڑ پیدا ہوجاتی۔

جہاں دعوت مذہب کا حکم دیا وہاں یہ نہیں فرمایا کہ تم خواہ مخواہ ان سے منوالو بلکہ کہا جاتا ہے ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ جب حکمت سے کسی کو مذہب کی طرف بلایا جائے گا تو اسے اس کی عقل کے تناسب سے مذہب کے فوائد بتائے جائیں گے اور یہی انسانی بہبودی کا آسان طریقہ ہے کہ پہلے کسی بات کے فوائد کو وہ بحث ومباحث سے بھی صحیح تسلیم کرلے۔

خدا نے انسان کو عقل دی کہ وہ ہر چیز کی اہمیت کا خیال رکھے موجودات میں بہت سی ایسی چیزیں ہیں جنہیں دیکھنے پر عقل کا یہ یقینی فیصلہ ہوتا ہے کہ ان چیزوں کی تخلیق طاقت انسانی سے باہر او پھر انہیں اشیاء کی حقیقت تخلیق پر غور کرنے سے خدائے برتر کے وجود کا پتہ لگ جاتا ہے قرآن میں خداوند قدوس نے انسان کو اجازت دی تھی کہ وہ صنعتہائے موجودات میں غور کرے اور وجود باری کا ان سے پتہ لگالے لیکن اس کے عدم اجتہاد پر اسے الزام دیا جاتا ہے کہ وکاین من آیۃ فی السموٰت والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون ترجمہ آسمان اور زمین میں کتنی بیشمار نشانیاں ہیں مگر یہ لوگ ان پر گذرتے ہیں اور ان کی طرف رخ بھی نہیں کرتے ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم افلا یتدبرون القرآن ترجمہ اور بہت لوگ خدا کے باب میں بے علمی سے جھگڑتے ہیں کیا یہ قرآن پر غور نہیں کرتے لھم قلوب لا یفقھون بھا ترجمہ ان کے دل تو ہیں مگر وہ سمجھ سے کام نہیں لیتے آیات بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی کوئی تعلیم اندھا دھند تقلید پر موقوف نہیں بلکہ اس میں جو سب سے بڑی چیز ہے وہ ذاتی اجتہاد ہے اسلام میں اس اجتہاد عقلی کے دخول کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دنیا کا عالمگیر مذہب ہے۔

اسلام کی خصوصیت

مذہب کا کام انسان کی تمدنی معاشرتی اور تعلیمی ترقیاں ہوتی ہیں جس مذہب میں یہ وصف بوجہ کمل پایا جاتا ہے اسی قدر وہ دوسرے مذاہب سے امتیاز رکھتا ہے مذاہب سابقہ پر غور کرو کہ روما کے مذہب کا فیصلہ وہیں عقلی ترقیات نے کر دیا اور ہزارہا فرضی دیوتا اس عقل کے دیوتا کے بھینٹ چڑھ گئے مذہب موسوی کا اثر بنی اسرائیل تک محدود رہا عیسائیت کی تعلیم تقریباً بالکل بے اثر رہی کیونکہ آج عیسائی تثلیث کے قائل ہیں اور ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے یہ تعلیم نہیں دی تھی مگر اب اسلام پر غور کرو کہ جب عرب پر گمراہی کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں جب خدا کا سب سے پہلا گھر مرکزِ اصنام بنا ہوا تھا جب عرب کے ہر ایک گھر کا الگ خدا تھا جب باشندگانِ مکہ کا سب سے بڑا معبود ایک کالا پتھر از قسم شہاب ثاقب تھا جو تین سو ساٹھ بتوں کے ساتھ عرب کی اوہام پرست قوم پر خدائی کیا کرتا تھا اس زمانہ میں شمسی سال تین سو ساٹھ دن کا محسوب ہوتا تھا اس مناسبت سے ہر روز کا ایک نیا خدا تسلیم کیا جاتا تھا جب تمام عالم گمراہی میں گرفتار تھا جب انسان پتھر پوجتے تھے جب یہود کے نزدیک خدا مجسم تھا عیسائی تثلیث کے قائل تھے دولت روما کی حکمت عملی نے قدیم عیسائیت میں بت پرستی کا عنصر ملا کر لوگوں کو مسیحی نہایت پرست بنا رکھا تھا عیسائی اولیا اور ملائکہ کی پرستش ہر اعتبار سے قدیم زمانہ کی شیطانی پرستش سے مشابہ ہوگئی تھی پہلے بت پرست اپنے بزرگوں کو دیوتا سمجھکر پوجتے تھے عیسائیوں نے اپنے بزرگان دین کو خدا بنا رکھا تھا عیسائیت اور بت پرستی میں کوئی فرقِ مابہ الامتیاز باقی نہ رہا تھا بتوں اور آثاروں کے جلوس نکالے جاتے تھے انہیں سجدے کیے جاتے تھے روما کے دیوتا "جوپیٹر" اور اس کی برادری " مریم عذرا اور مسیحی اولیا سے منسوب ہوگئی تھی غرضکہ روما کی اوہام پرستی بالکل مسیحیت کے لباس میں ڈھل گئی تھی اور دہر مجوسی دو خدا مانتے تھے انکے یہاں ماں اور بیٹیوں سے نکاح ہو سکتا تھا صابئین ستارہ پرستی میں ڈوبے ہوئے تھے تو بانی اسلام کا وجود ہوا یہ دنیا کے تاریخ کا سب سے پہلا انقلاب تھا جب عرب کی وادیوں میں ایک سچی

آواز پیدا ہوئی اور تمام دنیا نے اس کی صدائے بازگشت سنی۔

اسلام کی سرعت ترقی پر آج دنیا کے وہ مدبرین دنگ ہیں جنہیں اپنے برسوں کے تفوق پر ناز تھا اور یہ سرعت غالباً اسلام کی مناسبت عقل کا سبب تھی۔

اس سے پہلے جب دنیا میں ہر طرف خانہ جنگیاں ہو رہی تھیں جب ہر قوم اور فرقہ میں ہنگامہ سازیوں کا بازار گرم تھا اسوقت اسلام نے ہی مساوات کا سبق پڑھایا جس کا نتیجہ ہے کہ آج مشرق سے مغرب تک ہر مسلمان ایک دوسرے کا بھائی ہے اگر اسلام کو اپنی اس مساواتی تعلیم پر ناز ہے تو بجا نازہے۔

آج یورپ کی تمام تر ترقیوں کا اصل اصول یہ ہے کہ انسان اعلیٰ ترین مخلوقات ہے تمام کائنات میں جو کچھ بھی ہے وہ اسی کے لئے ہے مگر اس اصول کی سب سے پہلے اسلام نے تعلیم دی چنانچہ ارشاد باری ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

اس کے علاوہ عیسائیت کی وحدانیت کا وہ پیچیدہ جھگڑا جسے مسیحیت کا چھ سو برس کا فلسفہ نہ سلجھا سکا جسکی حقیقت تک یورپ و یونان کا ہزارہا سالہ فلسفہ نہ پہنچ سکا اسلام نے ایک مختصر مدت میں اس کی دشواریاں طے کرکے بہت جلد اس کا نتیجہ نکالکر دکھادیا۔

آج اسلامی تعلیم کے متعلق ہزارہا محققین یورپ کی رائیں دستیاب ہوتی ہیں اس سے بڑھکر ایک مذہب کی صداقت کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ اس نے مخالفوں کو بھی اپنی مدح سرائی پر مجبور کر دیا چنانچہ سر ولیم جونس نے باتباع لاک یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اسلام اور عیسائیت میں سب سے بڑا یہ فرق ہے کہ مسلمان نبی کو نہ ابن اللہ سمجھتے ہیں اور نہ بیٹے کو الوہیت کی حیثیت سے باپ کا ہم رتبہ مانتے ہیں بلکہ خدا کی وحدانیت اور صفات کے متعلق ایسے ایسے خیال رکھتے ہیں جس سے انسان کے قلب پر ہیبت طاری ہو جائے۔

حال ہی میں فلسطین کے اخبار الکرمل نے اسلامی تہذیب و تمدن کو یورپ کے تہذیب و تمدن پر ترجیح دی ہے اور اسی دوران میں وہ تمام دنیائے عیسائیت کو خطاب

کرتا ہے کہ جب جناب مسیح دنیا میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے تشریف لائے تھے اور بانی اسلام (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کی زندگی کا مقصد بھی یہی ہے تو پھر ہم کس بنا پر آپ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں اخبار مذکور نے یہاں تک لکھدیا کہ مشرقی نصاریٰ اس نبی عربی کو اپنا آقا اور سردار سمجھتے ہیں اور اسکی عظیم الشان ہدایت اور عالمگیر رہبری کو عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں

سر جان ولیم ڈریپر نے اسلام اور بانی اسلام پر ایک مبسوط بحث کی گو انہیں اسلامی تعلیم کی کم علمی کے سبب قدم قدم پر ٹھوکر کھانا پڑا مگر صداقت انسے بھی نہ چھپ سکی اور آخر کو بانی اسلام کے متعلق یہ لکھنا ہی پڑا "کیا یہ ممکن ہے کہ ایسے شخص کا نام تعظیم اور تکریم سے نہ لیا جائے یہ وہ شخص ہے جسکے اصول آج بنی نوع انسان کے ایک تہائی حصہ کے رہبر اور رہنما ہیں۔

مسٹر مورس بانی اسلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ان کے اصولوں کی استقامت پر نظر کرتے ہوئے (جنہوں نے عرب جیسی بد ترین قوم کو ترقی کے انتہائی مراتب تک پہنچا دیا) یہ ماننا پڑتا ہے کہ خدائے برتر نے انکو اصلاح کے لئے ہی مامور کیا تھا۔

سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمدؐ میں بانی اسلام اور مسیح کا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اشاعت مذہب کی دشواریاں برداشت کرنے میں یہ دونوں رفیق برابر ہیں مگر محمدؐ کی تیرہ برس کی تعلیم نے وہ انقلاب پیدا کر دیا جسے مسیح کی زندگی بھر کی کوشش پیدا نہ کر سکی مسیح کی تعلیم اس قدر بالائی رہی کہ لوگوں کے دلوں میں اسکا کوئی گہرا اثر نہوا نہ اُنکے حواریوں نے مسلمانوں کیطرح ان کے لئے ہجرت اختیار کی اور نہ ویسا جوش انگیز ارادہ کسی سے ظاہر ہوا۔ جیسا کہ ایک غیر شہر کے نومسلموں نے اپنے خون کے عوض اپنے پیغمبر کو بچانے میں ظاہر کیا مسیح شرایع موسوی کی زیادتیوں کی تنسیخ اور ناکامیوں کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوئے تھے انہیں یہودیوں کی حالت میں کوئی نمایاں تغیر پیدا کرنا ضروری نہ تھا مگر محمدؐ اس قوم کی رہبری کے لئے مبعوث ہوئے جو بت پرست تھی جو ضلالت اور گمراہیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔

مسٹر ٹیلر لکھتے ہیں کہ ایک وہ مذہبی شعلہ جو ایک بیابان سے اٹھا تھا اور جسنے ایک

قلیل مدت میں تمام ایشیا میں آگ لگادی یہ کس طرح سے ممکن ہے کہ وہ ایسے دل سے نکلا ہو جس میں اس کی بالکل گرمی موجود نہو۔

یہ دنیا میں سب سے پہلی اسلامی خصوصیت ہے کہ اس کے اصول چاند و سورج بنکر چمکے اور دوسری مخالف جماعتوں کو بھی اس کے سامنے سر جھکا دینا پڑا۔

اسلام اور عیسائیت کی صداقت کا بس اس قدر امتیاز کافی ہے کہ مسیحی طاقت اپنی لاکھوں کوششوں کے بعد بھی روما کی بت پرستی نہ مٹا سکی مگر اسلام نے عرب کی قدیم بت پرستی ایسی مٹائی کہ آج وہاں اس کا ڈھونڈنے سے پتہ نہیں لگتا۔

واقعات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یورپ میں اشاعت اسلام بڑی سرعت سے ہو سکتی تھی مگر یورپ کو اسلام کی حلقہ بگوشی سے بچانے والی چیز عرب کی وسیع سلطنتوں کی خانہ جنگیاں تھیں اور جس کے زائد تر ومہ دار شیعہ او سنی کے ناپاک اختلاف ہیں اگر یہ اندرونی فسادات نہو تے تو جس طرح طارق کی اسلامی تلوار نے تمام جزیرہ نمائے اسپین میں کہرام مچا دیا تھا اسی طرح دراسی زمانہ میں یورپ کے محل میں کفر کو کھا جانے والی توحید کی صدائیں گونج گئی ہوتیں اور آج پولینڈ کے حدود میں اسکاٹ لینڈ کی پہاڑ کی چوٹیوں پر اسلام کا ہلالی جھنڈا لہلہاتا نظر آتا۔

اسلام کی تعلیم کا اثر

یہ بہت مشکل ہے کہ اسلام کی وہ تمامتر ترمیمات جو اس نے دنیا کے سامنے پیش کی ہیں بیان کی جائیں کیونکہ اس کی تعلیم علم و فلسفہ پر موقوف ہے اور علم و فلسفہ کے حدود اس قدر وسیع ہیں جنکو کوئی زبان کوئی دماغ کوئی خیال بیان نہیں کرسکتا جب اسلامی عروج کے تذکرے دنیا سنتی ہے جب اس کی تاریخ مورخین لکھتے ہیں تو کانپ کانپ جاتے ہیں آج بھی دنیا میں بہت سی متمدن قومیں موجود ہیں بہت سی متفوق ہستیاں پائی جاتی ہیں بہت سے ایسے افسوس نظر آتے ہیں جو اپنے عروج کے مقابلہ میں دنیا کو ایک ذرہ بیمقدار سمجھتے ہیں مگر وہ ان کا غرور ان کا

پندار،، ان کا عروج، اسلامی عروج کے مقابلے میں سرنگوں ہو جاتا ہے اس سے پہلے بہت سے مذاہب نے اسلام کا ہمدوش بننا چاہا بہت سی قومیں اسلام سے دست و گریباں ہوئیں مگر اپنی شکست کی یادگار بنکر رہ گئیں سر جان ولیم ڈریپر نے اسلام اور اس کے عروج کے متعلق بہت کچھ لکھا ہم ان کے ایک مفصل مضمون کا ترجمہ پیش نظر کرتے ہیں۔

ہمیں رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے کہ عرب کا وحشیانہ تعصب کیونکر اس قدر جلد تحصیل علوم و فنون کی زبردست خواہش کی شکل میں بدل گیا اول اول قرآن ادب و انشا، حکمت و فلسفہ کا مزاحم تھا آنحضرت نے اسے تمام تصانیف کا گل سر سبد ظاہر کر کے اس کی بے مثل فصاحت و بلاغت کو اپنی ماموریت من اللہ کے ثبوت میں پیش کیا لیکن وفات کے کچھ عرصہ بعد وہ تجربہ جو مسلمانوں کو تمام ایران۔ ایشیائے کوچک اور مصر حاصل ہوا اپنا رنگ لایا حضرت علی نے جو اس وقت خلیفہ تھے لوگوں کو ہر طرح کے علمی مشاغل کا شوق دلایا امیر معاویہ نے جو بانیٔ خاندان بنی امیہ ہیں ۶۶۱ء میں برسر حکومت ہوتے ہی آئین حکومت میں انقلاب پیدا کر دیا پہلے حکومت انتخابی تھی اب موروثی ہو گئی مدینہ کے بجائے دمشق مرکزی دارالخلافہ بنا اور عیش و عشرت اور شان و شوکت کی زندگی اختیار کی

انہوں نے استبداد و تعصب کو چھوڑ کر علوم و فنون کی سرپرستی شروع کی یہ حیرت انگیز انقلاب فقط بیس سال میں پیدا ہو گیا ایک وہ زمانہ تھا جب خلیفہ دوم فاروق اعظم کے عہد خلافت میں ایک ایرانی سفیر ان سے ملنے آیا تو انہیں مسجد نبوی کی سیڑھیوں پر بیٹھا ہوا پایا مگر خلیفہ ششم امیر معاویہ کے زمانہ میں دیگر ممالک کے سفیر خلیفہ کے روبرو ایک عالیشان محل میں پیش کئے جاتے تھے۔

آنحضرت کی رحلت کے بعد پوری ایک صدی بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ مشاہیر حکمائے یونان کی تصانیف کا ترجمہ عربی زبان میں ہو گیا اور الیڈ و اڈیسی جیسی نظموں کو جو اپنی بت پرستانہ تلمیحات کی بنا پر موجب گمراہی سمجھی جاتی تھیں ان ہنر پرور لوگوں نے

شامی لباس پہنا دیا (یہ عرب کی علم پروری تھی کہ وہ دوسری قوموں کے رکیک جذبات کی بھی قدر کرتے تھے مگر یورپ کے عیسائیوں نے جب طرابلس پر حملہ کیا تو وہاں کے اس اسلامی کتب خانے میں آگ لگا دی جس میں کم و بیش تیس لاکھ کتابیں محفوظ تھیں ایک مرتبہ غرناطہ کے چوک میں ایک متعصب پادری نے عربی زبان کے اسی ہزار نسخوں کا ڈھیر لگوا کر آگ لگا دی (الہٰ عفو لنے)

۱۳۲ھ ۷۵۰ء میں دمشق کا مرکز حکومت بغداد میں تبدیل کر دیا اور سنہ دار الخلافہ کو عروس البلاد بنا دیا اس کا بیت سا وقت علم ہیئت کے مطالعہ اور اس کی ترقی میں صرف ہوتا تھا اس کے علاوہ جا بجا اس نے طب اور قانون کے مدارس قائم کئے اس کا پوتا ہارون رشید بھی اسی کے نقش قدم پر چلا چنانچہ اس کے حکم سے دولت عباسیہ کی ہر مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ قائم کیا گیا علم و حکمت کا سب سے زیادہ روشن زمانہ جو ایشیا کے لیے سرمایۂ صد نازش و افتخار ہے۔

المامون کا عہد خلافت ہے ۲۱۸ھ ۱۳ ۸ء یہ اسی کا زمانہ تھا کہ بغداد سائنس کا مرکز و سرچشمہ بن گیا یہ اعلیٰ درجہ کا علمی مذاق اسوقت تک بھی قائم رہا جب اندرونی تنازعات کی وجہ سے عربی سلطنت تین جداگانہ حصوں میں منقسم ہو گئی۔

بنی عباس ایشیا میں بنی فاطمہ مصر میں بنی امیہ اندلس میں انکی سیاسی رقابت کے ساتھ ساتھ علمی رقابت بہت فائدہ مند ثابت ہوئی ان کا ہر ایک طبقہ علم و حکمت ادب و انشاء کی سرپرستی میں اپنی حریف سلطنتوں سے بڑھنا چاہتا تھا۔

شعر و سخن میں عرب نے ہر ایک دلچسپ عنوان پر کتابیں لکھیں انکو اس بات پر ناز تھا کہ ایک اکیلے عرب نے جسقدر شاعر پیدا کئے وہ تعداد میں دنیا بھر کے شاعروں سے زیادہ ہیں۔

سائنس میں انکی سب سے بڑی یہ خوبی ہے کہ اس کے اکتساب میں انہوں نے یورپ کے یونانیوں کا طریقہ اختیار نہیں کیا بلکہ اسکندریہ کے یونانیوں کا اتباع کیا۔

اسلامی کتب خانہ جات

کتب خانہ جات عالیہ کے قیام و توسیع کے لئے کتابوں کے جمع کرنے میں بڑا اہتمام کیا جاتا تھا

خلیفہ مامون کی نسبت روایت ہے کہ اس کی کوششوں سے صدہا اونٹ جو قلمی کتابوں کے پشتارو
سے لدے ہوئے تھے بغداد میں داخل ہوئے جو معاہدہ اس نے یونانی فرمانروا میکائیل ثالث
سے کیا تھا اس میں ایک یہ شرط بھی تھی کہ قسطنطنیہ کا ایک کتب خانہ اس کے حوالہ کر دیا جائے
یہ علمی خزانہ جو اس طرح مامون کے ہاتھ آیا اس میں بطلیموس کی اُس مشہور تصنیف کا ایک نسخہ بھی
تھا جو اس نے ستارۂ ثوابت کی ہندسانہ ساخت پر لکھا تھا اس کا ترجمہ عربی میں خلیفہ کے حکم سے
ہوا اور اس کا نام مجسطی رکھا گیا جو کتابیں اس طرح جمع کی گئیں تھیں انکی کثرت تعداد کا اندازہ
اس سے ہو سکتا ہے کہ قاہرہ کے کتب خانہ فاطمیہ میں ایک لاکھ کتابوں کے نسخے موجود تھے
جن کا خط نہایت پاکیزہ اور جلدیں نہایت خوبصورت تھیں ان میں چھ ہزار پانچسو نسخے
فقط موضوع علم ہیئت اور طب پر تھے اس کتب خانے کے قواعد کے بموجب ان طالب علموں
کو جو قاہرہ میں تھے کتابیں مستعار مل سکتی تھیں اس کتب خانہ میں زمین کے دو کرے بھی تھے ایک
ٹھوس چاندی کا اور دوسرا پیتل کا پیتل کے کرے کا بنانے والا بطلیموس کو بتایا جاتا تھا چاندی کے
کرے پر تین ہزار کی لاگت آئی تھی خلفائے اندلس کے عظیم الشان کتبخانے کی کتابوں کی رفتہ رفتہ
تعداد چھ لاکھ ہوگئی تھی اس کتب خانے کی فہرست چوالیس کتابوں پر مشتمل تھی اس شاہی
کتب خانے کے علاوہ اندلس میں ستر ایسے سرکاری کتب خانے تھے جنمیں ہر شخص جا کر اپنی
معلومات بڑھا سکتا تھا خاص خاص اشخاص کے پاس بعض دفعہ کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ ہوتا تھا ایک
طبیب کے متعلق مشہور ہے کہ جب سلطان بخارا نے اسے بلایا تو اس نے آنے سے اس بنا پر انکار کر دیا
کہ اسکی کتابوں کی باربرداری کے لئے چارسو اونٹوں کی ضرورت ہے ۔

ہر بڑے کتب خانے میں ایک سررشتہ نقل اور ترجمہ کا ہوتا تھا تراجم بھی بسا اوقات
بعض اشخاص اپنی ذاتی اہتمام سے مرتب کراتے تھے چنانچہ سنہ ۸۵۰ء میں ایک نسطوری طبیب
حنین نامی نے اس قسم کا ایک دفتر بغداد میں قائم کر رکھا تھا یہ شخص ارسطو افلاطون بقراط بھی
جالینوس اور دوسرے مشاہیر یونان کی تصانیف کا ترجمہ کیا کرتا تھا تراجم کے علاوہ جدید تصانیف کا بازار

گرم تھا تصنیف کا طریقہ یہ تھا کہ دار العلوموں کے حکام اساتذہ کو مقررہ موضوع پر کتابیں لکھنے کے لیے مقرر کرتے تھے ہر خلیفہ کے دربار کا وقایع نویس علیحدہ ہوتا تھا قصص و حکایات کے متعلق الف لیلیٰ جیسی کتابوں کا وجود عربی قوت متخیلہ کا پتہ دیتا ہے قصوں اور افسانوں کے علاوہ اور دوسرے اقسام مضامین پر کتابیں تصنیف کی جاتی تھیں مثلاً اصول فقہ، سیاست، فلسفہ، سیر و سوانحعمریاں، نہ صرف جلیل القدر اشخاص بلکہ مشہور گھوڑوں اور اونٹوں کی بھی لکھی جاتی تھیں۔ کتابوں کی اشاعت میں منجانب حکومت کسی قسم کی مداخلت اور مزاحمت نہ ہوتی تھی اور نہ ان کے مضامین میں مصلحت عامہ کے بہانہ سے کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ کی جاتی تھی البتہ اخیر میں دینیات کی کتابوں کی اشاعت کے لیے مصنفوں کو سرکاری اجازت لینی پڑتی تھی واقفیت عامہ کے لیے علمی حوالجات کی کتابیں کثرت سے لکھی گئیں، جغرافیہ، شمار و اعداد طب تاریخ غرض ہر موضوع کی ایک جامع لغات موجود ہو گئی یہاں تک کہ انکی ملخصات بھی تیار ہو گئے چنانچہ محمد ابو عبداللہ کی تصنیف دائرۃ المعارف اس صنعت کی ایک ممتاز مثال ہے کتابوں میں جو کاغذ لگایا جاتا تھا اس کی صفائی اور سفیدی کا خاص لحاظ رکھا جاتا تھا اور کتابوں کے عنواں کو مطلا و مذہب کرنے اور انکو طرح طرح کی زینت دینے میں بڑی دیدہ ریزی اور ہنر آفرینی سے کام لیا جاتا تھا۔

غرض دنیائے اسلام میں علوم و فنون کی روشنی چار و نطرف پھیلی ہوئی تھی منگولیا، تاتار ایران، عراق، شام، مصر، شمالی افریقہ، مراکش، فیض، اور اندلس میں کثرت سے درسگاہیں موجود تھیں دولت روما کا رقبہ باآں ہمہ عظمت و جبروت اتنا نہ تھا جتنا اس عربی حکومت کا اس عظیم الشان سلطنت کے ایک کنارہ پر تو سمرقند کا مشہور مدرسہ اور رصدگاہ تھی اور دوسرے کنارہ پر اندلس کا منارۂ رصد آسمان سے ہمکلام تھا مسلمانوں کی اس سرپرستی علم و فنون کا ذکر کرتے ہوئے ''گبن'' لکھتا ہے۔

صوبوں کے خود مختار امیر بھی سرپرستی علوم میں شاہانہ اقتدارات برتتے تھے اور انکی

رقیبانہ مسابقت نے مذاق علمی کی ترویج میں غیر معمولی حصہ لیکر سائنس کے نور کو سمرقند اور بخارا سے لیکر فیض اور قرطبہ تک پھیلا دیا تھا ایک سلطان کے وزیر نے ایک دفعہ ایک لاکھ اشرفیاں اس غرض سے وقف کردیں کہ اس سرمایہ سے بغداد میں ایک کالج قائم کیا جائے اور اس کالج کے مصارف کے لئے پندرہ ہزار دینار سالانہ کا دوامی عطیہ مقرر کردیا تعلیم کے فیضان سے خاص و عام کو یکساں بہرہ اندوز ہوتے کا موقع دیا جاتا تھا وزیر کا لڑکا ایک موچی کے لڑکے کے پہلو بہ پہلو بیٹھکر سبق لے سکتا تھا طالبعلموں کی تعداد ایک دارالعلوم میں چھ چھ ہزار تک پہنچی ہوئی تھی جنکی جماعتوں کو باوقات مختلف تعلیم دیجاتی تھی نادار طلبہ کے لیئے وظایف مقرر تھے اساتذہ کو بیش قرار تنخواہیں ملتی تھیں ہر شہر میں عربی زبان کی نادر تصنیفات کی نقل اور جمع کرنے کیلیئے طالبان علم کا شوق اور اہل دول کا نمود ہر وقت سرگرمی سے مصروف رہتا تھا ان مدارس و مکاتب کی نگرانی بعض دفعہ فراخ حوصلگی کے اقتضا سے نسطوریوں اور کبھی یہودیوں کے سپرد کردی جاتی تھی کسی شخص کو کسی خدمت جلیلہ پر سرفراز کرتے وقت حکومت کو یہ خیال نہ ہوتا تھا کہ وہ کس قوم سے تعلق رکھتا ہے یا اس کے مذہبی عقائد کیا ہیں بلکہ محض اس کی علمی قابلیت کا لحاظ کیا جاتا تھا

خیر الناس من ینفع الناس کے اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے خلیفہ اعظم المامون نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ اہل علم و فضل خدا کے برگزیدہ بندے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی اپنے قوائے عقلی و ادراکی کے لیئے وقف کر رکھی ہے۔

وہ اپنے ابنائے جنس کو حکمت و دانش کے نکتے سکھاتے ہیں اس سلیئے وہ محفل کون و فساد کے چراغ ہیں اگر انکی ہدایت شمع راہ نہو تو دنیا پر پھر اسی تاریکی کی ظلمتیں چھا جائیں جو پہلے چھائی ہوئی تھیں۔

مدرسہ طبیہ قاہرہ کے طرز عمل کی تقلید سے دوسرے طبی مدارس میں بھی یہ قاعدہ جاری کرا دیا تھا کہ زمانہ تعلیم کے اختتام پر طلبہ کا نہایت سختی سے امتحان لیا جائے اور کامیاب ہونے پر انہیں مطب کی سند دیجائے یورپ کا پہلا طبی مدرسہ وہ تھا جسے عربوں نے اٹلی کے شہر

ء بسلطر توفیق قائم کیا تھا اور پہلی رصدگاہ جو یورپ کو نصیب ہوئی وہ تھی جو اموی خلفاء کی سرپرستی میں بمقام اشبیلیہ (اسپین) قائم ہوئی تھی۔

اگر ہم عرب کی مہتم بالشان علمی تحریک کی جزئیات سے بحث کریں تو اس کتاب کا حجم زیادہ بڑھ جائے گا لہذا ہم صرف اس اجمال پر اکتفا کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے قدیم علوم و فنون میں بہت اضافے کئے اور نئے نئے علوم ایجاد کئے انہوں نے حساب کے ہندی طریقوں کو رواج دیا جس میں تمام رقوم نہایت خوبصورتی کے ساتھ دس اعداد کے ذریعہ سے اس طرح ظاہر کیجاتی ہیں کہ ہر عدد کے اول تو ایک قیمت مطلق مقرر کردی گئی ہے اور اس کے بعد ایک قیمت اعتباری ہے جو بلحاظ موقع یا مرتبہ پیدا ہوتی ہے اور ساتھ ہی ہر طرح کے اندازے کے لئے آسان اور سہل قاعدے بنائے جبر و مقابلہ یا بالفاظ دیگر ہمہ گیر ریاضی وہ طریقہ ہے جیسکے ذریعہ سے مقادیر غیر معینہ کی تعین یعنی ان تعلقات کی دریافت ہو سکتی ہے جو ہر قسم کے مقادیر کے درمیان قائم ہوں خواہ ان مقادیر کا تعلق علم حساب سے ہو یا علم ہندسہ سے اس طریقہ کا موہوم سا خیال ڈایوفنٹس یونانی کو پیدا ہوا تھا جسے عربوں نے ترقی دیکر اس حد کمال تک پہنچایا جبر و مقابلہ میں محمد ابن موسیٰ نے مساوات درجہ چہارم اور عمر ابن ابراہیم نے مساوات درجہ سوم کے حل کرنے کا عمل دریافت کیا عربوں ہی کی مساعی سے علم مثلث نے موجودہ شکل اختیار کی انہوں نے جیب مستوی کے بجائے جسکا اول استعمال (بطلیموس) اوتار کو اس فن میں داخل کیا اور یہی ترقی دیکر ایک مستقل فن بنا دیا موسیٰ نے علم مثلث کروی پر ایک رسالہ لکھا اور البغدادی کی علم مساحت پر لکھی ہوئی ایک کتاب موجود ہے جسمیں اس فن کے متعلق یہاں تک داد نکتہ سنجی دیگئی ہے کہ بعض لوگ یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ اس موضوع پر جو اقلیدس کا مقالہ گم ہو گیا تھا البغدادی کا رسالہ اسی کی نقل ہے۔

علم ہیئت میں نہ انہوں نے صرف ستاروں کی فہرستیں تیار کیں بلکہ اس حصۂ آسمان کے نقشے بھی تیار کئے جو ان کے پیش نظر تھا بڑے بڑے ستاروں کے انہوں نے عربی نام رکھے اور آجتک یہ ستارے انہیں ناموں سے مشہور ہیں جیسا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے انہوں نے سطح زمین کی پیمائش

کرکے اس کی جسامت دریافت کی شمس و قمر کا اوعواج دریافت کیا آفتاب و مہتاب کی صحیح میزانیں شایع کیں سال کی مدت مقرر کی۔

استقبال اعتدالین کی توثیق و تصدیق کی "ویلیپلیس" نے "البتیانی" کے رسالہ "علم کواکب" کا ادب و احترام سے ذکر کیا ہے اور حاکم بامر اللہ خلیفہ مصر ۱۰۰۰ء کے دربار کے مشہور ہیئت داں "ابن یونس" کی ایک عالمانہ تصنیف کے بعض بچے بچائے اجزا کا بھی حوالہ دیا ہے جس میں المنصور کے زمانہ سے لیکر اسوقت تک کے تمام مشاہدات فلکی مثلاً خسوف و کسوف نقاط اعتدال لیل و نہار نقاط انقلاب صیفی و شتوی قرآن سیارگاں و احتجاب کواکب کے نتائج درج ہیں ان رصدی نتائج نے نظام عالم کے بڑے بڑے تغیرات پر بہت کچھ روشنی ڈالی ہے اس کے علاوہ ہیئت دانان عرب نے آلات ہیئت کی تکمیل و ترکیب میں بہت سا وقت صرف کیا وقت کے اندازہ کے لئے مختلف قسم کی پانی اور دھوپ گھڑیاں ایجاد کیں اور سب سے پہلے اس مقصد کے لئے پنڈلم یعنی رقاص ساعت انہوں نے ایجاد کی۔

عملی علوم میں جن کا دارومدار تجربہ پر ہے علم کیمیا کی ایجاد کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے انہوں نے اس فن کے بعض نہایت ہی اہم معیار دریافت کئے مثلاً گندھک کا تیزاب شورے کا تیزاب اور الکحل اس فن سے انہوں نے مطب میں بھی کام لیا اور سب سے پہلے ادویات مفردہ و مرکبہ کی قرابادینیں شایع کیں اور اس میں معدنی نسخہ جات بھی شامل کئے۔ علم جر ثقیل میں انہوں نے گرتے ہوئے اجسام کے قوانین دریافت کئے قوت کشش ثقل ماہیئت سے بھی وہ نابلد نہ تھے جر ثقیل کی قوتوں کے مسئلہ کا انہیں اچھی طرح علم تھا علم توازن مایعات میں جو ترقی انہوں نے کی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اجسام کے اوزان مخصوص کی میزانیں مرتب کر کے پانی میں اجسام کے ڈوبنے اور تیرنے کے مالہ و ماعلیہ پر انہوں نے مبسوط بحثیں لکھیں فن مناظرہ و مرایا میں انہوں نے یونانیوں کی اس غلط فہمی کو درست کیا کہ شعاع نور آنکھ سے نکل کر شئی مرئی پر پڑتی ہے اس کے بجائے انہوں نے اس مسئلہ کو رواج دیا کہ شعاع شئے سے نکل کر

آنکھ میں داخل ہوتی ہے واقعہ انعکاس انعطاف ضیاء کی ماہیت کا انہیں پورا علم تھا ابن حزم سے یہ مشہور تحقیقات منسوب ہے کہ شعاع نور کرہ ہوا کو بشکل قوس قطع کرتی ہے اور اس سے اس نے یہ ثابت کیا کہ ہم آفتاب و مہتاب کو قبل طلوع و بعد غروب دیکھتے ہیں۔

ہسپانیہ کی مستعدی کا اثر اس ترقی میں صاف نظر آتا ہے جو صنعت و حرفت کے متعدد شعبوں میں جلد جلد ہونی شروع ہوئی فن فلاحت میں آبپاشی کے طریقے پہلے سے بہتر ہو گئے کود کا استعمال ہنر اور سلیقہ کے ساتھ کیا جانے لگا چوپایوں کی افزائش نسل کے متعلق تحقیق کئے معلوم کئے دیہی قوانین کا ضابطہ کاشتکاروں اور مزارعین کے حقوق کے لحاظ سے نہایت زیادہ کامل و مکمل ہو گیا جن کھیتوں میں پہلے وہاں کی کاشت ہوتی تھی وہاں اب اس کی لہلہاتی فصلیں نظر آنے لگیں جہاں ایکھ اور قہوہ کا نام و نشان نہ تھا وہاں اب ان کی پیداوار بھی ہونے لگی سلطنت میں جا بجا ریشم روئی اور اون کے کپڑوں کے کارخانے قائم ہو گئے قرطبہ اور مراکو میں چرم سازی اور کاغذ سازی کا کام شروع ہو گیا معدنیات پر کام ہونے لگا مختلف دھاتیں ڈھلنے لگیں طالیطلہ میں ایسے ایسے خنجر اور تلواریں تیار ہونے لگیں کہ تمام دنیا انکا لوہا مان گئی

شاعری اور موسیقی پر عرب فریفتہ تھے انکا جو وقت فکر معاش سے بچتا ان فنون لطیفہ کے نذر ہوتا تھا شطرنج کا کھیل یورپ نے عربوں سے سیکھا قصص حکایات اور خیالی مضامین کا شوق بھی جو اہل یورپ میں اس قدر پایا جاتا ہے عربوں کا ہی پیدا کیا ہوا ہے فن ادب کی شاخوں میں جو محض تفریح اور دلبستگی کا ہی ذریعہ نہیں بلکہ متانت اور ثقاہت کی شان لئے ہوئے ہے انکی فکر سلیم داد نکتہ سنجی دیتی تھی دنیا کی ناپائیداری لا مذہبی کے نتائج قسمت کی گردش عالم کی ابتدا اس کی میعاد اس کا خاتمہ وہ مضامین ہیں جن پر عرب نے لطیف اور معنی خیز کتابیں لکھیں بعض دفع تعجب ہوتا ہے کہ جب ہماری نگاہ ایسی چیزوں پر پڑتی ہے جنکی نسبت ازراہ تفاخر ہم یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ان خیالات کے موجد ہم ہیں مگر دراصل وہ عرب کا تصنیف علمی ہوتا ہے مثلاً ایک ارتقا کو لیجئے جسے ہم انکشاف جدید سمجھے بیٹھے ہیں اس مسئلہ کی تعلیم ان کے

مدارس میں دی جاتی تھی اور ہم تو خیر پھر بھی اس کے محدود معنے لیتے ہیں وہ ہم سے بھی زیادہ بالغ نظر
نام لیتے تھے اور غیر عضوی اجسام یعنی جمادات کو بھی اس کے حیز عمل میں داخل سمجھتے تھے رسائن
بنی کیمیا سازی کا اصلی راز فلزاتی اجسام کے ارتقائے فطری میں مرکوز تھا البخراتی جس نے بارہویں
صدی عیسوی کا زمانہ پایا ہے لکھتا ہے کہ جب عوام الناس فلاسفہ طبعیین کو یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں
سونا ایک جسم ہے جو درجہ کمال کو پہنچ گیا ہے تو انہیں کامل یقین ہو جاتا ہے کہ سونا ایک ایسی چیز ہے
اور دھاتوں کی تشکل یکے بعد دیگرے اختیار کرتا ہوا ایک زمانہ دراز کے بعد اس کمال کو پہنچا ہے یعنی
بتدا میں سیسہ تھا پھر رانگ ہو گیا پھر تانبا بنا پھر چاندی بنا اور چاندی سے ترقی کر کے سونا ہو گیا ان
ملا کو یہ معلوم نہیں کہ فلاسفہ طبعیین کا یہ قول ایک ترقی یافتہ جسم
ریب قریب ان کے اس قول کے ہم معنے ہے کہ انسان اپنی فطرت اور ترکیب جسمانی کے لحاظ سے
درت کی قوتوں کے اعتدال کا مرکز ہے ظاہر ہے کہ اس سے انکا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ آدمی پہلے بیل
یا پھر گدھے کی تشکل میں تبدیل ہوا پھر گھوڑا بن گیا اس کے بعد بندر کے قالب میں ڈھل گیا اور
پھر انسان کے قالب میں ظاہر ہوا۔

جارج ہنری لوئس اپنی ہسٹری آف فلاسفی میں لکھتے ہیں کہ یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے کہ عرب نے
فلسفہ یونان کی تمام تحریروں کو تباہی سے محفوظ رکھا اور یورپ میں فلسفہ انہیں کی بدولت پہنچا
س کے علاوہ علم ہندسہ، ہیئت، طب، کیمیا، سے جو یورپ آشنا ہوا وہ بھی اسلام کا تصدق
ہے جس طرح مسلمانوں کی فتوحات سریع السیر تھیں اسی طرح انکی علمی ترقیاں بھی سیلاب کی روانی
تی تھیں انہوں نے تمام دنیا سے علمی ذخیرہ جمع کیا اور اس قدر حکما پیدا کئے کہ دنیا آج انکی نظیر
یش کرنے سے قاصر ہے ہزارہا ایسے لوگ ہیں جن کے علمی احسانات سے تمام دنیا سرنگون تشکر ہے۔ ابو علی
بو موسیٰ، ابو العرفا، وہ ہستیاں ہیں جن کی خدمات سے کائنات علم کا ذرہ ذرہ واقف ہے ابو الوالد
نے علم پر اس قدر احسان کیا کہ کم و بیش آٹھ سو برس تک عیسائی اور یہودی عزت و حرمت سے
س کا نام لیتے رہے۔ اور آج اس محقق کی چھپا ہوا سے زائد کتابیں جرمن اور لیٹن زبان میں چھپی

جا چکی ہیں -

دوسد لیبوؔ فرانسیسی مورخ لکھتا ہے کہ ہمارے جملہ علم وفضل کا سرچشمہ عربی قوم ہے جن کمالات کو ہم علطی سے اپنی طرف منسوب کئے بیٹھے ہیں عربی کتابیں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے اصلی موجد عرب ہیں ایک اور فرانسیسی مورخ لکھتا ہے کہ خدا نے عرب کو محض اس لئے پیدا کیا تھا کہ وہ علوم وفنون کو اُن بے علم قوموں تک پہنچا دیں جو ساحل فرات سے ہسپانیہ کی وادیوں تک پھیلی ہوئی ہیں اس کے علاوہ اگر تمام اسلامی ترقیوں پر مجملاً روشنی ڈالی جائے تو کوئی زود نویس اپنی مدت حیات میں اسکی تکمیل نہیں کرسکتا عرب کے علاوہ دنیا کی اور قومیں بھی اسلام سے اکتساب فیض میں برابر ہیں چنانچہ اسلام جس قوم میں داخل ہوا اُسے علم وفنون کا سرچشمہ بنا کر چھوڑا عجم کی ادبی اور فلسفیانہ ترقیوں پر غور کرو کہ آج دنیا اُن کے تخیلات کی گرد تک نہیں پہنچ سکتی دورِ محمودیہ کا شوق تعلیمی اس قدر حیرتناک ترقی پر تھا کہ غزنین کی محدود وسعت میں انیس ہزار مدارس سے روزانہ تعلیم وتعلم کی صدائیں آسمان میں گونجا کرتی تھیں -

ترکی قوم جن کے تمدن کا ابتدائی دور سخت ظلمت بدوش تھا فیوضات اسلام سے محروم نہ رہی اس کے آغوش میں بھی اسلام نے ایسے ایسے حکمراں پیدا کئے جنکی سیاست دانی پر بیشتر قوموں کے سر جھکے ہوئے تھے اسلام سے پیشتر یہ قوم جنگی ترقیوں کی طرف بالکل مائل رہتی تھی مگر ایک وہ زمانہ آیا جب قسطنطنیہ کا اسلحہ خانہ وسیع کیا گیا اور مسلمان ہزاروں صنایع نئے اسکو پیدا کرتے اور بحری اور بری اسباب تیار کرنے میں مشغول رہنے لگے -

اگر غور سے دیکھا جائے تو یورپ کے کمالاتِ علم وفن اور اسکی موجودہ ترقی کی بنا ایک حد تک اسلام کی ڈالی ہوئی ہے اسلام کے یورپ میں داخل ہونے سے پہلے جیسا کہ اس سے پہلے صفحات میں ظاہر ہوچکا ہے یورپ کی فضا پر جہالت کی تاریکیاں ظلمت بار تھیں اور شاید اس کا انتظار تھا کہ افقِ مشرق سے ایک نور برساتا ہوا آفتاب طلوع ہو اور مغرب کے دھندلکے میں ایک غیر معمولی نورانیت پیدا کردے -

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ تمدن کی موجودہ عمارت جو یورپ کی بنیاد پر بنائی گئی ہے وہ واقعی حیرت انگیز ہے مگر اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ یورپ کے اس فخر میں اسلام کا نمایاں حصہ ہے کیونکہ اگر معمار خوبی عمارت پر ناز کر سکتا ہے تو یقیناً اسباب عمارت کا مہیا کرنے والا اس فخر میں برابر کا شریک ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عمارت کی نفاست اور پائیداری اسباب کی عمدگی پر موقوف ہے اس صورت میں یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اگر یورپ کی موجودہ ترقی قابل ستائش ہے تو اسلام بھی اس میں برابر کا شریک ہے اور اسلام کا یہ استحقاق ایسا ہے جسکے سامنے یورپ کے بڑے بڑے محقق سر جھکائے ہوئے ہیں چنانچہ مسٹر لسیتو ڈیو کونڈری اپنی کتاب تاریخ تمدن میں فرماتے ہیں کہ صدیوں تک تمدن کی تاریخ میں عرب نے عظیم الشان خدمات انجام دیں وہ نہ صرف ایشیا کے دور دراز ملکوں میں اشاعت علم کرتے رہے بلکہ یورپ کو بھی ایسے علوم سکھائے جس سے اقوام مغرب کو بڑا نفع حاصل ہوا۔

اس سلسلہ میں مسٹر اسٹینلی لین پول کی رائے بھی قابل ذکر ہے وہ کہتے ہیں کہ "اسوقت علم و فن میں جیسی ترقی اسپین کے مسلمانوں نے کی کسی دوسری قوم کو نصیب نہیں ہوئی انگلینڈ فرانس جرمنی سے طلبار اس سرچشمہ سے سیراب ہونے آتے تھے جو صرف اسپین کے شہروں میں بہتا تھا۔ اندلوسیہ کے طبیب اور جراح تمام دنیا سے آگے تھے لیڈی ڈاکٹر کا بھی وجود مفقود نہ تھا اور خصوصاً علم ریاضی علم ہیئت علم نباتات فلسفہ قصہ کی تکمیل تو صرف اسپین میں ہو سکتی تھی۔

یورپ کی بیداری کا باعث وہ انقلاب تھا جو دسویں صدی میں پایائے روم نے یورپ کو ایک عظیم الشان جنگ میں مصروف کر دیا جس کا مقصد حصول ارض مقدس تھا اس جنگ میں یورپ کے لئے ہزارہا فوائد مستتر تھے کیونکہ اس طرح یورپ والوں کو اہل عرب کے اخلاق مذہب تمدن کو بغور دیکھنے کا موقعہ ملا اس سے پہلے جب یورپ میں دین پاپاوی کا دور دورہ تھا پاپائے روم کے اختیارات غیر محدود ہوا کرتے تھے کوئی حکم ایسا نہ تھا جس کا صدور اس کے دست اقتدار سے باہر ہو شریعت کی کوئی پابندی اُسے کسی قبیح فعل کے اقدام سے بھی نہ روک سکتی تھی وہ جسے چاہتا بہشت

دوزخ کا پروانہ عنایت کر سکتا تھا اس کا لازمی نتیجہ تو یہ ہونا ہی چاہیئے تھا کہ وہ اپنے اختیارات و سلطنت پہ اقتدار، اپنی قوتوں کا ناجائز فائدہ اٹھانے لگے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور پاپا نے تحصیل دولت کے خیال سے معافی نامہ ایک مقررہ رقم کی ادائیگی پر دینا شروع کیا یہ معافی نامہ ایک ایسی دستاویز تھی جو تمام گناہوں کی معافی کے بعد بطور یادداشت اس غرض سے لکھدی جاتی تھی کہ آسمانی فرشتے پہرہ دار دستاویز سے کوئی تعارض نہ کریں۔

مگر جب یورپ نے اسلام کی شستہ تعلیم پر غور کیا اس کی خوبیوں کو دیکھا اسلامی مساوات اور اس کے مقررہ حقوق پر نظر کی تو ایک ایسا آئینہ پیش نظر ہو گیا جس میں یورپ کے حسن و قباحت کا ہر خط و خال نظر آسکے پھر یہ اس بات پر مجبور ہو گئے کہ پاپائیت کے ناجائز اور جابرانہ حقوق پامال کر دیئے جائیں چنانچہ اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ لوگ روم کے اقتدار و قوت کو ایک بڑی شکست دینے اور بڑی جد و جہد کے بعد ایک آزاد مذہبی فرقہ قائم کرنے میں کامیاب ہوئے لوتھر نے جو پروٹسٹنٹ فرقہ کا بانی تھا اطالوی درسگاہوں میں تعلیم پائی تھی اور ان درسگاہوں میں جیسا کہ بعد کی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے عربی اور فلسفہ کا درس دیا جاتا تھا علاوہ بریں لوتھر نے کچھ دنوں غرناطہ اور قرطبہ کی بھی خاک چھانی تھی اور یہ جگہ اس زمانہ میں عربی فلسفہ کے درس و تدریس کے لئے ممتاز تھی اس سے یہ اخذ کرنا غیر موزوں نہ ہوگا کہ مذہبی ترقی کا خیال دراصل لوتھر اور کالون کے دلوں میں اسلام کے مشاہدہ سے پیدا ہوا۔

مذہب کے بعد علم و فن کا درجہ ہے یورپ کی تاریخ اس زمانہ کی علمی ترقی کا کوئی معیار نہیں بتاتی روم اور یونان کی شاندار ترقی کا اس زمانہ میں کوئی پتہ نہ تھا اور واقعہ یہ ہے کہ روم اور یونان کی تباہی کے بعد یورپ میں علم و فن کا چراغ ہی گل ہو گیا تھا اس مردہ جسم میں نئی روح پھونکنے کا فخر عرب کو حاصل ہے یہ عرب ہی تھے جنہوں نے گمشدہ یونانی مضمونوں کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور علم کے ایسے چراغ روشن کئے جو چاند و سورج بنکر دنیا میں چمکے اور یقیناً اگر عرب نہ ہوتے تو یورپ کی تاریخ اس قدر شاندار نہ ہوتی۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ قوموں کی علمی ترقی بجائے تصنیفات کے تراجم اور تالیفات سے شروع ہوتی اور عرب کے فضلا اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہ تھے وہ دنیا کے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ترجموں کی بدولت سنسکرت اور یونانی مصنفوں کو جنکو دنیا جلد بھول جانے والی تھی زندۂ جاوید بنا دیا اور صرف یہی نہیں بلکہ یونانی فلسفہ کو مراتب ترقی کے انتہائی درجہ پر پہنچا دیا انسائیکلوپیڈیا برٹیکا (جلد ۱۶ صفحہ ۵۹۶) نے اعتراف کیا ہے کہ الخوارزمی کی تصنیفات نے اُن یورپ والوں کو جو الجبرا کے نکات حاصل کرنا چاہتے تھے رہبر کا کام دیا ہے دوسری جگہ جلد ۷ اصفحہ ۸۰۲ میں پھر اس کا اعادہ کیا گیا ہے کہ عربوں نے علم ریاضی میں بڑی ترقی کی تھی موجودہ علم کیمیا ابو موسیٰ کوفی کی محنتِ پیہم کا نتیجہ ہے جعفر کوفی کی وسعت معلومات پر تمام دنیا حیراں ہے علم ہیئت بھی عربوں کا زیر بار احسان ہے اس علم میں ماشاء اللہ احمد ابن محمد محمد۔ ابن موسیٰ حسن ابن حسین کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں انسائیکلوپیڈیا برٹیکا جلد ۲ صفحہ ۱۱ میں بیان کیا گیا کہ علم ہیئت عرب اپنے ساتھ اسپین میں لائے اور یہیں ارکینرل (ابو اسحاق زرقانی) نے ۱۰۸۰ء میں ٹولیڈو ٹیبل (اس کے متعلق کچھ جدول و اشکال) تیار کیا خوردبین کا اصلی موجد بجائے گلیلو کے ابو الحسن تھا البطانی کی نادر تصنیفات لاطینی زبان میں ترجمہ ہوچکی ہیں حسن بن حسین ایک مشہور منجم ہی نہیں تھا بلکہ امراض چشم کا ایک بہت بڑا محقق شمار کیا جاتا تھا اور اس کی کتاب امراض چشم اور اس کا علاج۔ قریب قریب تمام یورپ کی زبانوں میں ترجمہ ہوچکی ہے فارابی اور ابو علی سینا فلسفہ کی دو مایۂ ناز ہستیاں ہیں بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ارسطو کے بعد فارابی سے بڑا اور کوئی دنیا میں فلسفی پیدا نہ ہوا اس ضمن میں علم کلام کا ذکر کرتا سراسر بیجا ہے بالخصوص اس سبب سے کہ یورپ میں ایک عام خیال ہے کہ اس کا موجد لارڈ بیکن تھا اور شاید اسی بنا پر ڈاکٹر اسمتھ نے ہسٹری آف دی انگلش لٹریچر میں بیکن کی نسبت لکھا ہے کہ فلسفہ کے اس حصہ کی ایجاد کا سہرا سرزمین انگلینڈ کے سر ہے لیکن دراصل واقعہ یہ ہے کہ امام غزالی نے اول اول علم کلام کی بنیاد ڈالی اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اصلی موجد کون ہے یہ ظاہر ہے کہ لارڈ بیکن امام غزالی کے

خوشہ چین نظر آتے ہیں کیونکہ امام غزالی کی وفات کا زمانہ بیکن کی پیدائش سے تقریباً سو برس پہلے ہے امام غزالی کی تصنیف کے تراجم اسپین زبان میں ہو چکے تھے اور لارڈ بیکن اس زبان کو جانتا تھا لہذا امام غزالی کو اس کا موجد قرار دینا قرین قیاس ہے اور تمام تعریف کے حقیقتاً وہی مستحق ہیں۔

انگریزی زبان میں عربی فنون کی ہزارہا کتابوں کا ترجمہ ہو چکا ہے ہم ذیل میں چند اُن فنون کی کتابوں کا ذکر کریں گے جو عربی زبان کی قابل قدر تصانیف ہیں، فلسفہ علم اخلاق وغیرہ ۹۰ علم ریاضی وہیئت ۷۰ طب وجراحی ۹۰ علم کیمیا وعلم طبعی ۴۰

اسلام اور سائنس

عرب نے سائنس میں اسکندریہ کے یونانیوں کا اتباع کیا اُنکی عقل سلیم نے انہیں یہ بات بتا دی تھی کہ سائنس کی ترقی محض تخیل سے نہیں ہوسکتی بلکہ اس کی ترقی کا صحیح اور یقینی ذریعہ صحیفہ فطرت کا عملی مطالعہ ہے وہ حکمت نظری پر حکمت عملی کو ترجیح دیتے تھے اُن کے علم کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر تھی ہندسہ و ریاضیات کو وہ استدلال اور استنباط کے آلات تصور کرتے تھے فن جرثقیل توازن مائعات فن مناظرہ و مرایا پر جو کثیر التعداد کتابیں انہوں نے لکھیں ان میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ ہر مسئلہ کسی تجربہ یا مشاہدہ کے ذریعہ حل کیا گیا ہے یہی خصوصیت تھی جس نے عرب کو فن کیمیا کا موجد بنا دیا جس نے اُن سے عرق کھینچنے بخارات کو منجمد کرنے پگھلانے چھاننے کے آلات جاری کرائے جس نے فن ہیئت میں انہیں آلات منقسمہ مثلاً لینہ اور اصطرلاب سے کام لینے کی ترغیب دلائی جسنے فن کیمیا میں ان سے ترازو کا استعمال کرایا جس کے اصول سے وہ بخوبی واقف تھے جس نے اُن سے بغداد اندلس سمرقند میں اجسام کے اوزان کی میزانیں اور ہیئت کے نقشے تیار کرائے جسنے انکو علم ہندسہ علم مثلث علم جبر و مقابلہ اور ہندی طریقہ اعداد نویسی میں نئے نئے نکتے پیدا کرنے کے قابل بنایا یہ وہ نتائج ہیں جو ارسطو کی عملی اور استقرائی طریقہ کو افلاطون کی خیال آرائی پر ترجیح دینے کی کوششوں نے پیدا کئے اس کے علاوہ آج یورپ کی عقلی اور دماغی

ترقی کا جو حیرت انگیز سلسلہ پیش نظر ہے وہ بھی جنوبی اطالیہ اور سسلی میں مسلمانوں کی موجود ہونے کا باعث ہے۔

اسلام اور الجبرا

مسلمانوں کی فن الجبرا کی معلومات ہیں یورپ عرب کا بہت ممنون ہے ریاضی کی اس شاخ کا نام بھی انہیں کا رکھا ہوا ہے دار العلم اسکندریہ سے جو اس علم کے اجزا عرب تک پہنچے ان میں انہوں نے ان معلومات کا اضافہ کیا جو ہندوستان سے حاصل کی گئی تھیں اور ترمیم و تنسیخ کے بعد اس اصلاح یافتہ مجموعہ کو ایک مستقل فن کی حیثیت سے مدون کیا تیرھویں صدی میں یہ فن عربوں سے اٹلی پہنچا لیکن اس پر اس قدر کم توجہ کی گئی کہ تین سو برس تک یورپ میں اس فن پر کوئی کتاب نہ لکھی گئی مگر ۱۴۹۶ء میں پیشیول نے ایک کتاب "فن الجبرا" شائع کی جسکے بعد یورپ میں بتدریج اس علم کو ترقی ہوئی۔

اسلام اور علم ہیئت

المامون کو زمین کا کروی شکل ہونا معلوم ہوا اس نے اپنے مہندسوں اور ہیئت دانوں کو ایک درجۂ ارضی کی پیمائش کا حکم دیا بحیرۂ قلزم کے ساحل پر سنجار کا میدان اس پیمائش کے لئے تجویز کیا گیا ایک اصطرلاب کی مدد سے دو مقامات پر جو ایک خط نصف النہار پر واقع تھے جن کا باہمی فاصلہ پورا ایک درجہ تھا افق سے قطب کے ارتفاع کا اندازہ قائم کیا گیا تو معلوم ہوا کہ دو لاکھ ہاشمی میل ہے اس حساب سے تمام زمین کا دور چوبیس ہزار انگریزی میل ہوا اور یہ صحت سے زیادہ دور نہیں کیونکہ زمین کی کرویت اس قسم کی ایک ہی پیمائش سے مستنبط نہیں ہو سکتی تھی لہذا خلیفہ نے حکم دیا کہ ایک درجہ کی پیمائش کوفہ کے قریب کیجائے شاہی مہندس دو جماعتوں پر منقسم ہو گئے اور ایک نقطہ سے دو مخالف سمتوں کو روانہ ہو کر ایک جماعت نے جانب شمال ایک نے جانب جنوب ایک درجہ ارضی کی قوس کی پیمائش کی اور ان پیمائشوں سے خلیفہ نے یہ نتیجہ نکالا کہ زمین کی کرویت مسلم ہے۔

سائنس کے اسی شعبۂ ہیئت میں اسلام نے یورپ سے پہلے ترقی کی عیسائیت   کی مذہبیانہ جنگیوں نے اس مذاق علمی میں غیر معمولی نقصان پہنچایا مسیحی بزرگان دین کے اجتہاد نے مشاہدہ

و تجربہ اور علمی اکتشافات کا ایسا رستہ روکا کہ عیسائیت اپنی ڈیڑھ ہزار برس کی عمر میں ایک ہیئت داں بھی نہ پیدا کر سکی۔

لیکن اسلام اس سلسلہ میں عیسائیت سے کہیں بہتر ہے مسلمانوں کے اکتساب علوم و فنون کا دور فتح اسکندریہ کی تاریخ ۶۳۳ء سے شروع ہوتا ہے یہ وہ زمانہ ہو کہ جب جناب رسالتمآب کی رحلت کو صرف چھ سال گذرے تھے دو سو برس میں مسلمان نہ صرف یونان کے حکمائے طبعیین کی تصانیف سے واقف ہو گئے بلکہ ہر علمی مسئلہ کے مالہ وما علیہ پر نظر انتقاد ڈالنے کے قابل بن گئے ہم کہیں پہلے لکھ چکے ہیں کہ اس معاہدہ کی رو سے جو میکائیل ثالث شہنشاہ یونان اور المامون عباسی میں ہوا تھا مامون نے بطلیموس کی تصنیف سنٹکس کا ایک نسخہ حاصل کر کے اس کا ترجمہ المجسطی کے نام سے عربی میں شایع کیا تھا۔

یہ کتاب ہیئت دانانِ عرب کے لئے منشار اعظم بن گئی اس کو اپنے علم کی بنا قرار دیکر انہوں نے سائنس کے بعض نہایت ہی اہم مسائل حل کئے انہوں نے زمین کی جسامت دریافت کی اُن تمام ستاروں کی فہرست تیار کیں جو اس حصہ آسمان پر نظر آتے جو ان کے مقابل تھا اور بڑے بڑے ستاروں کے نام رکھے جو آج تک تبدیل نہیں ہوئے انہون نے سال کی صحیح مدت کا اندازہ لگایا انعطاف ضیائے کوکبی کے اصول کی تحقیق کی پنڈلم (رقاص) والی گھڑی ایجاد کی جن آلات سے ستاروں کی روشنی کا اندازہ کیا جاتا ہے انکو بہت کچھ ترقی دی یہ دریافت کیا کہ شعاع نور ہوا میں بشکل قوس گذرتی ہے چاند اور سورج کے افق پر نظر آنے کی توجیہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ اجرام قبل از طلوع اور بعد از غروب کیوں نظر آتے ہیں کرۂ ہوا کی بلندی کو ناپا اور یہ بلندی اٹھاون میل قرار دی جھپتے ہوے ستاروں کے جھلملانے کی صحیح وجہ بیان کی یورپ میں اول اول جو رصدگاہ قائم ہوئی وہ مسلمانوں کی بنائی ہوئی تھی اجرام فلکی کی نقل و حرکت کے متعلق انکی باریک بینی و دقیقہ رسی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ زمانۂ حال کے قابل ہندسوں نے ان کے رصدی نتائج سے استناد کیا لیپلیس اپنی کتاب "نظام عالم" میں کہیں البتانی کے مشاہدات کی سند پیش کرتا ہے

اور کہیں ابن یونس کے مرتبہ نتائج سے مدد لیتا ہے۔

عقدۂ ماہیئتِ عالم کے حل کرنے میں ہیئت دانانِ اسلام نے جو خدمات انجام دیں یہ انکا عشر عشیر حصہ بھی نہیں مختصر یہ ہے کہ سائنس کو اس زمانہ میں جو ترقیاں حاصل ہوئیں وہ مسلمانوں کا تصدق ہے۔

تاریخ

اور علوم کے ساتھ ساتھ علم تاریخ میں بھی اسلام کو ایک امتیازِ خصوصی حاصل ہے سرزمین عرب کا بچہ بچہ دس بارہ پشتوں تک اپنے اسلاف کے کارنامے محفوظ رکھتا تھا عرب کا قدیم مورخ محمد الکلبی ہے جس نے ۱۴۰ھ میں وفات پائی امیر معاویہ نے تاریخ پر بڑا احسان کیا انہوں نے عبید ابن شریہ کو صنعاء سے بلایا اور ان تمام واقعات کی تاریخ قلمبند کرائی جو اس نے عرب و عجم کے معرکوں میں دیکھے یا سنے تھے جس کا نام کتاب الملوک والاخبار الماضیین رکھا گیا اس کتاب کے علاوہ بھی اس مورخ نے او متعدد کتابیں تالیف کیں اس کے بعد عوانہ ابن الحکم نے خاندان بنی امیہ کی تاریخ مرتب کی۔

ابتدا میں اسلامی تاریخ کا دارومدار زیادہ تر بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات پر ہوا کرتا تھا مگر ۱۲۵ھ میں ہشام ابن عبد الملک نے سب سے پہلے ایک غیر زبان کی تاریخی کتاب کا ترجمہ عربی میں کرایا اس کے بعد اسلام نے بڑے بڑے اولوالعزم مورخ پیدا کئے جنہوں نے ان گم شدہ واقعات سے کانوں کو آشنا کرایا جنہیں دنیا بھول چکی تھی

چوتھی صدی ہجری تک اسلام کے پاس تاریخ کا ایک گرانقدر سرمایہ جمع ہو چکا تھا احمد ابن داؤد دینوری نے خلفائے اسلام کی تاریخ لکھی تمام فتوحاتِ اسلامی کو تفصیلاً بیان کیا اور معتصم باللہ تک خلفاء کے حالات قلمبند کئے۔

عباسی درباروں میں علاوہ تاریخی کتب خانوں کے مورخین کی ایک جماعت موجود رہتی تھی چنانچہ احمد ابن یعقوب اور احمد ابن یحیٰی بلاذری انہیں درباروں کے پروردہ ہیں اور جنہوں نے فن تاریخ میں معتد بہ اضافے کئے ابن یحیٰی کی دو کتابوں کو تو عالمگیر مقبولیت حاصل

ہوئی جن میں فتوح البلدان اور انساب الاشراف قابل ذکر ہیں ۳۱۰ھ میں ابوجعفر طبری نے تاریخ میں ایک ایسی بسیط کتاب لکھی جو تیرہ جلدوں پر منقسم تھی۔

دسویں صدی عیسوی میں تاریخ کا اس قدر چرچا ہوا کہ مسعودطبری اور حمزہ اصفہانی نے تمام دنیا کی تاریخ لکھنے کا ارادہ کیا ابوالحسن علی ابن حسین اسلام ہی کا ایک بالغ نظر مورخ نہ تھا بلکہ وہ تمام دنیا کی قوموں کی تاریخ کا ماہر تھا جزیرۂ سقلیہ کی سب سے پہلے نویری نے تاریخ لکھی ابن الاثیر کی تاریخ قابل احترام تاریخ ہے فلسفۂ تاریخ کی ایجاد میں علامہ ابن خلدون اسلام کا مایۂ افتخار مورخ ہے ابوالقاسم قرطبی کی خدمات بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتیں اس نے اندلس کی متعدد جلدوں میں تاریخ لکھی ان کے علاوہ سیوطی، ابن خلکان، ذہبی، مقریزی، سمعانی، ابوالفدا جیسے ہزارہا مورخین گذرے ہیں جن کے تذکرے تمام دنیا کے صفحاتِ تاریخ کو سیاہ کرسکتے ہیں اسلام کے تاریخی عروج کے متعلق اتنا لکھدینا کافی ہے کہ اسلام چھ سو برس کی مدت میں علاوہ بیشمار تاریخی کتابوں کے چھ لاکھ علماء کی سوانحات محفوظ رکھتا تھا۔

طب

طب عرب کی ایجاد ہے معجون بنانے کی ترکیب سب سے پہلے عرب نے ایجاد کی اور ساتھ ہی ساتھ علم کیمیا بھی وہیں سے ایجاد ہوا ہمبولٹ لکھتا ہے کہ طب کے متعلق عام خیال ہے کہ اس کا موجد ڈیوس کاردیس اسکندری ہے مگر اس کو سائنٹیفک طریقہ سے ایجاد کرنے کا فخر عرب کو حاصل ہے۔

متوکل باللہ کے عہدِ خلافت میں جبرئیل نامی طبیب نے بہت سے نازک اور خطرناک امراض کا علاج ایجاد کیا ابوالقاسم نے سرجری کے آلات بنائے اور اس مقام کا پتہ لگایا جہاں سے پتھری چیر کر نکالی جاتی ہے۔ ابو مروان نے بہت سی ان بیماریوں کے علاج بتائے جنہیں ان سے پہلے اور کوئی طبیب نہ جانتا تھا محمد ابن رازی نے جو بغداد اور رے کے شفاخانوں کا افسر تھا، بہت سی طبی کتابیں لکھیں جن میں سے دس کتابیں تو امیر منصور خراسانی کے نام سے ڈیڈیکیٹ کیں علی ابن عباس علم طب کا امام مانا جاتا ہے اس کی متعدد طبی کتابوں میں سے محض ایک کتاب

بیس ضخیم جلدوں پر مشتمل تھی ابن زکریا اور ابن سینا کا ہمدوش دنیا میں کوئی حکیم پیدا نہ ہو سکا ابن رشد نے طب پر متعدد رسالے لکھے جن میں سے ایک تریاق دوسرا زہروں کے اقسام تیسرا بخار کے علاج پر مشتمل تھا ابو جعفر احمد ابن محمد الطالب نے "سرسام" پر ایک مبسوط کتاب لکھی۔

نباتات کی تلاش میں مسلمانوں نے بیابانوں کو چھان ڈالا ساحلِ فرات سے افریقہ کے ریگستان تک دریاؤں کے قطرے خشکی کے ذرے انکے پیاپی نورو قدموں سے یکسر واقف ہو گئے آج تاریخ ایسی قوم کا پتہ نہیں بتاتی جس نے محض علمی شوق میں عرب کی برابر دور و دراز ممالک کے سفر کئے ہوں۔

علمِ حیوانات

علم حیوانات پر بھی عربوں نے کافی روشنی ڈالی اس موضوع پر بو علی سینا کی تصنیف آج تک پیرس کے عجائب خانہ میں موجود ہے قزوینی کی علم الکائنات کے چند حصوں کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں ہو چکا ہے اور تمام یورپ اس کو مشرق کا ایک زبردست ماہر مانتا ہے۔

آلاتِ ہیئت

نصیر الدین طوسی نے کوہ مراغہ پر ایک رصدگاہ بنائی پندرہویں صدی میں الغ بیگ نے سمرقند میں ایک رصدگاہ اور ایک درخشی مدرسہ قائم کیا ایک زیچ ایجاد کی بو علی سینا سب سے پہلے ہوائی تھرمامیٹر ایجاد کیا ماشاء اللہ اور احمد ابن محمد نہاوندی رصدگاہ کے زبردست ماہر تھے اور آج مسلمان جس قدر ان دونفوس پر فخر کریں بجا ہے مامون رشید نے قاسیون اور بغداد میں خالد ابن عبد الملک سے رصدگاہ بنوانی شروع کی مگر ۲۱۸ھ میں اس کی وفات کے سبب سے وہ مکمل نہ ہوئی پھر شرف الدولہ دیلمی نے نجم ابن رستم سے بغداد میں رصدگاہ بنوائی۔

یہ حیرت انگیز ترقیاں کچھ خاندان امیہ اور عباسیہ سے ہی وابستہ نہ تھیں بلکہ جو اسلامی حکمراں جہاں بھی تھا علم میں ڈوبا ہوا تھا۔

شاعری

اہل عرب کا مخصوص ترین میدان فن شاعری ہے مگر وہ شاعری کی تحصیل بطور علم کے نہیں کرتے تھے بلکہ امرا کے لئے اس فن کی تکمیل ضروری سمجھی جاتی تھی

خود خلفا شعر کہتے اور شاعروں کو انعامات سے مالا مال کر دیتے تھے چنانچہ امیر ہشام کو محض اشعار کی پسندیدگی کی بنا پر اسپین کی گورنری مل گئی تھی اس زمانہ میں تقریباً شاعری کی خوبی ہر مسلمان میں پائی جاتی تھی خاندانِ بنو امیہ کے اکثر شاہزادے شاعر ہوتے تھے چنانچہ یزید ابن معاویہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ایک قادر الکلام شاعر تھا فی البدیہہ اشعار پر انعامات دیئے جاتے تھے شفقت انگیز نظمیں شاعری کا کمال سمجھا جاتا تھا شاعری اس قدر عالمگیر تھی کہ عموماً فوجی سردار اپنے ساتھیوں کے حالات نظم میں بیان کرنے کی قابلیت رکھتے تھے تمام ابن عامری نے اسپین کی فتوحات کو نظم کیا جس میں طارق ابن زیاد سے لیکر عبد الرحمان دوم تک کی فتوحات کا حال مذکور تھا سعید ابن سلیمان نے خاندانِ حفصون کے حالات شجاعت کو نظم میں قلم بند کیا "زاہی ابن الحکم کی قصائد کی نظیر دنیا میں آج دستیاب نہیں ہوتی ابو تمام کے مدحیہ قصائد کے متعلق مشہور ہے کہ دنیا ان کا معاوضہ دینے سے قاصر ہے شعرائے عرب جذباتِ انسانی کا بے انتہا پاس کرتے تھے ابو نواس کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے کہ ہارون رشید نے رات کے وقت ایک جاریہ کو جگایا اس نے آنکھیں ملتے ہوئے خلیفہ کو دیکھا اور برجستہ یہ مصرع کہا۔

یا امین اللہ ما هذا الخبر

رشید نے فوراً کہا ؎

هو قبیحت طارق فی ارحکم	هل تضیفوہ الے وقت السحر

باندی نے دست بستہ عرض کیا

فاجابت بسرور سید خدمه	ان رضی بی وسمعی والبصر

صبح کے وقت رشید نے ابو نواس سے کہا کہ اس مصرع پر وہ کچھ شعر کہے یا امین اللہ ما هذا الخبر اس نے کچھ دیر کی سرنگونی کے بعد سر اٹھایا اور برجستہ کہا

طال لی حین واقانی السہر	فتفکرت فاحسنت الفکر
قمت امشی فی مجالی ساعة	ثم اخری فی مقاصیر الحجر

وا ذا وجہ جمیل حسن ۔ زانہ الرحمن من بین البشر

کچھ آگے چلکر کہتا ہے

وا شارت وھی لی قائلۃ ۔ یا امیلت اللہ ماھذا لخبر

قلت ضیف طارق فی اھلکم ۔ ھل تضیفوہ الی وقت السحر

فاجابت بالسرور ہی سیدی ۔ اخدم الضیف بسمعی والبصر

غرض کہ واقع کا سماں باندھ دیا ہے اور کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جو اصل واقعہ کے خلاف ہو خلیفہ نے پوچھا کہ کیا تو ہمارے ساتھ تھا جواب دیا نہیں بلکہ ان مضامین کا احساس محض مجمع طرح سے ہی مجھے ہو گیا تھا۔

عربی شاعری میں مدح و ذم کی کائنات بہت وسیع ہے فرزوق اور جریر دونوں اس میدان کے شہسوار ہیں یہ ہمیشہ ایک دوسرے کی مذمت کیا کرتے تھے بعض واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرزوق کو اپنی شاعری پر اس قدر گھمنڈ تھا کہ شاید کسی کو ہو سکے چنانچہ ایک مرتبہ اس نے عبداللہ ابن عطیہ سے کہا کہ میں نے جریر کے متعلق ایک شعر کہا ہے اگر اس نے اس کا جواب دیا تو نوار یہ (بیوی کا نام ہے) طلاق ہے۔ فانی انا الموت الذی ھو نازل + بنفسک فانظر کیف انت تجادلہ

میں موت ہوں جو تجھ پر نازل ہوئی ہے ۔ دیکھوں تو تو اس کا کیسے مقابلہ کرتا ہے

عبداللہ جریر کے پاس پہنچا تو وہ اس وقت بیٹھا ہوا بالو سے کھیل رہا تھا عبداللہ شعر سنا کر فرزوق کا پیغام پہنچا دیا کئے گھنٹے کی پریشانی کے بعد جریر جوش کے ساتھ بولا لو میں نے نوار کو طلاق دلوا دی پھر یہ شعر پڑھا

انا الدھر یفنی الموت والدھر خالد + فجئنی بمثل الدھر شیئ یطاولہ

میں زمانہ ہوں جو موت کو مٹا کر برقرار رہتا ہے مجھے کوئی زمانہ جیسی چیز دکھا جس کی زندگی اتنی لانبی ہو

ایسی برجستہ گوئی کے واقعات عربی لٹریچر میں بے انتہا ملتے ہیں غرضکہ فصاحت و بلاغت عرب کا ذاتی جوہر تھا جس میں کوئی قوم ان کی ہمسری نہیں کر سکتی میدان جنگ میں ان کے اشاروں سے ہزار ہا سر

کٹ جاتے تھے جب ان کے نطق کا دریا امنڈتا تھا تو خون کے دریا بہا دیتا تھا یہ انہیں کی زبانیں تھیں جن کی تیزی کی ہمسری خنجر و تیر نہیں کرسکتے ڈیوِن پورٹ لکھتا ہے کہ عربی علم ادب نے یونان و روم کے علم و ادب میں از سرِ نو جان ڈالی تھی نیشنل ٹراپیشن کمیٹی کی پہلی تجویز میں اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ دنیا میں کوئی قوم فنِ ادب میں عرب کی ہمدوش نہیں آج اہل یورپ میں جو اسپیچ کا دستور ہے جو جلسوں اور قومی لڑائیوں میں کی جاتی ہیں وہ بھی اندلس کے مسلمانوں کی نقل ہے۔

جغرافیہ

جغرافیہ یونانی لفظ ہے اور یاقوت ابن عبداللہ حموی کے قول کے مطابق اس کے معنے "زمین کی تصویر" کے ہیں وہ قوم جس نے سب سے پہلے اس علم میں حصہ لیا فینیشن ہے جو فنِ تجارت میں کامیاب قوم خیال کی جاتی تھی۔ دریائے ایجین کے سرسبز ساحلوں پر اس کی بود و باش تھی جسکی تجم تجم موجوں کو انکی سبک سیر کشتیوں نے بارہا عبور کیا تھا وہاں کے کوہستانوں کے دشوار گذار راہیں ان کے پائے طلب کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہ رکھتی تھیں انکی تجارت اتنی وسیع تھی کہ اس سلسلہ میں انہوں نے بارہا ہندوستان، اندلس، فارس، اور یورپ کے سفر کئے بیابانوں کے وسیع دامن دیکھے صحرائی نشیب و فراز دنیا کی آبادیاں سنسان وادیاں انہوں نے دیکھنے والی آنکھوں سے دیکھیں اور یہی سبب تھا کہ ان کے پاس جغرافیہ کا بہت کچھ سامان جمع ہوگیا تھا مگر تاریخ سے پتہ نہیں چلتا کہ انہوں نے اس علم میں کوئی کتاب مرتب کی ہو اس سے یہ گمان زیادہ قوی ہوتا ہے کہ انہوں نے جغرافیہ کو مدوّن نہیں کیا۔

یونان نے اولاً جغرافیہ میں کوئی حصہ نہیں لیا مگر جب اسکندرِ اعظم نے یونان سے نکل کر کم و بیش مشرق سے مغرب تک اپنی فتحمندی کے جھنڈے کا سایہ پھیلا دیا اقصائے چین فارس و ہندوستان کے میدانوں کو اس کے جہاں نورد گھوڑوں نے روند ڈالا جب مشرق و مغرب کی فضائیں اس کے نصرت کے شادیانوں سے گونج گئیں جب وہ اس سلسلۂ فتوحات میں ایک بہت بڑے براعظم کی خاک چھانکر اپنے وطن واپس ہوا تو اسکے پاس جغرافیہ کا بہت کچھ سامان موجود تھا اس کے لشکر میں اہل علم کی ایک جماعت بھی تھی جسنے فتح و نصرت سے اپنے وطن پہنچکر اپنے حالات جنگ

مرتب کئے اور اسی سلسلہ میں مقامات جنگ راہ سفر کے حالات بھی قلمبند کئے گئے اور پھر علماء نے اس علم کو بالکل بے پردہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا بڑی بڑی تصنیفیں ہوئیں جن میں سے ارٹسٹینس المتوفی سنہ ۱۹۶ ق م اور اسٹرابون سیاح کی کتاب جگرافک اور اناکسمنڈراس قابل ذکر ہیں اسی یونانی سیاح نے سب سے پہلے زمین کا نقشہ بنایا بلبیونس کی جغرافی خدمات بھی قابل احترام ہیں بطلیموس کی کتاب الجغرافیہ اہل یونان کی سب سے زیادہ درخشاں تصنیف ہے۔

اہل مصر اگرچہ باعتبار قدیم تہذیب و تمدن تمام قوموں کے آگے تھے اور علم و فنون میں انہیں ایک امتیاز خاص حاصل تھا مگر ابتدا میں انہوں نے بھی جغرافیہ میں کوئی حصہ نہ لیا مگر اسکندر اعظم کی وفات کے بعد جب خاندان بطالسہ وہاں قابض ہوا تو اس نے علمی درسگاہیں اور کتب خانے وہاں قائم کئے لوگ دور دور سے تحصیل علم کے لئے وہاں آنے لگے خاندان بطالسہ کے پہلے حکمراں بطلیموس سوطر کے زمانہ میں وہاں سے علوم کے چشمے ابلے اور بہت سے تشنہ کامان تلطف کو سیراب کر گئے مگر جب اس کا بیٹا بطلیموس فلادیف برسر اقتدار ہوا تو یہاں ہئیت کو بہت ترقی ہوئی کیونکہ خود یہ بادشاہ علم ہیئت کا زبردست ماہر تھا اسی علم کی رہبری سے اہل مصر نے جغرافیہ کی ایک کتاب مرتب کی۔

اہل روما میں قسطنطین ثانی بڑا قابل احترام حکمراں تھا اس نے علوم و فنون میں کافی ترقی حاصل کی تھی مگر اس سے کسی جغرافی کتاب کی تدوین کا مذکور نہیں ہاں بطلیموس کی کتابوں کو وہاں دلچسپی سے دیکھا جاتا تھا۔

غرضکہ عرب کی جغرافی ترقی سے پہلے دنیائے جغرافیہ کی یہ حالت تھی کہ مصر و یونان کی مدت العمر کی کوششیں اس علم میں ایک دو کتابوں سے زیادہ سرمایہ مہیا نہ کر سکیں اور روما کی تو ہزار سالہ حکومت نے ایک کتاب کی تدوین کی قابلیت بھی پیدا نہ کی اور فنیقی قوم تو اس علم سے بالکل ہی ناآشنا رہی رہے اہل فارس اہل ہند اہل چین ان کو تو یہ خبر بھی نہ تھی کہ آیا جغرافیہ بھی دنیا میں کوئی چیز ہے۔

بطلیموس کی کتاب الجغرافیہ اہل عرب تک پہنچی اس کے سوا دوسری قوم کی اور کوئی جغرافی کتاب اُن کے پیش نظر نہ تھی ابن ندیم نے کتاب الفہرست کے فن ثانی مقالہ ہفتم میں جہاں بطلیموس کی تصانیف کا ذکر کیا ہے اس میں الجغرافیہ بھی شامل ہے اس کتاب کے آٹھ مقالے ہیں جسکا بہترین ترجمہ سب سے پہلے ثابت نے کیا جو یونانی زبان کا زبردست اسلامی ماہر تھا غالباً اہل عرب نے اس کتاب کے سوا اور کسی کتاب کا ترجمہ عربی میں نہیں کیا مگر اس کتاب کا ترجمہ بھی تیسری صدی ہجری ۲۶۰ھ میں ہوا اور تاریخ بتاتی ہے کہ اس زمانہ سے پہلے بھی اہل عرب میں بہت سے ایسے ماہرین جغرافیہ پیدا ہوئے ہیں جو اس فن کی بڑی بڑی کتابوں کے مصنف ہیں مثلاً

ابوسعید اصمعی المتوفی ۲۱۳ھ	مصنف کتاب جزیرۃ العرب۔
سعدان ابن مبارک	مصنف کتاب الارضین والمیاہ والجبال والبحار ابن ندیم مورخ نے اس کتاب کو دیکھا ہے۔
ہشام کلبی المتوفی ۲۰۶ھ	مصنف کتاب البلدان الکبیر والبلدان الصغیر کتاب قسمت الارضین کتاب الاقالیم۔

اس سے ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ عربی جغرافیہ ان علوم میں سے ہے جسکو خود عربوں نے ایجاد کیا اور کسی دوسری قوم سے حاصل نہیں کیا بطلیموس کی کتاب کا ترجمہ اس وقت کیا گیا جب اُن کے پاس جغرافیہ کا ایک معتدبہ سرمایہ موجود تھا اور واقعات بتلاتے ہیں کہ اہل عرب کا قدم جغرافیہ میں یونان سے بہت بڑھا ہوا رہا کیونکہ انھوں نے ان غیر مسلوک راستوں اور آسمان بوس پہاڑوں کے جغرافی حالات قلمبند کیے جو یونان نے خواب و خیال میں بھی نہ دیکھے تھے پہلے پہل عرب میں جغرافیہ کی ابتداء ہیں کے میدان دریا کوہسار وادیوں سے ہوئی اور جن لوگوں نے اس فن میں کتابیں لکھیں وہ اہل ادب کا طبقہ ہے یاقوت حموی نے اپنی کتاب معجم کے مقدمے میں ان ماہرین جغرافیہ کا ذکر کیا ہے وہو ہذا۔

اصمعی ابو عبید سکونی حسن ابن احمد ہمدانی (مصنف جزیرۃ العرب) ابو اشعث کندی

(اسکی تصنیف میں تہامہ کے پہاڑوں کے حالات مندرج ہیں) ابو سعید سیرانی ابو محمد اسود غندجانی (اس نے محض عرب کے تالابوں کا ذکر کیا ہے) ابو زید کلابی (اس نے اپنی کتاب النوادر میں کم و بیش تمام عرب کا جغرافیہ لکھا ہے) محمد ابن ادریس ابن ابی حفصہ نے اپنی کتاب اشتقاق البلدان میں تمام عرب کے گھاٹوں کے حالات لکھے ہشام محمد ابن کلبی ابو القاسم زمخشری ابو الحسن عمرانی ابو عبید البکری اندلسی مصنف کتاب معجم ما استعجم من اسماء البقاع احمد ابن حارث المتوفی ۲۵۸ھ مصنف کتاب المسالک والممالک غرضکہ ایسے بے انتہا ماہرین جغرافیہ کی فہرست مترتب ہو سکتی ہے جن کا ذکر باعث طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔

ابن فقیہ ہمدانی المتوفی ۳۳۴ھ فن جغرافیہ کا سب سے بڑا ماہر تسلیم کیا جاتا ہے اس کی کتاب کا نام جزیرۃ العرب والاکلیل ہے جسمیں تمام عرب کے شہروں، پہاڑوں، تالابوں، کانوں، کھنڈروں اور اقوام گذشتہ کے حالات مذکور ہیں علمائے زبان و ماہرین آثار قدیمہ اسے وقیع نگاہوں سے دیکھتے ہیں کیونکہ یہ قدیم زبانوں اور ان کے خطوط سے واقف تھا مقامات عتیقہ پر جو قدیم خطوط میں کتبے کندہ تھے اُن سے اسے واقفیت تھی جنہیں یورپ کے موجودہ ماہرین آثار قدیمہ کی طرح اس نے اپنی کتاب میں نقل کیا تھا محققین کا خیال ہے کہ یورپ کے ماہرین جغرافیہ باوجود کثرت معلومات کے ابن فقیہ سے بہتر عرب کا جغرافیہ نہیں لکھ سکتے اس کی کتاب جغرافیہ جزیرۃ العرب ۱۸۹۱ء میں لیڈن میں شایع کی گئی جسکی تصحیح داؤد مولر ایک جرمنی عالم نے کی تھی اور اسکے قلمی نسخے بھی قسطنطنیہ، لندن، پیرس، سٹربرگ اور برلن کے کتب خانوں میں موجود ہیں۔

عرب کی جغرافی ترقی کے ابتدائی حالات تو آپ دیکھ چکے مگر اس کی انتہا بڑی شاندار تھی چنانچہ بعض یورپ کے مورخین کا قول ہے کہ کم و بیش تمام دنیا کے جغرافی حالات عربی زبان میں پائے جاتے تھے۔

جہاز رانی

خلفائے راشدین کے بعد جب سلاطین اسلام نے سمندر کے ساحلوں تک فتوحات کے دامن پھیلا دیئے اور یورپ سے دست و گریبان ہونے کا

زمانہ آیا تو مغرب اور افریقہ میں جنگی جہازوں کی بنیاد پڑی اور چھٹی صدی ہجری میں اسلام کی بحری طاقت اس قدر زور پکڑ گئی کہ بجایہ اور سوسہ مرکز جہازات قرار دیئے گئے۔

سب سے بڑا عظیم الشان بحری حملہ مسلمانوں نے قوم گوتھ پر کیا اور اس قوم کے غرور و پندار کو سرنگوں کرکے وہاں کی سلطنت کو بالکل دریا برد کر دیا جب طارق ابن زیاد بحری راستہ سے اسپین پر حملہ آور ہوا تو اتنی فتوحات نصیب ہوئیں کہ صدہا جزائر اسلامی قبضہ میں آگئے اور بحیرہ قلزم اور بحیرہ روم کو یکسر اسلامی بیڑوں نے پاٹ دیا بجاؤ، نارکا، کورسکا، روپیا، سسلی، قبرص، روڈس اور دیگر جزائر جو مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے تھے تمام مفتوح ہوگئے اور جزیرہ سردانیا کے اطراف و جوانب میں ڈیڑھ سو اسلامی جہاز گشت کرنے لگے۔

عبدالرحمان ناصر کے زمانہ میں مسلمانوں کا جنگی بیڑہ دو سو جہازوں کا تھا اسپر وہ شخص امیر البحر بنایا جاتا تھا جو اعلیٰ درجہ کا دلیر اور سیاف ہوتا تھا بارہویں صدی عیسوی میں جب سلطان الدین مصر پر حملہ آور ہوا تو اسوقت مجاہدین کی بحری قوت اتنی عروج پر تھی کہ اس سے پہلے دنیا کی کسی جہاز راں قوم نے سمندروں کے دامن پر اس سے زیادہ انقلاب ڈالدینے والے بیڑے نہ دیکھے تھے اسی زمانہ میں سلطان صلاح الدین یورپ پر فوج کشی کر رہا تھا افسوس ہے کہ سلطان الدین نے اسے ۔۔ وندی ور نہ آج یورپ کا ذرہ ذرہ اسلام بدوش نظر آتا۔

ایک وہ زمانہ تھا جب ترکوں نے اپنے بیڑوں کو تمام دنیا کے سمندروں میں پھیلا دیا تھا بحر ہند کے ساحلوں تک ان کے جہاز آتے تھے سلطنت ترکی بحری طاقت میں بہت روپیہ صرف کرتی تھی مگر اس فوقیت میں سلیمان سب سے زیادہ ممتاز ہے اس کے امیر البحر کی دلیری اور ہنرمندی نے عثمانی علم کو خریب بحر و بر میں یکساں مشتہر کر دیا تھا اس کے زمانہ کا مشہور و معروف امیر البحر خیر الدین پاشا ہے جس کے نام سے دنیا کے سمندروں کا ہر ہر قطرہ واقف ہے یہ اسی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ شمالی افریقہ کے بحری قزاق سلطنت عثمانیہ کے زیر فرمان ہوگئے باب عالی کی بحری وسائل کی ترقی کے لئے اس نے آرام رساں بندرگاہ جنگی بیڑے مستحکم قلعے خوشنما عمارتوں کی تعمیر کرائی۔

سنہ ۱۵۴۳ء میں جب خیرالدین اٹلی کی طرف روانہ ہوا تو اس کے ساتھ چورانوے جنگی جہازوں کا ایک غیر مغلوب بیڑہ تھا جس نے پہنچتے ہی اٹلی کی سرکشی کو سرنگوں کر دیا اور وہاں سے مظفر و منصور افریقیہ کی طرف روانہ ہوا اس کے بعد جب وینس نے پاپ مالی پر حملہ کرنا چاہا تو خیرالدین نے اُن تمام جزیروں پر اسلامی جہاز پھیلا دیئے جن پر مجمع الجزائر میں اس کا قبضہ تھا۔

جب باشندگان اسپین سے خیرالدین نے کورن واپس لیا تو جہازوں کا ایک ایسا مہیب بیڑہ تیار کیا تھا جو آج تک صفحات تاریخ پر تعجب کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے سنہ ۱۵۴۳ء میں فرانسیسی بیڑوں کی حالت سخت ناگفتہ بہ تھی وہاں کے امیرالبحر لوازمات جنگ کی تکمیل سے بھی ناآشنا تھے انہیں اتنی بھی خبر نہ تھی کہ ایک جنگی بیڑے کے لئے کیا کیا چیزیں ضروری ہیں مگر جب خیرالدین انکی مدد کے لیئے گیا تو اس نے فرانسیسی افسروں کو بڑی ملامت کی کہ وہ اپنے کاموں سے بالکل غافل ہیں ان کے جہازوں میں ضروری سروسامان بھی نہیں مگر فرانسیسی امیرالبحر کی منت و سماجت نے اس اسلامی امیرالبحر کو ٹھنڈا کیا۔

اس قابل احترام امیرالبحر نے محض دریا کی موجوں پر ہی حکمرانی نہیں کی بلکہ اس کی دولت و اس کی طاقت اس کی کوششیں زیادہ تر ایک علوم و فنون کے کالج کی تکمیل کے لیئے صرف ہوتی تھیں جس نے اہل فضل و کمال سے کافی خراج آفرین حاصل کیا تھا۔

یہ اسلام کی خصوصیت تھی کہ جس نے ان کے دلوں میں یہ بات نقش کر دی تھی کہ حصول علم کے فرائض سے کوئی متنفس کسی حالت میں بھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ بہت سے ترکی امراء بحری نے محض اپنے علم اور زباندانی سے ہی ترقیاں حاصل کی تھیں سیدی علی اور پیری رئیس سلطنت عثمانیہ کے وہ اولوالعزم امیرالبحر تھے مگر جہازرانی کی مہارت کے ساتھ ساتھ علوم و فنون میں بھی وقیع نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے علم جغرافیہ انکی خدمات پر نازاں تشکر ہے اور انکی تصنیفات اس فن کا طغرائے امتیاز خیال کی جا چکی ہیں پیری رئیس نے دو کتابیں لکھیں جنمیں بحرایجین اور بحیرہ روم کے جغرافی حالات مندرج تھے اور ان دریاؤں کے بہاؤ تھے۔ اور

عمدہ قیام گاہوں کا مفصل ذکر تھا سید علی نے گجرات سے قسطنطنیہ تک ایک بری سفر کا تذکرہ لکھا اس کے علاوہ ملاحی اور علم ریاضی پر چند رسالے تصنیف کیے اس کی ایک دوسری کتاب المحیط میں فقط بحیرۂ ہند کی جہاز رانی کا ذکر ہے زاہی ابن الحکم علاوہ ایک وسیع الکلام شاعر ہونے کے فنون جہاز کا ایک زبردست ماہر تھا اس کے علاوہ طرغد اور پیالی دو ترکی امرا بحر بھی قابل ذکر ہیں جنہوں نے ونیشین کے بیڑوں کی غیر مغلوب طاقت کو اپنے جنگی سروسامان سے مغلوب کر کے چھوڑا اس کے بعد پیالی نے ڈوریا کے بیڑے کو شکست دی اور عیسائیوں کے بیس جنگی اور ستر باربرداری کے جہازوں کو برباد کر دیا ۲۷ ستمبر ۱۵۶۰ء کو پیالی جب قسطنطنیہ میں داخل ہونے والا تھا تو اطلاعاً ایک جہاز پہلے سے ادھر روانہ کیا گیا جب وہ جہاز گولڈن ہارن قسطنطنیہ میں داخل ہوا تو اس کی پشت پر وہ سرفلک جھنڈا لہلہا رہا تھا جو حکومت اسپین سے مردانہ جنگ میں چھینا گیا تھا سر تحیت کی لڑائی کے وقت ترکوں کے پاس تین سو جنگی جہازوں کا ایسا ہیبت ناک بیڑہ تھا جس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی قوت نہ ٹھہر سکتی تھی بحری سرمایۂ جنگ کے علاوہ بری سروسامان جنگ بھی ترکوں کے پاس اس قدر فراواں تھا کہ جس کا تصور ہی مخالفوں کو لرزہ براندام بنا دیتا تھا ان کی سرفروشی ان کی جانبازی ان کی فتوحات اور ان کی کامیابی نے دنیا کی آنکھیں فضائے استعجاب میں منجمد ہو جانے پر مجبور کر دی تھیں چنانچہ المنن ٹرک کا مصنف لکھتا ہے کہ محمد دوم کے زمانہ کا عثمانی توپ خانہ بلحاظ تعداد، وزن، سامان، اور فنون گولہ اندازی کے تمام دنیا کے توپخانوں سے زیادہ طاقتور تھا۔

غرضکہ کوہساروں کی پستیاں اور بلندیاں صحرا کے وسیع دامن اور مختصر ذرے کائنات کی آبادیاں اور ویرانیاں دریا کے گرداب اور موجیں مدتوں اسلام کے زیر نگین رہ چکی ہیں دنیا کے تمام قدیم شہر اسلامی آغوش عدل میں مرہون تربیت رہ چکے ہیں ممفس، تابری، نینوا، بابل، پلمایرا۔ اسکندریہ، بیت المقدس، دمشق، سمرنا، نائیس، بروسہ، ایتھنز، فلیپاتی، ایڈریانوپل کے تمام شہروں پر اسلامی پرچم مدتوں سایہ فگنی کر چکا ہے۔ دریائے نیل، یردان، ازنیٹس۔ فرات، دجلہ، ٹیلفس، بارتھینس، ڈینیوب، ٹیبر، البس کے تمام دریا اسلامی حدود مملکت

میں ہو چکے ہیں بحیرۂ روم کا مشرقی حصہ بحیرۂ پروپانٹس بحیرۂ پالس میوٹس بحیرۂ اکسائین بحر احمر یہ تمام تلاطم بداماں سمند کبھی اسلام کی جھیلیں رہ چکی ہیں ہلالی جھنڈوں سے کوہ الپس کوہ قاف کوہ اطلس کا ہر ہر سنگریزہ واقف ہے دلیران اسلام کی لرزہ برانگیز تکبیر کی صدائیں کبھی کوہ اتھاس کوہ سینا کوہ ارارات کوہ کارمل کوہ ہارس کوہ اڈا کوہ المینس کوہ پیلیئن کوہ ہمیس اور ایکروسنان کے پہاڑوں میں گونج چکی ہیں۔

اسلامی تہذیب و تمدن کے حالات ہم بہت کچھ دیکھ چکے اب اس آئینہ میں اس قوم کی شرمناک تہذیب کے خط و خال دیکھئے جس کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ وہ موجودہ اقوام عالم میں سب سے زیادہ مہذب و متمدن قوم ہے۔

یورپ کی تمدنی حالت

ہم کسی جگہ لکھ آئے ہیں کہ عیسائیت کو تعلیم مسیح سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا یا اگر مسیحیت کی تعلیم پر نقادانہ نظر ڈالی جائے تو مذہبی تعلیم کی خوبیاں آپس بالکل نظر نہیں آتیں گی مسیحی تعلیم نے عیسائیوں میں جس قدر خانہ خرابیاں پیدا کیں جس قدر عقلیات کی ترقیوں میں سد باب ہوئی آج یورپ کی تاریخ میں خونی لفظوں سے لکھی ہوئی نظر آتی ہے کوئی صداقت ایسی نظر نہیں آتی جو مسیحیت کی بیجا دست درازی سے بچ سکی ہو اگر غور سے دیکھا جائے تو مسیحیت نے یورپ کو اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جسقدر اسلام کی روشن تعلیم نے انکی آنکھیں کھولی ہیں آج یورپ کا انصاف پسند طبقہ تعلیم عیسائیت کے متعلق جن رایوں کا اظہار کرتا ہے کسی دنیا کے سراپا دروغ مذہب کے افراد نے بھی اپنے مذہب کو دروغ جانتے ہوئے اس سے یہ سلوک نہ کیا ہوگا۔ یورپ کی اوہام پرستی اور بدنظمی کے متعلق آج تاریخ سے بہت کچھ سرمایہ دستیاب ہوتا ہے مگر ہم جان ولیم ڈریپر کے مضمون کا کچھ حصہ پیش نظر کرتے ہیں جس میں انھوں نے یورپ کی تمدنی حالت پر روشنی ڈالی ہے۔

روما نے جمہوریت اور شہنشاہیت کے زمانہ میں ہمیشہ اس اصول پر عمل کیا تھا کہ مستحکم پلوں کے اور پختہ سڑکوں کے ذریعہ اپنے دور دست صوبوں سے سریع السیر تعلقات قائم

رکھے جائیں پلوں اور سڑکوں کی تعمیر رومتہ الکبریٰ کی اہم فرائض میں داخل تھی اس اصول پر کاربند
رہنے سے اس کا فوجی تفوق برقرار رہا لیکن پاپائیت کے زمانہ میں کیونکہ روحانی حکومت ایک بالکل
جداگانہ اصول پر منحصر تھی اور اس کو اگلی سی ضرورتیں درپیش نہیں لہذا اس فرض کی بجا آوری
اُس نے دول مقامی کی بے اعتنائی کے لئے چھوڑ دی نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ بھر میں کوئی سڑک ایسی
نہ تھی جو سال کے بیشتر حصہ میں بند نہ رہتی ہو حمل و نقل کے عام ذرایع عموماً بیلوں کے بے ڈھنگے
چھکڑے ہوتے تھے جو گھنٹے میں تین چار میل سے زیادہ نہ چل سکتے تھے جہاں کشتیاں نہ ہوتی
تھیں تو تجارت کے مال کو کہ وہ کم و کیف کے اعتبار سے چنداں قابل لحاظ نہ ہوتا تھا گھوڑوں اور خچروں پر
لاد کر ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچایا جاتا تھا جب فوج کے بڑے بڑے دستوں کی نقل و حرکت کی ضرورت
پیش آتی تھی تو مشکلات اس قدر بڑھ جاتی تھیں کہ انپر غالب آنا دشوار ہو جاتا تھا چنانچہ حروب صلیبیہ کے مجاہدین
اولی کے کوچ کی تباہیاں ان مشکلات کا مرقع ہے نقل حرکت میں بین الممالک دقتیں اور زحمتیں اس
تاریکی اور جہالت کی ایک بڑی حد تک ذمہ دار تھیں جو عام طور سے پھیلی ہوئی تھیں اکیلا دکیلا مسافر
جان جوکھوں میں ڈالے بغیر سفر نہ کر سکتا تھا اس لئے کہ کوئی دلدل یا جنگل ایسا نہ تھا جہاں ڈاکو اور
لٹیرے موجود نہ ہوں جہالت اور لاعلمی ہر جگہ پھیلی ہوئی تھی جسکی وجہ سے لوگ اوہام پرستی میں مبتلا
تھے یورپ میں شرمناک کرامتوں اور معجزوں کی بھرمار تھی کوئی سڑک ایسی نہ تھی جس پر زائروں کے
ٹھٹ کے ٹھٹ اولیا کی ان خانقاہوں کی طرف ارادت کی باگیں اُٹھائے ہوئے نہ جاتے
دکھائی دیتے ہوں جو اپنی مسیحائی اور شفا بخشی کے سبب سے شہرہ آفاق تھیں کلیسا نے ہمیشہ اسی
مصلحت کو پیش نظر رکھا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو طبیب یا اس کے پیشہ سے مانوس نہ ہونے
دیا جائے اس لئے کہ وہ خانقاہوں کی آلہ جذب منفعت بننے سے بہت کچھ روکتا ہے مگر زمانہ اس
منفعت رساں زور و تلبیس کی آخر قلعی کھول کر رہا جو مریض اس قدر ناتوان ہوتے تھے کہ ایک جگہ
سے دوسری جگہ نہ جا سکتے تھے ان کا اللہ ہی حافظ تھا بجز روحانی علاج یعنی لاطینی دعاؤں کے جو
اس پر دم کر دی جاتی تھیں اور کوئی طریقہ مداوا نہ تھا امراض کے روکنے کے لئے گرجاؤں میں

دعائیں لٹکا دی جاتی تھیں مگر حفظ صحت کی کوئی تدبیر عمل میں نہ لائی جاتی تھی نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ شہر فرط عفونت سے سنڈاس بنا ہوا ہے اور وبا چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے لیکن پادری صاحب وبا کا سامان دعاؤں سے کر رہے ہیں مینہ کی جھڑی تھمنے میں نہیں آتی یا امساک باراں کی وجہ سے سقاہت ہنگام کا اندیشہ ہے لیکن یہ بزرگوار اپنے چند دعائیہ جملوں کے زور سے مینہ کو رکوا یا برسوا دینے کے مدعی ہیں سورج یا چاند کو گھن لگ گیا یا کوئی دمدار ستارہ نمودار ہو گیا تو یہ عقل کے پتلے ان قدرت کے کرشموں کو بلائے آسمانی سمجھکر ادعیہ ماثورہ سے انکی نحوست ٹالنے کی فکر میں ہیں جب ۱۴۵۶ء میں وہ دمدار ستارہ جو ہیلی کے نام سے موسوم ہے نمودار ہوا تو اس کی شکل اتنی خوفناک اور اس کا منظر اتنا مہیب تھا کہ خود تقدس مآب الوہیت انتساب جناب کیلکسٹس خامس پاپائے روما کو اپنی روح القدسی قوت سے اس کی مدافعت کرنی پڑی چنانچہ ایسا زبردست عمل پڑھا اور اتنی لعنتیں بھیجیں کہ مارے ڈر کے یہ خبیث ستارہ دم دبا کر ہانپتا کانپتا جوف فضا میں غائب ہو گیا اور کہیں پچہتر سال کے بعد اس کے ہوش و حواس اس حد تک بجا ہوئے کہ اس نے دوبارہ نمودار ہونے کی جرأت کی۔

اولیا کے تصرفات روحانی اور دعاؤں کے ذریعہ جو مریضوں کو شفا ہوتی تھی اس کا طبعی اندازہ اگر لگانا مقصود ہو تو اس زمانہ کی اور آجکل کی شرح اموات کا مقابلہ کر لینا کافی ہو گا ان دنوں تیس میں ایک آدمی مرتا تھا لیکن موجودہ زمانہ میں جبکہ روحانیت کے بجائے چاروں طرف مادیت کا عمل ہے حساب اوسط چالیس میں ایک آدمی مرتا ہے۔

خانقاہوں کے طبی کرشموں پر خاص خاص تبرکات کی معجز نما شفا گستری مستزاد تھی ان میں سے بعض تبرکات ایسے تھے جنکی نوعیت عقل کو محو حیرت کر دیتی تھی متعدد دیر اور خانقاہیں ایسی تھیں جن میں جناب مسیح کا کانٹوں کا تاج موجود تھا گیارہ دیروں میں وہ برچھا رکھا تھا جس سے آپ کا پہلو چھیدا گیا تھا اگر کوئی شخص از راہ جسارت یہ سوال کر بیٹھتا کہ ان سب کا اصلی ہونا کیونکر ممکن ہے تو وہ دہریہ اور ملحد قرار دیا جاتا تھا حروب صلیبیہ کے دوران میں طیقۂ ہیکلیس کے سورماؤں نے یوروشلم

سے مقدس دوشیزہ کے دودھ کی بوتلیں لاکر صلیبی افواج کے سپاہیوں کے ہاتھ من مانے اور منہ مانگے داموں بیچیں اور خوب نفع کمایا یہ بوتلیں ازراہ عقیدت بعض بڑے بڑے مذہبی اماکن میں مدتوں نہایت احتیاط سے رکھی رہیں لیکن دیدہ دلیری او ڈھٹائی میں بیت المقدس کی اس خانقاہ کا درجہ شاید سب سے بڑھا ہوا تھا جس کے تبرکات میں روح القدس کی ایک انگلی بھی شامل تھی اس شرمناک بطلان پرستی کو زمانہ موجودہ نے نہایت حقارت آمیز خموشی کے ساتھ رد کر دیا ہے ایک وہ زمانہ تھا کہ یہی تبرکات ہزارہا خوش عقیدہ لوگوں کی کشت ارادت کو اپنی روحانی بخششوں سے سیراب کرتے تھے لیکن آج وہ اس درجہ ناپاک اور ذلیل خیال کئے جاتے ہیں کہ کسی عجائب خانہ میں بھی انہیں جگہ نہیں ملتی۔

بر اعظم یورپ کے سطح کا بہت بڑا حصہ لق و دق اور بے راہ جنگلوں سے گھرا ہوا تھا کہیں کہیں راہبوں کی خانقاہیں اور بستیاں آباد تھیں نشیبی مقامات اور دریاؤں کے دونوں جانب سیکڑوں میل لمبی دلدلیں پھیلی ہوئی تھیں جن میں سے عفونت انگیز بخارات نکل نکلکر دور دور تک وبا پھیلا دیتے تھے پیرس اور لنڈن میں مکانات لکڑی کے تھے جنکی درزوں پر گارا لسا ہوتا تھا اور چھتیں پیرال یا سرکنڈوں کی تھیں ان مکانوں میں روشن دان اور کھڑکیاں نہ ہوتی تھیں اور آرام کی کل کے زمانہ ایجاد تک بہت کم ایسے مکان تھے جن کا فرش چوبی ہو دری اور قالین ایک ایسا سامان آرایش تھا جسے کوئی جانتا تک نہ تھا اس کا قائمقام پیرال تھا جسکی کچھ مقدار فرش پر بچھا دی جاتی تھی گھروں میں دودکش بھی نہ ہوتے تھے اُس چولہے کا دھواں جو کافی ایندھن کے میسر نہ آنے سے بے رونق نظر آتا تھا چھت کے ایک سوراخ سے باہر نکل جاتا تھا ظاہر ہے کہ ایسے جھونپڑے موسم کی سختی کو کیسے روک سکتے تھے بدرویں بالکل موجود نہ تھیں اور صفائی کا مطلق انتظام نہ تھا سڑے ہوئے فضلہ اور کوڑے کرکٹ کا دروازہ پر ڈھیر لگا رہتا تھا مرد عورت اور بچے ایک ہی کوٹھری میں سوتے تھے اور اکثر گھر کے جانور اسی کوٹھری میں ٹھونس دیئے جاتے تھے اس طوفان بدتمیزی میں ممکن نہ تھا کہ حیا اور اخلاق قائم رہ سکے بستر بالعموم پیرال کا ایک تھیلہ ہوتا تھا اور لکڑی کا ایک گول و

انگلستان کا یہ عالم رہتا تھا جسمانی صفائی سے لوگ بالکل ناآشنا تھے بڑے بڑے ارکان دولت یہاں تک کہ کنٹربری کے لاٹ پادری جلیل القدر حکام اس درجہ گندے ہوتے تھے کہ کپڑوں میں جوئیں بخیہ کے ٹانکوں سے سوا تھیں۔

چنانچہ انگلستان کے ایک تاجدار کے حریف ٹامس بیکٹ کی یہی حالت بیان کی گئی ہے جسمانی عفونت کے چھپانے کے لیے عطریات کا بکثرت استعمال کیا جاتا تھا عوام الناس کا لباس چرمی ہوتا تھا جو سالہا سال تک کام آتا تھا اور جس میں جسم کا میل برابر جمع ہوتا رہتا تھا ہفتہ میں جس شخص کو کھانے کے لیے ایک مرتبہ گوشت مل جاتا وہ فارغ البال اور آسودہ حال متصور ہوتا تھا گلیوں میں کوئی بدرو نہ ہوتی تھی سڑکیں نہ کٹی ہوئی ہوتی تھیں نہ ان پر روشنی کا انتظام تھا رات کے وقت کوٹھریوں کے دروازے کھول دیئے جاتے تھے اور کوڑا کرکٹ دہلان پلا تکلف باہر پھینک دیا جاتا تھا جو بیچارہ اس تنگ وتاریک گلی سے ہاتھ میں مدہم ٹمٹماتی ہوئی لالٹین لئے گذرتا ہوتا تھا وہ اس آلائش کے سیلاب سے لت پت اور تربتر ہو جاتا تھا۔

اینیس سلویس نے جو آگے چل کر پائیس ثانی کے نام سے مسند پاپائی پر متمکن ہوا اور جس کی تحریر اس لحاظ سے نہایت قابل اعتبار اور غیر متعصبانہ سمجھی جائے گی اپنی سیاحت جزائر برطانیہ کے صحیح حالات قلمبند کئے ہیں یہ سفر اس نے ۱۴۳۰ء کے قریب اختیار کیا تھا اس کا بیان ہے کہ کسانوں کے مکانات خشک چنائی کے پتھروں کے تھے جنہیں چونا نہیں لگایا گیا تھا چھتیں گھاس پھوس کی تھیں اور بیل کی ایک اینٹھی ہوئی کھال دروازہ کا کام دیتی تھی خوراک کی قسم سے وہ ساگ پات موٹھ مٹر یہاں تک کہ درختوں کی چھال تک کھا جاتے تھے بعض مقامات کے باشندے روٹی کے نام تک سے واقف نہ تھے۔

گارے سے لپی ہوئی سرکنڈوں کی کوٹھری یا بھدے اور بے ڈھنگے تختوں کے گھر بے رونق دود کش کی بے رونق انگیٹھیاں جو دن کھٹملوں اور پسوؤں سے بھرے ہوئے جسمانی اور اخلاقی ضرر رساں بہت سردی سے بچنے کے لیے اعضا کے گرد پرال کے لپٹے ہوئے میٹھے بخار سے سسکتے ہوئے کسان کے لیے

عاملوں اور سیانوں کی چارہ گری کے سوا اور کسی تدبیر کا نہ ہونا ایسی باتیں تھیں جو تمام یورپ کی فضا پر چھائی ہوئی تھیں۔

جب ایسی حالت تھی تو کون سے تعجب کی بات ہے کہ ۱۰۳۰ء کے قحط میں انسان کا گوشت پکایا اور بیچا گیا۔ ۱۲۵۸ء کے قحط میں لنڈن کے پندرہ ہزار باشندے بھوکے مر گئے وبا کے بعض حلقوں میں لوگ اس قدر مرے کہ لاشوں کی تجہیز و تکفین کرنے والا کوئی نہ نظر آتا تھا

دیہات اور شہروں کے عوام الناس کی تو یہ حالت تھی مگر امراء کی حالت بھی کچھ بہتر نہ تھی انگلوسکسن قوم کی بد اطواریوں کا ذکر کرتے ہوئے ولیم ساکن ماس بری لکھتا ہے کہ اس قوم کے امراء پیٹو اور عیاش تھے وہ کبھی گرجا نہیں جاتے تھے نماز فجر اور نماز عشاء کے ادا کرنے کا انہوں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ ان کا پادری جسکو ان کی کاسہ لیسی نے انکی نظروں سے گرا رکھا تھا انکی خوابگاہ میں جا کر بیدار ہونے سے قبل جلد جلد نماز کے الفاظ دہرا جاتا تھا اور ان کے کان میں ایک لفظ بھی نہ پڑتا تھا عام لوگ طاقتور امراء کے پنجہ ظلم میں پھنسے ہوئے تھے انکی جائدادیں چھین لی جاتی تھیں وہ دور دراز ممالک میں جبراً بھیج دیئے جاتے تھے ان کی لڑکیوں کو یا تو دار الاقامت میں بٹھا دیا جاتا تھا یا لونڈی بنا کر بیچ دیا جاتا تھا رات دن شراب خواری ہوتی تھی جو برائیاں بدمستی کی رفیق ہیں وہ ظاہر ہو کر مردوں کو نامرد بناتے جاتی تھیں جاگیرداروں کے قلعے گویا ڈاکوؤں کے گھر ہو رہے تھے چنانچہ یہی مورخ جسکی تحریر سے ہمنے اوپر اقتباس کیا ہے بیان کرتا ہے کہ مرد اور عورتیں قلعوں میں پکڑ بلائی جاتی تھیں انکے ہاتھ کے انگوٹھے یا پاؤں میں رسی باندھکر لٹکا دیا جاتا تھا ان کے اعضا آگ سے جھلسے جاتے تھے گرہ دار رسیوں کو انکے سر کے گرد لپیٹ کر مروڑا جاتا تھا غرض زر فدیہ وصول کرنے کے لئے طرح طرح کے عذاب انہیں پہنچائے جاتے تھے۔

مذہبی پیشواؤں نے قوم کی اخلاقی روحانی حقوق کی نگہداشت چھوڑ دی تھی اور پادریوں کی حالت تو سخت قابل نفرت تھی۔ یہ نکاح شرعی کو خارج عبادت سمجھتے تھے مگر ایک مرتبہ کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ایک لاکھ کنواری عورتیں پائی گئی ہیں جنہیں پادریوں نے خراب کیا تھا پادری خود

نہ کماتے تھے بلکہ ان کا بوجھ غریب و جفاکش لوگوں کی گردنوں پر تھا یہ تھی اس قوم کی نفرت انگیز حالت جو آج تہذیب و تمدن کی اہل کہلائی جاتی ہے مگر ذرا اسلام کے تمدنی پہلو پر غور کیا جائے جس نے وحشیان عرب کو کیا کیا تہذیب و تمدن نہ سکھا دیا یہ اسلام ہی کی مہذب تعلیم کا ایک ممتاز اثر ہے کہ وہ یورپ کے جس مقام پر پہنچا اُسے سرچشمہ علم و تمدن بنا کر چھوڑا چنانچہ یہی فاضل جسکی تحریر کا ہمنے اوپر اقتباس پیش کیا ہے اسلامی تمدن کے متعلق اس طرح اظہار رائے کرتا ہے۔

اندلس

خلفائے اندلس نے مشرقی عیش و عشرت کے کل لوازم فراہم کر رکھے تھے انکے قصر و ایوان شان و شوکت کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ تھے اِن کے دلفریب باغوں کی فضائیں دیکھکر آنکھوں میں طلسمات کا نقشہ پھر جاتا تھا ان کی حرم سراؤں میں ایسی ایسی نازنین موجود تھیں جن کا حسن چاند اور سورج کو شرماتا تھا یورپ کی تہذیب آج کے دن بھی اُس قرینے اُس لطافت مذاق سے معرا ہے جو اندلس میں عربوں کے پایہ تخت میں اپنی جھلک دکھاتی تھی اِن کے شہروں میں کوئی سڑک ایسی نظر نہ آتی تھی جن پر کنکر کٹے ہوئے نہ ہوں اور جو رات کے وقت قندیلوں سے نہ جگمگاتے ہوں اِن کے مکانات نقش و نگار سے مزین اور قالینوں کے پرتکلف فرش سے آراستہ ہوتے تھے جاڑوں میں انہیں دہکتے ہوئے آتشدان گرم رکھتے تھے اور گرمیوں میں معطر و معنبر ہوا جو پھولوں کی کیاریوں سے چلکر زمین دوز نلوں میں ہوتی ہوئی آتی تھی انہیں خوشگوار ٹھنڈک پہنچاتی تھی نفیس حمام شاندار کتب خانے۔ کھانا کھانے کے فرحت افزا کمرے پانی اور سیماب کے دلربا فوارے انکی تمدن کی رونق کو دوبالا کرتے تھے ہر شہر اور قریہ میں دن عید اور رات شب برات تھی اندلس کی دلفریب راتوں کا لطف مسلمان امرا اس طرح اڑاتے تھے کوئی فرش چمن پر بیٹھا ہوا داستان گویوں کے افسانوں سے دل بہلاتا تھا کوئی باغ کی روشوں پر دوست احباب کے ساتھ ٹہلتا ہوا فلسفیانہ مباحث میں اپنا وقت گذارتا تھا غرض انکا وقت نہایت لطف سے کٹتا تھا اور کبھی انہیں اس زندگی کی تلخیوں اور ناکامیوں کا خیال آتا تو اس سے انہیں تسکین ہو جاتی تھی کہ اگر نیکی کا اجر اسی دنیا میں مل جائے تو عالم عقبیٰ بیکار رہوا جاتا ہے وہ دنیا کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے

کبھی نہ گھبراتے بلکہ اس خیال سے دل کو تسلی دے لیتے تھے کہ گو اس دو دن کی زندگی میں ہم تکلیف اٹھا رہے ہیں لیکن اسکے بعد جب ہم دوسری زندگی کی سرزمین میں قدم رکھیں گے تو وہ آرام چاودانی ہمارے حصہ میں آئے گا جس کے بعد کوئی محنت نہیں ہے

دسویں صدی میں خلیفہ حاکم ثانی نے اندلس کو فردوس عالم بنا دیا عیسائی، مسلمان، یہودی، بے روک ٹوک آپس میں ملتے جلتے تھے ایک ایسی عالمگیر برادری قائم تھی جس کا شیرازہ مساوات و سلوک سے باندھ رکھا تھا اس زمانہ کے جن مشاہیر کے نام ہم تک پہنچے ہیں ان میں جربرٹ کا نام بھی شریک ہے جو آگے چل کر پاپائے اعظم ہو گیا پیٹر الملقب بہ مقدس اور بہت سے دوسرے عیسائی پیشوایان مذہب میں بھی اس عہد کے خرمن فضل و کمال کے خوشہ چیں تھے پیٹر کا بیان ہے کہ میں نے ایسے علماء کو یہاں دیکھا جو فن ہیئت کی تحصیل کے لئے برطانیہ سے چلکر آئے تھے ارباب فضل و کمال کا عام اس سے کہ وہ کہیں کے ہوں یا کیسے ہی مذہبی عقائد کیوں نہ رکھتے ہوں نہایت تپاک سے خیر مقدم کیا جاتا تھا خود خلیفہ کے محل میں کتابوں کا ایک بہت بڑا کتب خانہ موجود تھا جس میں کاتبوں جلد سازوں نقاشوں کی ایک جماعت کثیر ملازم تھی ایشیا اور افریقہ کے ہر بڑے شہر میں خلیفہ کے گماشتے نایاب کتابیں خرید تے پھرتے تھے اس کتب خانہ میں چار لاکھ کتابیں موجود تھیں جن کے منقش اوراق اور پر تکلف جلدیں بصارت کے لئے سرمہ کا حکم رکھتی تھیں۔

آج ماہرین آثار قدیمہ اندلس کے کھنڈرات دیکھکر ترقی تمدن و معاشرت کی ایک دنیا اس میں کھوئی دیکھتے ہیں دور دور تک پھیلے ہوئے وسیع مگر ویران مقاموں کا سلسلہ دیکھنے آج بھی اسلامی اجڑا ہوا کروفر نگاہوں میں پھر جاتا ہے جب امریکن و جرمن سیاح اس ویران طلسم کدہ انکشاف کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو اسلامی جبروت و شان سے ان کے جسم پر لرزہ طاری ہو ہو جاتا ہے۔

اسپین

یہ شہر اسلامی علم و فنون کا سرچشمہ تھا مگر اس کی ابتدائی تاریخ بھی سخت ظلمت بدوش نظر آتی ہے یہاں کی آبادیاں زائد تر قوم گوتھ پر مشتمل تھیں جنہیں رسید و نکا

تمام شرمناک عیاشیاں حلول کر آئی تھیں وہ لذیذ کھانوں کے شوقین تھے اُن کے حضر باش نوعمر اور پریجمال لڑکے اور لڑکیاں ہوتی تھیں جفاکشی سے یہ لوگ بالکل نا آشنا تھے علم و حکمت سے انکی طبیعت میں کوئی تناسب نہ پایا جاتا تھا ایک رئیس شخص اپنے فائدہ کے لئے جو قانون چاہتا تھا تجویز کر لیتا تھا مگر اسلام کی بدولت اس کے افق پر بھی علم کی ضوپریں محیط ہو گئیں اور علم کو اتنا عروج نصیب ہوا کہ یہاں کے ہر ہر ذرہ میں ایک علم کدہ منعکس ہو گیا اس کے دامن پر ایسے ایسے فنون کے آسمان گر دیکھے پیدا ہوئے جنہوں نے عرش کی بلندیوں کو پست کر دیا۔

اہل اسپین اپنی قدیم بدمزاقی کی بنا پر فنون لطیفہ سے بالکل نا آشنا تھے مگر اہل عرب نے ان میں وہ برقیت و وجدان دی جس نے انہیں بہت سی عجیب انوس باتوں کی تکمیل پر مجبور کر دیا سب سے پہلے ستار اسپین میں عرب سے آیا کیونکہ نوجوانان عرب موسیقی کی سامعہ فریبی پر مرتے تھے اور انہیں موسیقی کی اُن گم گشتہ رازوں کا علم تھا جو روحانی احساسات کو تڑپا دیتے ہوں روح پر خدائی کرنے والی موسیقی نے باشندگان اسپین کے دلوں کو مسرت بنا دیا پھر یہاں سے موسیقی کی صدائیں صعود بار ہوئیں جو یورپ تک کانوں کو گویا کرتی چلی گئیں۔

کارڈوا میں علی زریاب نے موسیقی کا ایک مدرسہ جاری کیا یہاں کے راگ اور راگنیوں کی بنیاد ایسے موثر طریقہ سے رکھی گئی کہ دلوں پر کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔

ایک مرتبہ ہارون رشید اور سلطانہ مریم میں کچھ شکر رنجی ہو گئی جعفر وزیر نے عنف شاعر سے ایسے اشعار لکھوائے جو خلیفہ کے احوال رنجش پر مشتمل تھے پھر اشعار اسحٰق موصلی کو دیئے گئے جس نے خلیفہ کو گا کر سنایا اشعار اتنے موثر اور طرز ترنم اتنا سامعہ نواز تھا کہ خلیفہ فوراً سلطانہ کے پاس گیا اور دونوں روٹھے ہوئے من گئے اس اظہار امتنان میں شاعر اور مطرب کو چوبیس ہزار اسٹرلنگ عطا کئے گئے۔

سنگ تراشی اور مصوری میں مسلمان یورپ دیگر اقوام سے بہت آگے تھے ان کے مکانات تراشیدہ بیل بوٹوں سے دلکش منظروں سے آراستہ ہوتے تھے۔

شکاری جانور اہل عرب بڑی محنت سے پالتے تھے گھوڑے اتنے عزیز سمجھے جاتے تھے کہ انسانوں کی طرح اُن کے نسل ناموں کو بھی محفوظ رکھا جاتا تھا بعض کتابیں اہل عرب میں ایسی بھی پائی جاتی ہیں جنہیں فقط دنیا کے عمدہ گھوڑوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں اس زمانہ میں بھی اہل عرب کی پوشاک کم وبیش موجودہ زمانہ کی طرح تھی بہت گھیر دار پائجامہ اور ڈھیلا کرتہ پہنتے تھے بہت موٹا پٹکا اور عمامہ سر پر باندھتے تھے جس پر فولادی جال ہوتا تھا۔

عرب کے مخصوص ہتھیاروں میں نیزۂ خطی شمشیر تیغہ چھری چمڑے کی گول ڈھال شامل تھی جبتک ''ٹولیڈو'' میں تلوار بنانے کا اسلامی کارخانہ قائم نہیں ہوا تھا اسوقت تک ''موری ٹینیا'' سے تلوار منگائی جاتی تھی۔

اس زمانہ کے عیسائی بالکل تہذیب و شائستگی سے ناآشنا تھے نہانے کے نام سے ڈرتے تھے لباس کو بغیر دھوئے ہوئے اس وقت تک پہنے رہتے تھے جبتک وہ خود پرزے پرزے ہوکر گر نہ پڑتا وہ اسلامی مورخ جنھوں نے عیسائیوں کی بے ادبی گستاخی اور نجاست بردوشی کے متعلق آزادانہ اظہار خیال کیا اہل فرانس کی نفاست پسندی کی مدح سرائی کرتے ہیں غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ اہل اسلام انتہا درجہ کی پاکی کا خیال رکھتے تھے انہیں پرتکلف حماموں میں نہانے کی عادت تھی اس کے علاوہ وہ مذہباً کئی بار وضو اور طہارت کیا کرتے تھے اس بنا پر اگر وہ کسی گندی قوم سے نفرت کرتے تھے تو بجا کرتے تھے۔

اسپین میں اسلامی طرز حکومت

امیر یوسف کے حکم سے اسپین کے تمام صوبوں کی مردم شماری کی گئی ہر چھوٹے گاؤں کو بڑے قصبے سے متعلق کیا گیا تاکہ مجسٹریٹوں کی حفاظت میں وہاں کی رعایا رہ سکے تمام محصول کا تیسرا حصہ مساجد عدالت جیل خانوں سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کے لئے منظور کیا گیا پولیس کی تمام قلمرو میں تعداد بڑھائی گئی۔

عبدالرحمن فاتح اسپین نے بڑے شہروں کا معائنہ کیا اور مساجد و دیگر عمارات شاہی کی

مرمت کا حکم دیا کارڈوا میں ایک خوبصورت دیوان عام تیار کرایا اس میں قاضی القضاۃ کی عدالت اور معمولی مجرموں کے لئے ایک حراست گاہ بھی تھی رومی سڑکوں کی مرمت کی گئی ساحل دریا پر ایک عظیم الشان محل اور ایک باغ ''روضافہ'' کے نام سے تعمیر کرایا بہت سے ایسے پھل اور پھولوں کے درخت وہاں لگوائے جو اسپین کی سرزمین میں اس سے پہلے کبھی نہ لگائے گئے تھے باشندگان اسپین نے سب سے پہلے کھجور کے آسمان بوس درختوں کے وجد بدمست کو اسی نکہت نثار باغ میں دیکھا وہاں کے پھولوں کی رنگا رنگی لعل و یاقوت سے زیادہ تجمل درکنار تھی جو غنچہ ہائے نظر فریب اس وسعت پر نیرنگ پر مصروف ارتعاش تھے جو نقوش انکے زمرد فام سایہ سے سبزہ کے پا افتادہ دامن پر پیدا ہوتے تھے ان سے روم اور چین کے نگارخانے خالی تھے اسی باغ میں ایک آسمان نما گنبد اسلامی جاہ و جلال کی ایک غیر فانی مثال تھی اس زمانہ میں باب عالی کا بہترین انجینیر محکمہ عمارات شاہی کا اعلیٰ افسر اسدالذہبی تھا یہی وہ شخص ہے جس نے گری نیڈا کے جدید قلعے کا نقشہ بنایا تھا۔

دوبارہ سلطان عبد الرحمن نے جنوبی اور مغربی اسپین کا سفر کیا اور کارڈوا میں ایک ایسی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جسکے متعلق اسکا خیال تھا کہ وہ نفقط دمشق کی خوش جلال مسجد سے بھی سبقت نہ لیجائے بلکہ مسجد اقصیٰ اور بغداد کی عظیم المرتبت مسجدوں سے بھی زیادہ پر تکلف ہو۔

بادشاہ نے خود اس مسجد اعظم کا نقشہ تیار کیا کیونکہ وہ اپنی خداداد قابلیت اور اپنے وسیع تجربہ کی بنا پر بہت سے ایسے فنون کا ماہر تھا۔

جو قواعد اس نے اسپین میں جاری کیے وہ بہت قابل احترام ہیں اسنے علوم کی ترویج میں بڑی جد و جہد کی علما کی توقیر میں اس قدر مبالغہ کیا کہ جب ''قاضی اعظم معاویہ'' نے وفات پائی تو خود اگر جنازہ کی نماز پڑھائی۔

یہ خلیفہ بڑا خوش بیان اور شاعر تھا علما اور فضلا کی صحبت کا عاشق تھا ابتدا ہی سے اپنی اولاد کو علما کا احترام کرنا سکھاتا تھا فن معماری کا ماہر اور شکار کا شوقین تھا باز و جرہ کے بنانے

میں کمال رکھتا تھا گو بعض مورخ اس پر عیاشی کا اتہام لگاتے ہیں کہ ماری گاٹ بطور خراج کے اس کو علاوہ مال و اسباب کے امرا و شرفا کی لڑکیاں بھی پیش کرتا تھا مگر اس افترا کی تمام یورپین مورخ تردید کرتے ہیں۔

اس کی وفات پر جب اس کا بیٹا ہشم سریر آرائے اورنگ خلافت ہوا تو اس نے اپنے باپ کی بنیاد نہادہ مسجد اعظم کی تکمیل کی کارڈوا میں ایک جدید پل تیار کرایا اس کے حکم سے فارقہ ابن عین العدنی نے ایک بہت بڑا حوض بنایا یہ شخص باب عالی کا امیر تعمیرات تھا صدہا مدارس عربی تعلیم کے لیے جاری کیے گئے جن کے مصارف کا ذمہ دار خود ہشم ابن عبدالرحمان ہوا علماء اور فضلا کی تنخواہیں مقرر کیں باغات بنوائے خود اپنے ہاتھوں سے پھولوں کے پودے لگائے تمام اپنے قلمرو میں پھل پھول کے درخت نصب کرائے خود شاعر تھا نجوم اور علم موسیقی میں کمال رکھتا تھا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا الحکم برسر حکومت ہوا یہ خلیفہ عدل فاروقی کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھا ایک مرتبہ اس کا بنگلا ایک غریب عورت کی موروثی جائداد میں جبریہ بنا دیا گیا اس عورت نے عدالت میں خلیفہ پر مقدمہ دائر کر دیا قاضی نے اُسے تسلی دی اور کہد یا کہ محمد الرسول اللہ روحی فداک کی شریعت میں ایک جاہ و جلال والے حکمران کا مرتبہ ایک فاقہ کش عورت کی برابر ہے خلیفہ کو کوئی مجاز نہیں کہ وہ تیری زمین کا ایک سنگریزہ بغیر تیری رضامندی کے اٹھا سکے تو مطمئن ہو جا اور یقین رکھ کہ تیری جائداد تجھے واپس کر دیجائے گی۔

جب محل بن چکا اور سلطان اس کے معائنہ کیلئے گیا تو قاضی بھی ایک گدھا لیے ہوئے وہاں پہنچا اور خلیفہ سے مٹی اٹھانے کی اجازت لیکر بورہ مٹی سے بھر لیا پھر خلیفہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ دوجہاں پناہا اب اسے اٹھوا کر گدھے پر بھی رکھوا دیجئے" خلیفہ نے اکر بورہ اٹھوانا چاہا مگر گرانباری کے سبب سے نہ اٹھ سکا قاضی نے کہا اے خلیفہ جب تجھ سے اس زمین کا اتنا سا وزن نہ اٹھ سکا تو خداوند قدوس کے انصاف کے دن جب تیری رعیت کے دریوزہ گر اور تجھ میں کوئی امتیاز نہوگا بتا اس تمام زمین کے بار کو کس طرح اٹھاسکیگا پھر خلیفہ کو بتایا کہ یہ زمین جبریہ لی گئی ہے اور

وہ عورت اس بات کی مدعی ہے خلیفہ نے یہ سنکر وہ زمین وہ محل معہ اس ساز و سامان کے اُس عورت کے حوالہ کر دیا۔

وہ اسپین جسکی وسعتوں میں اسلام کی لرزہ براَنگیز ترقیاں کھوئی ہوئی ہیں، وہ اسپین جس کے نام سے مسلمانوں کے پژمردہ چہروں پر مسرت کی لالہ رنگیاں جھلک آتی ہیں، وہ اسپین جس کے دریائے علم کی مدارات نے آئرلینڈ کے پہاڑ کی چوٹیوں کو غرق آب کر دیا، اسی اسپین کی ابتدائی حالت سخت ماتم ناک ہے وہاں کے باشندوں کی اخلاقی جراتوں کو گوتھ اقوام کی معاشرت نے بالکل تباہ کر رکھا تھا مگر الحکم جیسے حکمرانوں کی خدمات نے انہیں ایک سچے مذہب کا سبق پڑھایا ان کے خواب متواتر سے انہیں اٹھایا اور اس طرح اُٹھایا جسطرح قیامت اُٹھ کھڑی ہوتی ہے۔

ہر شخص کو آزادی دیگئی کہ وہ اپنی دلچسپی کی ہر ممکن صورت اختیار کر سکتا ہے نہ کہ وہ زیب و زینت، علوم و فنون، عمارات و باغ محض حکومت کے لئے مخصوص نہ رہے بلکہ عوام کے مکانات بھی ان چیزوں سے مالامال ہونے لگے ہر شخص اپنے مکان میں باغات، فوارے، حوض، کتب خانے بنانے لگا کیونکہ اب وہ فقط تفریح کے ہی شیدائی نہ تھے بلکہ ترویج علوم و فنون کو ہر انسان کا فرض سمجھنے لگے تھے۔

کمسن بچے دور دراز مقامات سے اسپین میں تحصیل علم کے لئے آتے تھے یہاں کے مدارس میں عربی علم فقہ، شاعری، ہیئت، ہندسہ، اور علم طب" پڑھایا جاتا تھا شاہی مدارس مساجد کے قریب ہوتے تھے اوقاف مدارس سے بڑی بڑی فیاضیاں کی جاتی تھیں طلبائے علم کے علمی مباحثات سے ہر مدرسہ ہنگامہ زار بنا رہتا تھا بڑے بڑے علما مدارس کی خدمات کرتے تھے ہر مسجد کے ساتھ ایک مہمانسرائے بھی ہوتی تھی جہاں سیاح اور مسافر کی بود و باش اور آسائش کے تمام لوازمات مہیا ہوتے تھے محتاجوں کو خرچ راہ کے لئے یہاں سے نقد روپیہ بھی عطا کیا جاتا تھا اکثر دیوان عدالت مسجد کے قریب ہی بنایا جاتا تھا یہاں امرائے شہر جمع ہو کر ان امور پر غور کرتے تھے جن کا نظام شہر سے متعلق ہوتا تھا اس زمانہ کے اصول و قوانین قرآنی اصول تھے محکمۂ قضا اور محکمۂ امامت ایک ہوتا تھا معزز خاند

گئے لڑکے پہلے قضات کے درباروں میں جاتے پھر خلیفہ کے حکم سے شاہی دربار میں انہیں جانے کی اجازت مل جاتی تھی اور یہ دربار عموماً شام کے وقت ہوتے تھے ہر وہ شخص جو کوئی بہترین قانون یا کوئی اخلاقی نظم لکھکر لاتا انعامات سے مالا مال ہوجاتا تھا ان مجالس میں شیوا بیانی سکھائی جاتی تھی یہاں ایسے ایسے فصیح و بلیغ نفوس ارکان بزم ہوتے تھے جن کی روانی نطق کی کوئی تلوار ہمسری نکر سکتی تھی۔

حکومتیں شخصی تھیں اس بنا پر پبلک کی بہبودی محض خلیفہ کی ذاتی قابلیت پر موقوف ہوتی تھی اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہاں کا ہر حکمراں سلطنت کے نشیب و فراز سے کس قدر واقف ہوگا علمی اور سیاسی قابلیت میں یہاں کا ہر خلیفہ اسکندر و ارسطو کا ہمسر ہوتا تھا یہ لوگ کسی محنت اور دستکاری کو ذلیل نہ سمجھتے تھے چنانچہ سلطان عبدالرحمن نے مسجد اعظم کارڈوا کو اپنے ہاتھ سے بنانا شروع کیا اس کی تعمیر میں دو لاکھ روپیہ صرف ہوئے اس کا طول چھ سو فیٹ اور عرض ڈہائی سو فیٹ تھا اس کے شمالی اور جنوبی حصہ میں انیس اور مشرقی اور مغربی حصہ میں اٹھتیس محرابیں تھیں جنوبی سمت سنگ مرمر کے ایکسو ترانوے ستون اور پیتل کے ڈھلے ہوئے انیس عظیم الشان دروازے آویزاں تھے شمالی دروازے پر سونے کے پترے تھے مینار ایک سو چالیس فیٹ بلند تھا تین سنہری گولے مینار پر لگے ہوئے تھے جن پر مخروطی طلائی کلس بنے ہوئے تھے شام کے وقت اس مسجد میں چار ہزار چھ سو چراغ روشن کئے جاتے تھے تین سو من سالانہ تیل خرچ ہوتا تھا ڈیڑھ من عنبر عود لوبان خوشبو کے لئے جلایا جاتا تھا وسط محراب میں ایک سونے کا چراغدان جلایا جاتا تھا جو انتہا درجہ کی صناعت سے بنایا گیا تھا۔

فرزندان اسلام جنگی عمارات کے فن سے بھی خوب واقف تھے گری بیڈا کا قلعہ اس کی دیواروں کا طول و طویل سلسلہ جو پہاڑ کی چٹانوں پر بنایا گیا تھا آج تک قائم ہے اور زبان حال کہہ رہا ہے کہ بارود کی ایجاد سے پہلے اہل اسلام جنگی قلعہ بنانے میں تمام دنیا کی قوموں سے زیادہ قابلیت رکھتے تھے۔

سلطان عبدالرحمن کے زمانہ میں اسپین کے بندرگاہوں کا ایگزیکٹو انجینیر تمام ،، تھا جس نے

جہازوں کے مکانات اور عمارات کو بہت کچھ ترقیاں دیں اسپینش مسلمانوں کے جہاز تمام یونانی سلطنتوں سے گذرتے تھے افریقہ مصر سبیریا سے تجارت کے غایت درجہ شگفتہ مراسم تھے دوسرے ممالک میں اسپین کی دھاتیں ان جہازوں کے ذریعہ پہنچائی جاتی تھیں اور دوسرے مقامات کی اشیا اور عجائبات اسپین میں لائی جاتی تھیں۔

اہل عرب نے زراعت اور فلاحت میں بھی کافی ترقی کی تجربہ کار کاشتکاروں کی تلاش کے لیئے اہل عرب کے اکثر ماہرین دور و دراز ممالک کا سفر کرتے تھے یونان اور روم کی وہ کتابیں جو اس موضوع پر تھیں ان کے تراجم کیئے جاتے تھے اہل عرب نے یہ تجربات بھی کیئے کہ بھیڑوں مویشیوں اور شہد کی مکھیوں کی پرورش سے انکی عمدہ نسل بڑھائی جا سکتی ہے۔ میوہ دار درختوں کا چھانٹنا پیوند اور قلم لگانا اہل اسلام سے ایجاد ہوا پھولوں کی معلومات کو ترقیاں دیں حتیٰ کہ تمام یورپ میں اسپین ہی ایک ایسا ملک تھا جہاں ایسے مفید فنون کے ماہرین کثرت سے دستیاب ہو سکتے تھے۔

۸۴۲ء میں جب سلطان عبدالرحمن نے قسطنطنیہ کے ایلچیوں کو رخصت کیا تو اسکے ساتھ اپنے امیر البحر امیر یحیٰ ابن حکم کو جانے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ شہنشاہ یونان کے لیئے تحائف بھیجے جن میں انڈالوسیا کے گھوڑے اور اسپین کی بنائی ہوئی تلواریں بھی شامل تھیں۔

سلطان عبدالرؤف نے ”مرسیڈا کے کاہل اور وجود اور تن پرور آدمیوں کو محنت و مزدوری سکھائی یہ لوگ محنت سے بالکل واقف نہ تھے انکی کاہلی نے اس شہر کی حالت کو سخت افسوسناک بنا رکھا تھا مگر مسلمانوں کی بدولت وہاں چشمے نہریں اور باغات تعمیر ہونے لگے۔

جب قوم سیوکنگ نے سیویل پر حملہ کیا تو خلیفہ نے اپنے جہازوں کی طاقت کو بہت غیر مغلوب بنا دیا تھا سرکاری پیغامات پہنچانے کیلئے ہرکارے مقرر کیئے گئے تھے محکمہ ڈاک کے افسروں کو آدمی اور گھوڑے دیئے گئے تھے جن کی نگرانی میں متعدد ڈاک چوکیاں مقرر تھیں۔

۸۵۲ء میں اسپین میں قحط سالی کے سبب سے تمام یہود اور نصاریٰ کے محصولات معاف کر دیئے گئے ہر قوم کے محتاجوں کو بادشاہی کام میں لگایا گیا متعدد حوض تالاب اور نہریں اس لیئے

بنوائی گئیں کہ آئندہ خشک سالی کا خیال بھی نہ رہے۔ جو کارڈوا میں اس کثرت سے پانی کے نل پھیلا دیئے گئے کہ ان کے ذریعہ ہر جگہ ہر گھر ہر مسجد ہر باغ پانی سے لبریز کیا جا سکتا تھا اسی ۳۵۵ھ میں تمام اسپین کی سڑکیں سنگین اور ساحل دریا پر عوام کی تفریح کے لئے سیر گاہیں بنوائی گئیں تاوان اہل مدارس شفاخانے اور حمام تعمیر کرائے گئے بوسیدہ پلوں کی مرمت کی گئی ۳۳۸ھ میں خود عبداللہ کی ولیعہدی کی خوشی میں خلیفہ نے تمام امراء کو قیمتی گھوڑے زرہ جوشن عطا کئے اور قلمرو اسپین کے محتاجوں کو اتنی خیرات تقسیم کی کہ تمام دولتمند بن گئے۔

کارڈوا کے مسلمانوں کی معاشرت تکلف اور زیبائش میں فرانس اور اٹلی کے باشندوں کی طرح تھی مگر فرق اس قدر تھا کہ اہل اسلام کا زیادہ تر وقت علوم و فنون کی خدمت میں صرف ہوتا تھا اس کے علاوہ انہیں گھوڑے کی سواری باز کا شکار اور شطرنج کا بہت شوق تھا عرب سے پیشتر آب رسانی کے طریقے بہت غیر ممکن ہوتے تھے مگر مقلاص بانی بغداد نے بغداد کی گلی گلی میں پانی کے زمین دوز نل لگوائے اور سلطان عبدالرحمن نے اسپین کے شہروں کو پانی کے نلوں سے سیراب کر دیا اس خلیفہ کے ایام حکومت میں صنعت و حرفت کو بہت ترقی ہوئی چنانچہ کارڈوا اور ٹولیڈو کی تلواریں دمشق کی تلواروں سے بہتر سمجھی جانے لگیں۔

اور مدت تک دیگر ممالک کی تلواروں سے انہیں کافی امتیاز حاصل رہا چمڑے کی دباغت کا وہ خاص طریقہ جو افریقہ میں مروج تھا وہ بھی کارڈوا میں مسلمانوں نے جاری کیا اور تمام دنیا یہاں کے نرم چمڑے کے جوتے اور موزے پسند کرنے لگی۔

مسلمانوں کی یہ ترقی محض سرزمین اسپین ہی کے لئے خاص نہ تھی بلکہ خاندان عباسیہ نے جب اپنا دارالخلافہ بغداد کو قرار دیا تو اس مقام کو فقط دارالعیش ہی نہیں بنا دیا بلکہ وہ علوم و فنون کا سرچشمہ بن گیا وہاں یونان کی کتابیں جمع کی گئیں اور رعایا کو اس کی تعلیم کا شوق دلایا وہاں کے لوگوں کا یہ اصول تھا کہ جب ہم خدا کی برگزیدہ مخلوق ہیں تو ہمیں اپنی جانوں کو قوائے مدرکہ اور علوم و فنون کی ترقی میں قربان کر دینا چاہئے۔

سنہ ۹۷۳ء میں الحکم نے جو شاہی کام کیے اُن میں ممتاز ترین یہ کام تھا کہ اس نے اپنی قلمرو کی پیمایش اور مردم شماری کرائی اس کی حکمرانی میں چھ دارالامارت تھے اسی آباد اور سرسبز شہروں پر اسکی شاہنشاہی کا جھنڈا لہلہاتا تھا تین سو نیم آباد شہر بے انتہا مواضع اور دیہات اس کی حکومت میں شامل تھے صرف "گیوڈل کیبویر" کی نہر سے بارہ ہزار آراضیات سیراب ہوتی تھیں اس کے زمانہ حکومت میں کارڈوا کی آبادی دو لاکھ مکانات چھ سو مساجد پچاس شفاخانے اسی عام مدارس نوے حماموں پر مشتمل تھی سلطنت کی آمدنی ایک کروڑ بیس لاکھ مثقال طلائی تھی اس میں وہ روپیہ شامل نہیں تھا جو بذریعہ جنس پیداوار کے وصول ہوتا تھا۔

سونے کی کانوں سے بھی بہت روپیہ وصول ہوتا تھا جائن - بلاجی - اروجی اور مغربی اسپین کی کانیں جملہ اس کے دست اختیار میں تھیں "ملاغہ" اور بیجا کی یاقوت کی کانیں "انڈالوشیا" کی مونگے کی کانیں اس کے حدود حکومت میں شامل تھیں دریائے "تاراگونہ" کے متجلی موتی اسی کے اکلیل سلطنت کی زیب و آرایش تھے کاشتکاری اور تجارت کی گرم بازاری تھی ممالک گرنیڈا مرسیا - والنشیا اراگون میں آبپاشی کی نہریں تراشی گئیں اکثر مقامات پر حوض تعمیر کیے شہروں میں دو رویہ درخت لگائے گئے

غرضکہ عبدالرحمن اعظم کے خاندان نے دو سو چہتر سال ۱۰۳۱ء تک بڑی کامیابی سے سلطنت کی اور ایسے ظلمت بدوش زمانہ میں جب کہ تمام یورپ جہالت اور وحشت میں ڈوبا ہوا تھا مگر یہ وہ خاندان ہے جس نے یورپ کو علم و ہنر کا سرچشمہ بنا دیا ہر خلیفہ علم دوست ہوتا تھا تعصب کا نام و نشان نہ پایا جاتا تھا ان کا مقصد وحید رعایا کا امکانی عروج ہوتا تھا چنانچہ کارڈوا کے ایک مدرسہ کا معلم ایک یہودی "ربی موسیٰ" مقرر تھا الحکم اس کا اتنا احترام کرتا تھا کہ جب وہ جانے لگا تو اسے بہت سے مواعید اکرام پر آسے کارڈوا میں ہی رہنے پر مجبور کیا۔

علوم یونانی کو زائد تر الحکم کے زمانہ میں ترقی ہوئی اس نے بہت سی یونانی تصنیفات کا عربی میں ترجمہ کرایا مسلمان طالب علم ارسطو - افلاطون - اقلیدس - اپالونیس - بطلمی - ہپاکریٹس - گیلن کی تصنیفات سے اچھی طرح واقف ہوگئے یہاں کے ہر مدرسہ میں فلسفہ ارسطو پڑھایا جانے لگا اور انہیں مدارس کے ذریعہ

فلسفہ کی تنویریں یورپ کی تاریک سرزمین پر چمکیں اور ایسی چمکیں کہ اس کو بھی اپنی علم بار تجلیوں سے جلوہ زار انوار بنادیا اور وہ یورپ جس نے علم ہندسہ جبر و مقابلہ ہیئت کا نام تک بھی نہ سنا تھا وہاں ان علوم کا تعلیمی سلسلہ شروع ہوگیا۔

سلسلۂ نظام شمسی اسپین میں تیار ہوا حکمائے متقدمین کی غلطیوں کی اصلاح کی گئی نجوم اور طب کو اس قدر ترقی حاصل ہوئی کہ دور دور سے مریض وہاں علاج کے لئے آنے لگے۔

دو اور آل بیطار" جو علم نباتات کا زبردست ماہر تھا اس نے نفس نباتات کی تلاش میں افریقہ ایران اور ہندوستان کے کوہ و بیابان چھان ڈالے۔

کیمسٹری اور علم کیمیا کو اسپین میں کامیابی ہوئی سب سے پہلے مسلمانوں نے عرق کھینچنے کی مشین بنائی اور جڑی بوٹیوں سے صحت بخش دوائیں ایجاد کیں نیچرل فلاسفی (علم طبیعات) میں انتہائی کمال حاصل کیا۔

غرضکہ اتنی مدت تک کارڈوا اور سیویل کے مدارس قائم رہے کہ اسپین صدیوں تک علم و فن کا سرچشمہ بنا رہا چنانچہ گیارہویں صدی تک یہاں اشتغال علمی میں وہی ابتدائی سرگرمیاں پائی جاتی تھیں اس صدی کے ابن رشد اور ابن زہر دو مایہ ناز فلسفی ہیں ان دونوں بزرگوں کا علم و فن پر بڑا احسان ہے ابن رشد نے فلسفہ ارسطو کے دیگر تراجم عربی زبان میں کیے اور ابن زہر نے دوا سازی، جراحی اور علم طب کی ترقی کا بہت کچھ سامان مہیا کیا۔

مذکورہ خاندانوں کے علاوہ بہت سی اور ایسی اسلامی قومیں ہیں جن کا اس سلسلہ میں ذکر نہ کرنا سراسر بے ایمانی ہوگی جب خاندان مرابطین نے اپنی فتحمندی کے جھنڈے پرتگال میں گاڑ دیئے تو وہاں کے دھندلکے میں بھی آفتاب علم کی کرنیں ضیا نوازیاں کرنے لگیں اس خاندان میں سلطان عبدالمومن ممتاز ترین شخصیت رکھتا تھا اس کے اقبال نے تمام پرتگال اور افریقہ کو مسخر کرلیا اُس نے جبرالٹر کی چوٹیوں پر پہنچکر ایک حصار بنانے کا حکم دیا جو آج تک اس کی فتحمندی کی یادگار رہے یہ وہ اولوالعزم حکمراں ہے جسکی کثرت فوج کے متعلق مورخین لکھتے ہیں کہ جس قدر فوجیں اس نے فراہم کی تھیں اُنکی کثرت کا یہ عالم تھا کہ اسپین کے تمام چشمے انکی تشنگی رفع کرنے کے لئے کافی نہ تھے اور انکے قدموں کی آوازوں سے

زلزلے پیدا ہو جاتے تھے اس کے ایام حکمرانی میں مراکو مرکز جہالت بنا ہوا تھا مگر اس نے وہاں مدارس قائم کیے ان کے اخراجات کے لیے اوقاف مقرر کیے قابل اور ہونہار طلبا کو انعامات دیتے جاتے تھے فنون کے لیے جداگانہ انتظامات کیے بہت سی لڑائی میں استعمالی مشینیں اس کی نگرانی میں تیار ہوئیں۔

اس کا زمانہ بڑا زیب و آرائش کا زمانہ تھا مسجدوں میں ہر نمازی کے لیے بیش قیمت چوکیاں ہوتی تھیں جنہیں وہ جہاں چاہتے تھے رکھ لیتے تھے سرکانے میں کوئی صدائے پنہاں بھی پیدا نہ ہوتی تھی ہر چوکی کے چھ ٹکڑے ہوتے تھے جو تہ کیے جا سکتے تھے اُن کے قبضے پہیوں کی طرح استعمال ہوتے تھے خود بادشاہ کے لیے ایک منبر بنایا گیا تھا جس کی آرائش میں بہت اہتمام کیا گیا تھا یہ ممبر اور چوکیاں ایسی علم ہندسہ کے مطابق بنائی جاتی تھیں کہ انسان اُن میں داخل ہو کر بھی اُنہیں وہاں سے ہٹا سکتا تھا جب بادشاہ منبر پر چڑھنے لگتا تو رفتہ رفتہ اس کا دروازہ کھلنا شروع ہو جاتا تھا مگر اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بالکل بند ہو جاتا تھا۔

ان تمام چیزوں کا موجد ”الحاض“ تھا جو سرکاری چکیوں اور جنگی مشینوں کی ایجاد پر مامور تھا یہ وہی جلیل القدر اسلامی انجینیر ہے جس کی جبر الٹر پر بنائی ہوئی عمارتوں کو آج تک انقلابات عالم نہیں مٹا سکے۔

خاندان مہدیہ بھی اس سلسلہ میں دنیا کے شکریہ کا مستحق ہے عدالت سیویل میں شہزادہ یوسف مہدی حاکم اسپین نے ایک جلیل القدر دیوان تعمیر کرایا جس کا ایک حصہ آج تک اس کے مذاق اور جاہ و جلال کی تصدیق کرتا ہے یعقوب المنصور مہدی نے ”زار اغوزہ“ میں علاوہ اسلامی مدارس کے ایک عیسائی اسکول بھی قائم کیا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ خاندان علم کی کس قدر غیر جانبدارانہ حیثیت سے اشاعت کرتا ہو گا۔

خلفائے فاطمیہ مصر بھی اشاعت علوم میں خاندان عباسیہ کے ہمدوش رہے انکے کتب خانے میں ایک لاکھ قلمی نسخوں کا گراں بہا سرمایہ موجود تھا جن کی جلدیں نہایت پاکیزہ اور خوبصورت بنائی گئی تھیں اور یہ عظیم الشان کتب خانہ قاہرہ کے طلبا کیلئے وقف تھا لیکن خاندان بنی امیہ نے

سکارڈو امیں علم وفن کو جس عروج تک پہنچایا وہ ان تمام خاندانوں سے زیادہ تعجب ناک ہے۔

۹۳۶ء میں عبدالرحمن ثالث نے قصر الزہرہ کی بنیاد ڈالی جو اس زمانہ کی صناعی کی بہترین مثال ہے اس محل کے چاروں طرف ایک وسیع سبزہ زار محیط تھا جسکی آوارہ کہتوں نے اس گل زمین کو شام نواز خوشبوؤں سے مشک کدۂ ختن بنا رکھا تھا غنچوں کے ابتسام نے یہاں اجتماع تبسم کی کائنات پیدا کر دی تھی اس عمارت میں چار ہزار تین سو سنگ مرمر کے منقش ستون نصب تھے فرش بھی مرمریں اندرونی دیواروں پر بھی سنگین سلیں نصب تھیں بڑے کمروں میں فوارے لگے ہوئے تھے جسکو ستارہ رنگ قطرے جب اپنی ارتعاش لطیف میں ڈوبے ہوئے کہکشانی حوضوں میں گرتے تھے تو کیف نگاہ کی دنیا ان میں جلوہ بار نظر آتی تھی خلیفہ کے کمرے میں زبرجد کا حوض تھا جس میں فوارے کی بجائے ایک طلائی راج ہنس کی چونچ سے پانی نکلتا تھا اس پر ایک گنبد نما سائبان لگا ہوا تھا جسمیں یواقیت وجواہرات کی لڑیاں آویزاں تھیں محل کے قریب باغات تھے جہاں ثمردار درختوں کی قطاریں اپنے وجد بدست میں ڈوبی نظر آتی تھیں نہروں کا پیچیدہ سلسلہ اس خوبی سے تراشا گیا تھا کہ عمارتوں کا نقصان نہیں ہوتا تھا وسط باغ میں ایک بلند چبوترہ تھا جہاں سے تمام باغ کا بہشت افروز منظر پیش نظر ہو جاتا تھا یہاں ایک چتر دار برج بنا ہوا تھا جسکے ایک چھوٹے سے حوض میں سیمابی فوارہ اپنے مرتعش قطرات آب سے تخلیق لآلی میں مصروف تھا یہاں کے تمام پردے اور چلمنیں سنہری کلابتوں کی بنی ہوئی تھیں جہاں خلیفہ کے ایام بہار وخزاں کی قیامگاہ تھی وہاں اعلیٰ افسروں کی جماعتیں باری باری سے آکر پہرہ دیتی تھیں۔

دوران سفر میں خلیفہ کے ساتھ شاعروں اور فلاسفروں کی ایک جماعت ہمراہ رکاب رہتی تھی اس کے علاوہ ایک شاہی کتب خانہ و ورزش اور شکار کے تمام لوازمات بھی ساتھ ہوتے تھے عبدالرحمٰن ثالث کے زمانہ میں ہر عمارت پر بانی اور معمار کا نام کندہ ہوتا تھا اس کے زمانہ میں مسجد اعظم کارڈوا کا منظر اس قدر فردوس نواز تھا کہ نگاہوں کو جنت کا دھوکا ہو جاتا تھا تمام روشیں سبز تھیں تمام سڑکیں بھی سبز سنگریزوں سے انبودہ تھیں لب جو پھولوں کے ڈھیر پڑے رہتے تھے

نارنج اور کھجور کے درختوں کے سایہ میں کیفیتوں کی دنیا پوشیدہ معلوم ہوتی تھی۔

اس خلیفہ کے زمانہ میں فن معماری کو بڑی ترقی ہوئی بروج اور محرابیں سبک مکانات بلند نہر اور نالیاں کشادہ بنائی جانے لگیں فن نقاشی اور خوشنویسی میں مرد و عورت نے برابر کمال پیدا کیا چنانچہ وہ عائشہ مصاحبہ خلیفہ" بہت بڑی خطاط تھی اس کے پاس ایک کتب خانہ تھا جسمیں تمام کتابیں اسی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں اور بہت سی کتابیں اپنے خود لکھ کر خلیفہ کو بطور ارمغان پیش کی تھیں۔

کارڈوا کے محلوں میں علمی مجالس اور انجمنیں قائم تھیں جہاں شام کے وقت ہر فرقے اور قوم کے آدمی جمع ہوتے تھے علیلی ابن اسحق کے مکان پر علوم طبیعات ہندسہ اور ہئیت کے شیدائیوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ خلف ابن عباس کا گھر علم وفن کا مرکز خیال کیا جاتا تھا یہ دونوں شخص خلیفہ کے طبیب اور بڑے فیاض تھے ان کے گھروں کے دروازے محتاجوں اور غربا کے لئے ہر وقت کھلے رہتے تھے احمد ابن سعید کی مجلس مدرستہ العلوم سمجھی جاتی تھی یہاں شاعری فصاحت وبلاغت اور فقہ پر مباحثے ہوا کرتے تھے بڑے بڑے وزرائے سلطنت قاضی ابن ضرب کے مکان پر اکتساب علم کے لئے حاضر ہوتے تھے۔

ابن عیسیٰ نے علم جغرافیہ پر ایک بڑی کتاب لکھکر خلیفہ الحکم کو پیش کی اس میں بہت سے شہروں کے حالات اور سفر کی بلد مندرج تھا اس زمانہ میں ابو ریحان اپنے سفر سے واپس آیا یہ وہ شخص ہے جس نے محض جغرافیہ کی خاطر چالیس برس تک دنیا میں بیابان نوردی کی اور واپسی پر اس کی ہمراہ جغرافیہ کی ایک ایسی نادر کتاب تھی جس کے سامنے بڑی سے بڑی جغرافیہ داں قوم سرنگونی پر مجبور ہو جاتی تھی اس زمانہ کی عورتیں بھی علم دوست اور قابلہ ہوتی تھیں چنانچہ سلطانہ رضیہ بنت الحکم کو تاریخ اور جغرافیہ کا اس قدر شوق تھا کہ اس کے لئے ایسی کتابوں کا ایک بہت بڑا کتب خانہ جمع کیا گیا۔

مریم بنت ابو یعقوب نے سیویل میں ایک زنانہ مدرسہ جاری کیا تھا عرب کے مورخ لکھتے ہیں کہ اس مدرسہ سے ہر سال ہزارہا مہذب اور صاحب کمال لڑکیاں نکلتی تھیں جنھوں نے

علم کی نشو و نما سے انسانوں کے دلوں کو جلوہ زار طور بنا دیا تھا۔

الحکم کے کتب خانے کیلئے مصر افریقہ سیریا عراق و عجم میں لوگ مقرر تھے جو کتابیں جمع کر کے دار الخلافہ میں پہنچا دیا کرتے تھے الحکم نے تمام دنیا کے علما کی کتابوں کی نقلیں اور تراجم تمام اہل عرب کے نسل ناسے جمع کرائے خود خلیفہ نے ابو الفراغہ سے کتابوں کی نقلوں کی درخواست کی بہت سے کاتب محض کتابوں کی نقل کے لئے بغداد میں مقرر ہوئے۔

الحکم کے کتب خانے میں تمام کتابیں ترتیب سے لگی ہوئی تھیں ہر حصے پر تختے لگے ہوئے تھے جن سے کتابوں کے موضوع کا پتہ لگ جاتا تھا۔ ٹائیٹل پیج پر مصنف کتاب کا نام اس کا وطن قبیلہ تاریخ پیدائش و وفات درج ہوتی تھی اس کتب خانہ کی مکمل فہرست چالیس ضخیم جلدوں پر مشتمل تھی ہر شخص ان کتابوں کو استعمال کر سکتا تھا علما وہاں جا کر ان کا مطالعہ کرتے تھے اپنی تصانیف دوسرے کو سناتے تھے اور دوسروں کے سیر و سفر کے حالات خود سنتے تھے ان مقامات سے ہزارہا انسانوں کے ایسے گمنام کارنامے دنیا کے کان سنتے تھے جنہیں امتداد زمانہ بالکل مٹا چکا تھا۔

مگر تعجب ہے کہ اس روشنی کے زمانہ میں عیسائی قوم علم سے اس قدر نا آشنا تھی کتابوں کی اس قدر اس قوم میں قلت تھی کہ سینٹ جروم کے ناموں کی نقل ایک بائیبل کا وجود تھا جو باری باری سے مانسٹریونیس کا م آتی ہے اور ایک مذہبی کتاب کی جب یہ حال ہو تو دیگر علمی کتابوں کی حالت معلوم

اسپین میں مسلمانوں کے خانگی طریقے

تمام آدمی طلوع آفتاب سے پیشتر اٹھتے تھے غسل و طہارت نماز و وضو سے فارغ ہو کر ناشتہ ہوتا تھا جو زیادہ تر فواکہات پر مشتمل ہوتا تھا پھر اپنے کام کاج میں دوپہر تک مشغول رہتے تھے پھر کھانا کھانے کے بعد خرما انجیر اور دیگر میوہ جات کے عرقیات استعمال کئے جاتے تھے دوپہر کی گرمی میں ہر ادنیٰ اعلیٰ آرام کرتا تھا امرا باغات کے سرد برجوں میں جا کر گرم وقت گذارتے تھے پھر اگر وقت ملتا تو کتابوں کا مطالعہ کرتے مگر خلفا اور وزرا خاص خاص امور سلطنت کا انصرام

فیصلہ کیا کرتے تھے پھر شام کے وقت تفریح کے لئے میدانوں چراگاہوں میں جاتے تھے جوان آدمی ورزش کے طور پر شام تک کھیلتے تھے پھر بعد نماز مغرب کھانا کھاتے تھے مسلمانوں کا یہ کھانا عموماً مجلس کے ساتھ ہوتا تھا خوش مذاق احباب اور علما کی شرکت بھی اس میں ضروری ہوتی تھی کھانے کے بعد شطرنج اور پھر شربت پر اس محفل کا خاتمہ ہو جاتا تھا۔

عورتیں ایسے موقعوں پر بالکل نظر نہ آتی تھیں مگر شریف زادیاں بازار اور مساجد میں جا سکتی تھیں ان کے بیٹھنے کے لئے مخصوص مقامات ہوتے تھے عورتیں اپنے والد اور شوہروں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر شکار بھی کر سکتی تھیں مگر غیر آدمی انکی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتے تھے بڑے بڑے جلسوں اور مصنوعی لڑائیوں میں شریف زادیاں جا کر سپاہیوں کو انعامات تقسیم کرتی تھیں جاڑوں میں شام کے وقت ہر گھر میں جلسے ہوتے تھے ٹولیڈو کا ہر عالم آدمی اپنے مکان پر تیس چالیس علما کو جمع کرتا تھا نشست کے کمرے میں قد آدم انگیٹھیاں رکھی رہتی تھیں دیواروں پر منقش اور دھاری دار پردے پڑے رہتے تھے یہاں حدیث و آیات قرآنی اور جدید اشعار سنائے جاتے تھے ان پر مناظرے ہوتے تھے دوران گفتگو میں عطر تقسیم ہوتا تھا مہمانوں پر گلاب چھڑکا جاتا تھا پھر دستر خوان بچھایا جاتا تھا جس پر رنگا رنگ کھانے ہوتے تھے کھانے کے بعد مکھن پنیر اور میوے تناول کئے جاتے تھے اسکے بعد لیموں اور دیگر میوہ جات کے ہاضم شربت پئے جاتے تھے۔

خانگی جلسوں میں بعض مرتبہ بربط بین اور ستارہ بجایا جاتا تھا شادی اور بیاہ کے طریقے بھی بہت مہذب تھے چنانچہ عبدالملک ابن المنذر کی شادی کا واقعہ مشہور ہے کہ عروسی کے دن دلھن کی عزیز و قریب لڑکیاں ہاتھی دانت اور طلائی چھڑیاں لئے ہوئے تمام دن حجلہ عروس کی نگہبانی کرتی رہیں شام کیوقت دولھن کو دولھا کی طرف سے ایک عصائے مینا کار بھیجا گیا "باغ المهدیہ" میں تمام رات چراغاں رہا شفاف چشموں اور جھیلوں کی کشتیوں پر مبارکباد کے ترانے گائے گئے شعرا کو انعام ملے دولہا کے ساتھیوں کو پوشاک اور ہتھیار عطا کئے گئے تمام شفاخانوں کو خیرات سے مالا مال کر دیا گیا دولہن کی طرف سے ان کنواری لڑکیوں کو بیش قیمت جہیز دیئے گئے جو یتیم تھیں جن کا

اسکی تعمیر کے لئے بڑے بڑے انجینیر دور دراز ممالک سے بلائے گئے منصور نے بلاد اطالیہ سے سنگ مرمر قند کی برابر تول کر خریدا کیونکہ اس کی حدود حکومت میں ہزاروں ایکڑ پر شاہی طور سے گنّے کی کاشت کا کام جاری تھا کاریگر اور معماروں کی اتنی تعداد تھی کہ عمارت کے پاس انکی آسایش کے لئے سیکڑوں دوکانیں کھولی گئیں منصور نے اتنی دریا دلی سے روپیہ صرف کیا کہ کاریگروں کے خاندانوں کی تنخواہیں مقرر کردیں تاکہ وہ اطمینان سے کام کرسکیں مورخین کا اتفاق ہے کہ شان و شوکت میں تمام دنیا کی عمارتیں اس کے مقابلہ میں ہیچ تھیں عمارت تمام سنگ مرمر و سنگ سیاہ کی تھی جا بجا طلائی گلکاری کی گئی تھی ہر ایوان میں شفاف نہروں کا پانی جاری تھا دیواروں پر مناسب و موزوں اشعار منقوش تھے۔

مراکش کے باغ ثمرہ کی منصور نے تجدید کرائی اس باغ کا طول تقریباً تین میل اور عرض بھی اسی قدر تھا ہر طرف نہریں جاری تھیں کوئی پھل دار درخت ایسا نہ تھا جو اس میں نہ اگایا گیا ہو ھ میں اس باغ کا زیتون اور پھل تیس ہزار دینار پر فروخت ہوا تھا۔

مصر

مسلمانوں کا سب سے بڑا دار العلوم جامع ازہر اور اس کی یونیورسٹی ہے اس کو قائم ہوئے تقریباً ایک ہزار برس ہوئے ابتدا میں جو علوم پڑھائے جاتے تھے وہ آج تک پڑھائے جاتے ہیں مگر مارچ ۱۸۹۶ء سے علوم جدیدہ بھی داخل نصاب ہوگئے ہیں۔

مسلمانان مصر کی علم پروری کی اس سے زائد اور کیا روشن مثال ہوسکتی ہے کہ ایک زمانہ میں محض مصر کی آبادی میں نو ہزار مدارس گیارہ ہزار پروفیسر اور ایک لاکھ ستر ہزار طلبا تعلیم حاصل کرتے تھے ۱۹۱۴ء میں فقط جامع ازہر میں گیارہ مدارس تین سو تیس پروفیسر اور بارہ ہزار طالب علم تھے۔

۱۹۲۳ء میں مدارس مصر کا وہ نقشہ جو وزیر صیغہ اندرونی نے تیار کیا تھا اس کے مطابق تمام مذہبی۔ انجینیرنگ طبی۔ زراعتی۔ نارمل جنگی۔ ادبی صنعتی۔ تجارتی۔ زنانہ۔ دایہ گری۔ خانہ داری کے مدارس کی تعداد آٹھ ہزار نو سو تیرہ معلمین کی تعداد بارہ ہزار پانچ سو پانچ اور طلبا کی تعداد ایک لاکھ

چھیانوے ہزار چھ سو دس تھی۔

سنہ ۴۳۹ھ میں ایک شخص ساحل نیل پہ سلطانی حکم سے مقرر ہوا جو اس کے پانی کی قلت و کثرت کی اطلاع اہل شہر کو پہنچایا کرتا تھا سلطان المعزالدین اللہ کے زمانہ میں فقط شہر قاہرہ میں آٹھ ہزار سرائیں تھیں اور سلطانی محل دنیا کی خوشنما ترین عمارت میں شمار کیا جاتا تھا تمام عمارت پتھر کی تھی محل کے دس دروازے تھے ایک راستہ زمین دوز تھا جو شہر کے باہر تک اندر ہی اندر چلا گیا تھا اس محل کی وسعت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ فقط اس کے محافظین کی تعداد تیس ہزار تھی سلطانی حکم سے مصر کی ہر سرائے میں مختصر باغ لگائے جاتے تھے حرم سلطانی میں ایک تفرج گاہ بنائی گئی جہاں ہر قسم کے پھل دار درخت پائے جاتے تھے سلطان معزالدین کے باپ نے شہر کے باہر ایک خلیج بنوائی تھی جو مصر سے تراش کر قاہرہ تک لائی گئی تھی۔ دریائے نیل سے شہر میں پانی لانے کے لئے پچاس ہزار اونٹ مقرر تھے۔

مصر کے مکانات عموماً چودہ چودہ منزل کے ہوا کرتے تھے ناصر خسرو اپنے سفرنامے میں لکھتا ہے کہ میں نے ایک معتبر شخص سے سنا کہ مصر میں ایک شخص نے اپنے گھر کی ساتویں منزل پر ایک باغیچہ لگا رکھا تھا جہاں اس نے ایک گائے کا بچہ پال رکھا تھا بہت سے نارنج و ترنج اور پھل دار درخت یہاں لگے ہوئے تھے۔

مصر میں قدیم زمانہ میں سات جامع مسجدیں تھیں جنہیں سے باب الجوامع کا بانی عمرو عاص عامل امیر معاویہ تھا اس مسجد کی محرابی دیواریں تمام سنگ مرمر کی تھیں اور انپر خوبصورتی سے تمام قرآن کریم منقش تھا مسجد کے چاروں طرف بازار تھا شمالی بازار کا نام سوق القنادیل تھا سیاحوں کا اتفاق ہے کہ دنیا میں اس سے زائد دولت مند بازار نہیں دیکھا گیا مسجد میں ہزاروں سرو چراغاں نصب تھے فقط ایک چراغدان میں سات سو بتیاں جلتی تھیں اس چراغدان کا دور اس قدر بڑا تھا کہ مسجد کے عظیم الشان پھاٹک میں نہ آ سکتا تھا۔

مصر میں مٹی کے برتن نفاست میں زبرجد کی طرح ہوتے تھے جس طرف سے اُنکو دیکھا جاتا

دوسرا رنگ نظر آتا تھا۔

معز الدین کے زمانہ میں نیل کا پل چنیس کشتیوں پر بنا ہوا تھا۔

ایران

زمانہ قبل ایران کا مذہب زرتشتی تھا دولتمند غریبوں کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے صوبوں کے گورنر عموماً آتش پرست ہوتے تھے جو دوسرے مذاہب پر ہر شرمناک ظلم و تشدد کرنے کو برا نہ سمجھتے تھے جب خسرو ثانی کے عہد میں ایران کو رومیوں سے شکست ہوئی تو اس نے ملک کے عیسائیوں پر وحشیانہ ظلم شروع کئے یہی سبب تھا کہ دوسرے فرقے زرتشتی مذہب سے نفرت کرنے لگے اسی زمانہ میں آفتاب اسلام تمام دنیا کو تہذیب و تمدن کی شعاعوں سے متجلی کر رہا تھا ایران کی قوموں پر اس کے عدل و انصاف کے احکامات نے کامیاب تسلط حاصل کر لیا اور یہ قومیں بھی اسلام کی مساوات، ہمدردی، اخوت، اور انسانیت سے اکتساب فیض کرنے لگیں زرتشتی مذہب نے جامۂ اسلام زیب تن کر لیا اور پھر یہاں سے اسلامی چشمے ابلے اور ماوراء النہر کابل اور بخارا کے تشنہ کامان مذہب کو سیراب کر دیا۔

ایران کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو ہم دیکھیں گے کہ علم و فن کے جس قدر اسلامی ماہرین اس سرزمین سے پیدا ہوئے فلسفہ و منطق کی جتنی مایۂ ناز ہستیاں اس کے آغوش میں مصروف خواب ہیں جتنے محققین نے اس سرزمین سے خروج کیا جتنا ادب جس قدر شاعری جس قدر تلاطم تخیل اس کے دریائے نطق میں پایا جاتا ہے دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے وہ بڑے بڑے محقق جن کے نام و نمبر ہماری گردنیں جھک جاتی ہیں وہ محترم نفوس جنکی بلندی عروج تک ہمارا وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا وہ علم و فضل کے مجسمے جنکے اجتہادات نے افلاطونی و ارسطاطالیسی تحقیقوں کو پس پشت ڈالدیا وہ عالمگیر حکمراں جنکے آغوش تربیت میں دنیا کی بیشتر قومیں رہین پرورش رہ چکی ہیں وہ اسی خطۂ ایران اسی سرزمین عجم کے ہونہار فرزند تھے۔

چین

چین میں بھی مسلمانوں نے تہذیب و تمدن کی روح پیدا کی وہاں کا ذرہ ذرہ فیوضات اسلام سے رنگین ہو گیا ۱۲۵۹ء میں ریاضی اور ہیئت کے

بڑے بڑے علما کا وہاں مجمع تھا جنمیں محقق طوسی بھی شامل تھا اس نے وہاں ایک رصد خانہ بنایا جسکی چھت میں ایک روشندان تھا جب آفتاب کی کرنیں اسمیں سے گذرتی تھیں تو اس کی رفتار کے درجے صاف دلویٹ نما ہو جاتے تھے ۔

قوبلائی خاں برادر ہلاکو نے جب چین کو فتح کیا تو قاہرہ کے علما کی تعداد بعض یہاں پہنچیں اور علم کی گرم بازاری ہونے لگی چین میں اسلام کے پہنچنے کے واقعات بہت دلچسپ ہیں انشاء اللہ ہم کسی دوسرے رسالہ میں انہیں قلم بند کریں گے

غزنی

محمود نے غزنی میں ایک بہت بڑے کتب خانے کی بنیاد ڈالی جسمیں مختلف زبانوں کی کتابیں موجود تھیں اس کے علاوہ نیچرل اشیا رکا ایک عجائب خانہ بنایا اس کے زمانہ میں غزنی میں انیس ہزار مدارس قائم تھے بڑے بڑے شعرا یہاں رہتے تھے علمی نقطہ خیال سے محمود کی مجلس دیگر تاجداران اسلام کی مجلسوں سے کسی طرح کم نہ تھی ۔

اکبر شہنشاہ ہند نے مذہبی تحقیقات اور سنسکرت زبان پر جسقدر روپیہ صرف کیا اس کی تعداد تمام دنیا کی مذہبی تحقیقات میں صرف شدہ روپیہ سے زیادہ ہے ۔

یورپ پر اسلامی تعلیم کا اثر

۱۳۵۳ء سے قبل یورپ کے طرز معاشرت پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ فرقہ نسواں کی حالت قابل رحم تھی ان کے کوئی قانونی حقوق نہ تھے یہ ترکہ کا دعویٰ نہ کرسکتی تھیں نہ کسی چیز کے بیچنے یا خریدنے کی مجاز رکھی تھیں اگرچہ قانون کی رو سے وہ چیز انکی ہو اور نہ کوئی قانونی معاہدہ کرسکتی تھیں ہندوستان میں بھی اگلے زمانہ میں جیسا کہ منو کے قانون سے معلوم ہوتا ہے عورتیں کنوارپنے میں اپنے باپ کے اور شادی کے بعد اپنے شوہر کے اور شوہر کی وفات کے بعد اپنے بیٹوں کے زیر اختیار رہتی تھیں اور اگر بیٹے نہوں تو دوسرے مرد واعزا نگراں ہوتے تھے محض اس بدگمانی کے باعث کہ عورتیں خود مختارانہ زندگی بسر کرنے کے لایق نہ تھیں اپنے تمام کمالات کے باوجود یونان نے اس فرقہ کے حقوق تسلیم نہیں کیے سب پرستر اور سولن کے قانون کی رو سے باپ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اگر لڑکی

اس کی مرضی کے خلاف شادی کرے تو وہ اسے فوراً قتل کردے۔

یہ اور بھی افسوسناک بات ہے کہ اسلام سے پہلے عرب شام مصر روم ایران میں عورتیں مال و دولت کی طرح سمجھی جاتی تھیں ایک مرد خاطر خواہ شادیاں کرسکتا تھا تعداد ازدواج کی کوئی مقررہ حد نہ تھی اور نہ طلاق کے کچھ قواعد تھے شادی اور طلاق مرد کی مرضی پر موقوف تھا ایک شخص متعدد طلاق دینے پر بھی عورت کو بلا سکتا تھا عورت کسی حالت میں بھی مرد کے حدود اختیار سے باہر نہ ہو سکتی تھی شادی ہر ایک عورت سے کیجا سکتی تھی بیٹا اپنی سوتیلی ماں سے شادی کرسکتا تھا خالہ پھوپھی بھانجی سے نکاح جائز تھا کئی بہنیں ایک شخص کے نکاح میں آسکتی تھیں ایرانیوں میں تو ماں بہن سے بھی نکاح منع نہ تھا خاوند کی وفات پر اس کے مال و متاع کی طرح عورت ورثا کے ملکیت ہو جاتی تھیں دنیا میں کہیں بھی عورتوں کے حقوق کا لحاظ نہ رکھا گیا تھا یہاں تک کہ انجیل نے بھی عورتوں کے بارے میں کوئی صاف حکم نہیں دیا مگر قرآن نے دنیا کو اس تاریکی سے نکالا اور ان ظالمانہ مراسم کی زنجیر کی عورتوں کو آزادی دی کہ وہ جہاں چاہیں نکاح کرسکتی ہیں چنانچہ مسٹر باسورتھ سمتھ کا بیان ہے۔

کہ اگر کسی مذہب کی سچائی پرکھنے کے لیے اس امر کو معیار قرار دیا جائے کہ اس نے اس زمانہ کی حالت کے موافق عورتوں سے کیا رعایت کی اور ان غربا اور مساکین اور مظلوم لوگوں کے لیے کیا کیا تو محمد کا مذہب بے شک اس کی برداشت کرسکتا ہے نبی عربی نے ان دونوں باتوں کے لیے جو قانون بنائے وہ مشرکین بلکہ بعض حالتوں میں یہودیوں کے طریقہ سے کہیں عمدہ تھے۔

عورتوں پر ایک ظلم اور یہ تھا کہ ان کو اپنے والدین و اعزا و اقارب کے ترکہ سے حصہ نہ دیا جاتا تھا کہ دنیا کی اور کوئی چیز عورت کی ملکیت ضروری نہیں سمجھی جاتی تھی مگر قرآن نے عورتوں کا حصہ مقرر کیا ایرانیوں میں تو عورت کی حیثیت اپنے باپ کے گھر باندیوں کی سی تھی انہیں نابالغ لڑکیوں کے پیچھے کا استحقاق تھا مگر اسلام نے دنیا کی اس عالمگیر تاریکی کے متعلق یہ صدا سے بلند کی۔

ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف و للرجال علیهن درجة و الله عزیز حکیم + و اتوهن اجورهن بالمعروف + و للرجال نصیب مما اکتسبوا و للنساء نصیب مما اکتسبن۔

چنانچہ سرجان ولیم ڈریپر نے اپنی کتاب یورپ کی علمی ترقی میں اعتراف کیا ہے کہ عورتوں کے متعلق عربی طرز معاشرت بہت قابل احترام ہے۔

طلاق بعض موقعوں پر سخت ضروری چیز ہے اگر طلاق کا سلسلہ موجود نہ ہو تو غیر موافقت کی حالت میں عورت اور مرد کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑے چنانچہ یہ وہ ضرورت ہے جس نے یورپ کو بھی اپنی اہمیت کا احساس کرا کر چھوڑا جان ملٹن نے ایسی صورت میں جب مرد اور عورت کی موافقت غیر ممکن ہو جائے انجیل سے طلاق کا حکم ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر اسلام نے بغیر ہماری کوششوں کے اس کے متعلق احکامات نہایت مناسب جاری کیئے۔

چنانچہ اسلام میں طلاق جائز ہے مگر یہ بھی نہیں کہ ہر مسلمان اپنی عورت کو طلاق دیسکتا ہے بانی اسلام کا حکم ہے کہ طلاق خدا کے نزدیک سب سے ناپسند چیز ہے مرد کو عورتوں کی کج خلقی پر صبر کرنے اور سلوک اور احسان کی تاکید کی ہے اور عورتوں کو مرد کی اطاعت اور خیر خواہی کا حکم دیا ہے ان صورتوں میں طلاق کی ضرورت نہیں رہتی لیکن اگر پھر بھی کوئی سخت ضرورت ہو تو طلاق کا بھی حکم دیا گیا ہے مگر ان شرائط سے مقید کر دیا ہے کہ فلسفہ اسلام کی جامعیت حکمت کا اندازہ پورے طور سے لگ سکتا ہے طلاق کا حکم ایام طہر میں ہے ایام حیض میں طلاق کی ممانعت ہے کیونکہ ممکن ہے کہ حیض کا تنفر طلاق کا سبب ہو۔

ایک بار تینوں طلاق نہ دے ممکن ہے کہ ایام عدت میں وہ شکر رنجی دور ہو کر شگفتگی پیدا ہو جائے مگر تیسری طلاق پر معلوم ہو جاتا ہے کہ اب موافقت غیر ممکن ہو گئی ہے لہذا اب نہ رجعت ہو سکتی ہے نہ نکاح مگر جب تک کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ ہو جائے اور وہ طلاق نہ دیدے۔ اس صورت میں گوناگوں حکمتیں مستتر ہیں کیونکہ کوئی ایسا آدمی نہیں جو اپنے زندگی میں اپنی عورت کو کسی دوسرے کا منکوحہ اور ہمبستر دیکھ سکے لہذا ہر مرد اس صورت میں اس طلاق سے پرہیز کریگا جس کے بعد مذکورہ شرائط پر نکاح ہو سکتا ہو۔

ان ابغض الحلال عند اللہ طلاق سے بھی طلاق کی مذمت پائی جاتی ہے۔

پہلے منکوحہ عورتوں کی طرح اور عورتوں کو بھی رکھنا جائز خیال کیا جاتا تھا اجرات دیگر عورت کو رکھ لیا جاتا تھا اسلام نے ان شرمناک افعال کی بالکل ممانعت کر دی۔

والمحصنٰت من النساء ما ملکت ایمانکم کتب اللہ علیکم اور دوسری منکوحہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں مگر جو جنگ میں تمہارے قبضے میں آجائیں تم پر یہ اللہ کا تحریری حکم ہے کثرت ازدواج کی بھی اسلام نے ممانعت کی کیونکہ قدیم زمانہ میں کثرت ازدواج کی کوئی حد نہ تھی مگر اسلام نے اس حکم میں بھی بڑی قیدیں لگائیں ہیں وان خفتم الا تقسطوا فی الیتٰمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی وثلٰث وربٰع ہ وان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم تاریخ پتہ نہیں دیتی کہ اسلام سے پہلے کسی اور مذہب یا قوم نے اس قابل رحم فرقہ کے احساسات کا احترام کیا ہو۔ دنیا نے اس کثیر التعداد مخلوق کو محض شہوت رانی کا ذریعہ سمجھ رکھا تھا جیسا کہ یورپ کے "تارک الدنیا راہبوں کے" تذکروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکی شہوت پرستیوں نے تقریباً ڈیڑھ لاکھ باکرہ لڑکیوں کی عصمت دری کی اور دنیا نے اس شرمناک واقعہ کے خلاف کوئی صدائے احتجاج بلند نہیں کی یہ تو یورپ کے خدا پرست فرقہ کا اعمالنامہ ہے خدا جانے بازاری لفنگوں نے ان معصوم ہستیوں پر کیا قیامتیں ڈہائی ہونگیں

اگر بے عزتی کا سلسلہ فقط عام عورتوں تک محدود رہتا تو چنداں قابل افسوس بات نہ تھی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا نے بعض اولٰی وطن پرست اور قابل احترام عورتوں سے بدسلوکیاں کیں کہ آج اس قوم کی دامن عزت سے اس بیحیائی کا داغ کسی کوشش سے بھی نہیں چھوٹ سکتا۔

فرانس کی مظلوم حامیہ وطن جون اوف آرک کی خونچکاں سرگذشت پر نظر ڈالو جسکی زندگی کا ہر لمحہ انسانوں کو خون کے آنسو بہانے پر مجبور کرتا ہے۔

پندرہویں صدی عیسوی کے آغاز میں جب مملکت فرانس کی حالت سخت قابل افسوس تھی اور چارلس ششم بالکل فاتر العقل اور مجنون ہو گیا تھا اس محترم عورت نے سرزمین ڈومری جو دریائے لورین کے کنارے آباد ہے خروج کیا ابتدا میں یہ اپنے باپ کی بکریاں چراتی تھی ابتدائے شباب میں اپنے وطن کی ہمدردی اور انگریزوں کے مقابلہ کی ہوس سر میں سمائی۔

گو ماں باپ نے اسے اس خیال سے روکا مگر اس نے ان باتوں کی ذرا بھی پروا نکی اور مردانہ لباس پہنکر تنہا خدا کے بھروسہ پر اسنے اپنے ماں باپ کے گھر کو الوداع کہی اور شہر شنیون میں پہنچکر چارلس کو اپنے آنے کی اطلاع دی اور کہلا بھیجا کہ میری کوششیں شہر آورلیان سے انگریزوں کے محاصرہ کا خاتمہ کر دیں گی اور میرے ہاتھ مقام رائن میں آپکے سر پر تاج شاہی رکھیں گے۔

پھر جون آف آرک نے شاہی لگا دے کر آورلیان پر جہاں انگریز محاصرہ کئے پڑے تھے حملہ کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنی مخالف قوم کی بنیادیں اکھیڑ کر پھینکدیں۔

افسران فرانس نے سرنگون احسان ہونیکے بجائے حسد و رشک شروع کر دیا اور رات دن جون کے خلاف پروپیگنڈا شروع ہونے لگا۔ مگر جون نے چارلس کے شہر رائن میں تاج پوشی کی اور اپنے اُس عزم میں کامیاب ہوئی جس کے خیال سے ہی فرانس کی حکومت کی بنیادیں سراسر لرز جاتی تھیں اخیر میں جب جان پیرس پر حملہ کر رہی تھی تو فرانسیسی افسروں کی ناپاک سازش نے تمام فوج کو اس کے خلاف کر دیا اور فرانسیسیوں کے ایک گروہ نے جون کو گرفتار کرکے انگریزوں کے حوالہ کر دیا اور اہل پیرس اور باشندگان فرانس نے سخت کوشش کی کہ اس کو فوراً قتل کر دیا جائے۔

اس کے قتل کی شکل یہ ہوئی کہ ایک بھاری چتا بنائی گئی اس پر جون کو کھڑا کیا گیا پھر اس میں آگ لگادی گئی جون کے پژمردہ لبوں سے سیکڑوں دردبھری صدائیں نکلیں مگر کوئی دلیر کوئی غیرتمند ایسا نہ تھا جو اس کی مایوس پکاروں کی پذیرائی کرتا۔

اس کے برخلاف اسلام اور اہل اسلام کی حمیت و جوانمردی غیرتمندی دیکھئے کہ معتصم باللہ نے ایشیائے کوچک میں عموریہ فتح کیا چند دن کے بعد یہاں عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا ایک دن ایک بازاری عیسائی نے ایک مسلمان عورت کو پکڑ لیا اس نے چلاکر دہائی دی کہ وا معتصماہ (ہائے معتصم) رپورٹر نے یہ اطلاع خلیفہ تک پہنچائی معتصم ایک جانسوز جوش میں ڈوب گیا اور بھرائی ہوئی آواز میں درباریوں سے پوچھا کہ عموریہ کس طرف ہے لوگوں نے سمت بتائی تخت پر کھڑا ہوا اور اسی سمت زور سے چلاکر کہا کہ لبیک لبیک یعنی ابھی آتا ہوں یہ کہکر حملہ کرنے کا حکم دیا درباری منجم کہتے رہے کہ لڑائی

غیر مناسب شگون ٹھیک نہیں شکست ہوگی نہ جایئے مگر معتصم کب ماننے والا تھا ایک لاکھ سے زائد فوج لیکر چڑھ گیا اور عموریہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی پھر عورت کو تلاش کرایا جب سامنے آئی تو کہا کہ میں نے آج مزہ سے کھانا کھایا ہے یہ اس جوانمردی کی سرگذشت ہے کہ جسکی مثال یورپ کی تاریخ میں نہیں ملتی ہم کہتے ہیں کہ یہ جوانمردی بھی اسلام کی تعلیم کا اثر تھا کیونکہ سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیا تھا کہ عورتیں اور مرد برابر کے حقدار ہیں اُن کے احساسات کا پاس کرنا ہر شخص کے لیئے ضروری ہے

آج انگریزی تاریخیں جون کو فرانسیسی ہیروین سمجھتے ہیں اور اس کی جوانمردی کے تذکرے بڑی بلند صداؤں سے بیان کرتے ہیں مگر ہم نہیں سمجھتے کہ یہ تاریخیں اس شرمناک قتل کا واقعہ لکھنے کے بعد چلا کیوں نہیں دی جاتیں ۔

میریا کالیکٹ لکھتا ہے وہ کہ جب مسلمان اسپین میں آئے تو انکے طریقے نہایت سادگی اور پرہیزگاری کے تھے انہیں عمدہ عمارات اور باغات کا شوق تھا انکی عورات بہت کم ادہر اُدہر پھرتی تھیں باہر نکلتیں تو برقعہ پہنکر نکلتیں وہ علم میں موجودہ زمانہ کی عورتوں کی طرح بے بہرہ نہ ہوتی تھیں اعلیٰ اور ادنیٰ عورتوں کی عزت مساوی ہوتی تھی بلکہ اہل عرب جب کوئی شہر فتح کرتے تھے تو اس بات کی احتیاط کی جاتی تھی کہ عورتوں کی کسی قسم کی ذلت اور انکے ساتھ کوئی نامناسب بات نہ ہونے پائے ۔

غلامی

غلامی کا مسئلہ بھی یہاں قابل فروگذاشت نہیں اس خیال سے کہ اکثر مورخین یورپ نے اسلام پر اس مسئلہ میں شرمناک الزام لگائے ہیں گو اسلام نے غلامی کا ہمیشہ کے لیئے خاتمہ نہیں کیا مگر ایسے پاکیزہ احکام جاری کئے کہ جنکے باعث غلامی وہ ہیبتناک چیز نہیں رہی جو کبھی روم اور یونان میں تھی گو یونان کے قواعد غلامی بہت سخت نہیں ڈیمو ستھنیز کے پند و نصائح اور ارسطو کے فلسفہ نے انکے دلوں میں انسانی عظمت پیدا کردی تھی مگر قواعد رومی کی بابت ایسا نہیں کہا جاسکتا انسائیکلو پیڈیا جلد ۲۵ صفحہ ۲۱۹ میں روم کی غلامی کا فوٹو کھینچا ہے جس کے چند فقرے یہ ہیں کہ قانون روم کی رو سے آقا مالک کو اپنے غلام پر ہر طرح کے اختیارات حاصل تھے یہاں تک کہ غلام کی حیات و موت کا تعلق بھی اسی سے ہوتا تھا غلام اپنے لیئے دولت حاصل نہ کرسکتا

تھا اس کی ملکیت کی ہر چیز قانوناً اس کے مالک کی ہوتی تھی اگر غلام ملکی یا فوجی عہدہ قبول کرلے تو اس کے لئے سزائے موت تھی عام طور پر غلام گواہی نہ دے سکتا تھا اور ہر ایک جرم میں غلام سزا کا مستوجب ہوتا تھا۔

یہ حال روم کا تھا مگر ہندو مذہب بھی اس وحشیانہ سلوک سے نہ بچ سکا چنانچہ مسٹر چارڈسن نے قانون انسداد غلامی انڈیا کونسل میں پیش کرتے ہوئے ۱۸۴۳ء میں فرمایا تھا کہ غلامی کی مکروہ رسم کو نیست و نابود کرنے کے لئے یہ ضرور ہے کہ ہندو شاستر قرآن سے بدل دیا جائے۔

عیسائیت نے غلامی کی نسبت یہ حکم دے رکھا تھا (ای غلامو تم ان کے جو جسم کی نسبت تمہارے خاوند ہیں اپنے دلوں کی صفائی سے ڈرتے اور تھر تھراتے ہوئے ایسے فرمانبردار رہو جیسے مسیح کے۔

ای غلامو بڑے خوف سے اپنے مالکوں کے فرمانبردار رہو صرف نیکوں اور حلیموں کے ہی نہیں بلکہ بدمزاجوں کے بھی پطرس پہلا ایام عتیقہ میں غلام بنانے کی مختلف صورتیں تھیں جنگ میں گرفتار شدہ لوگ مقروض غلام شمار کئے جاتے غلاموں کی اولاد بھی غلام ہوتی تھی ہر قسم کی غیر قابل برداشت خدمت ان سے لیتے معمولی جرائم پر ہر قسم کی سزا دے سکتے تھے غلام کے قتل کر ڈالنے پر کوئی مذہب و قانون ان سے مواخذہ نہ کر سکتا تھا اپنے جائز حقوق کا بھی غلام مطالبہ نہ کر سکتا تھا غلام کی پوشش وخوراک آقا کی مرضی پر موقوف تھی دولت مندوں کے پاس لاکھوں غلام ہوتے تھے کوئی غلام کسی آزاد عورت سے اگر شادی کر لیتا تو اس کی سزا موت یا جلا دینا ہوتا تھا مفرور غلام کو پناہ دینا سخت جرم تھا لونڈیوں کو زناکاری پر مجبور کیا جاتا تھا اور اس کی ناجائز کمائی مالک خود کھاتے تھے غلام کسی منصب کا مستحق نہ تھا وہ دنیا کی سب سے ذلیل ترین شے شمار کیا جاتا تھا۔

ایران میں بھی یہ جابرانہ رسوم اپنی عالمگیریاں دکھا رہے تھے شام و مصر و جرمن میں غلامی بڑی غضبناک صورت سے چلی آتی تھی مگر اسلام نے اس جابرانہ رسم کی کایا پلٹ دی اسکے لئے ہمدردی اور رحم کی تاکید فرمائی غلاموں سے آسان کام لینے کا حکم دیا انہیں انسانیت میں برابر کا شریک

سمجھا انہیں وہی کھلانے پہنانے کا حکم دیا جو مالک کھاتے پہنتے ہیں بلوغ پر ان کی شادی کا حکم دیا لونڈیوں کو بطور حرم رکھنے کی ممانعت فرما کر نکاح کا ارشاد فرمایا غلاموں سے بھائیوں کی طرح سلوک کرنے کا حکم دیا انکی خواہش پر معاوضہ لیکر آزاد کر دینے کا ارشاد ہوا اور اس ادائے معاوضہ میں خود بھی انکی امداد کا حکم دیا بلحاظ لیاقت وہ ہر طرح کے رتبہ پر فائز ہو سکتے تھے یہ تو قبل از آیت غلاموں کے لئے احکام تھے اور آیندہ چلکر غلامی کا اس آیت سے سد باب فرمایا۔

فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق الخ۔

پس اگر کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو تو انکی گردنیں مارو یہاں تک کہ تم انکو زخمی کر دو پھر مشکیں باندھ لو پھر اس کے بعد احسان سے یا فدیہ لیکر چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ جنگ میں اپنے ہتھیار ڈالدیں

ان آیات کے بعد اسلام میں پھر کوئی غلام نہ بنایا گیا تمام گرفتار شدہ معاوضہ یا بلا معاوضہ پر آزاد کر دئے جاتے تھے چنانچہ جنگ بدر میں بہتر مخالف گرفتار ہوئے جنہیں دو کے علاوہ تمام فدیہ پر آزاد کر دیئے گئے۔

حدیبیہ میں اسی آدمی جو مسلمانوں پر بحالت نماز حملہ آور ہوئے تھے سب بلا معاوضہ آزاد کیئے گئے

غزوہ بنی مصطلق میں سو قیدی بلا معاوضہ آزاد ہوئے اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تو غلامی کا بہت کچھ استیصال ہو گیا اور اس کے علاوہ ہزارہا ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں غلاموں کو یہ مرتبہ ملا کہ وہ رکن حکومت بن گئے اور بعض جگہ تو حکومت غلاموں کو مل گئی بس یہ اسلام ہی کا امتیاز ہے جو بقول جان ڈیوپیر غلام اسلام میں آقا کی برابر سمجھا جاتا تھا۔ اور اسی طرح المٹن ٹرک کے مصنف نے اعتراف کیا ہے کہ قرآن لوگوں کو مہربانی سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے اور غلام کے آزاد کرنے والے کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کرتا ہے۔

خود کشی اور انسان کشی

روم کی تاریخ پڑھنے والے اسے بھولے نہ ہوں گے کہ باشندگان روم نے اپنے عروج کے زمانہ میں اپنی خود ی

خوشی اور انبساط کے لئے ہزاروں انسانوں کی قربانیاں کر ڈالیں اس ناپاک رسم کی بدولت ہر سال صدہا آدمی موت کا شکار ہوتے تھے ڈوئل لڑنے کی ایک شرمناک حرکت جداتھی جو یورپ کے لئے مخصوص تھی اور اس کا رواج اس کثرت سے تھا کہ بعض مقدموں کا فیصلہ اسی کے ذریعہ ہوتا تھا اور نیز عزت کے معاملات میں اس کا فیصلہ قطعی فیصلہ شمار کیا جاتا تھا اور اپیل کے لئے یہ آخری عدالت تھی مگر اسلام نے اس کے خلاف صدا بلند کی اور اپنی اور دوسروں کی جانوں کے نقصان کی حرمت کا اس طرح فیصلہ کیا ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ ۔ ولا تقتلوا انفسکم

جمہوریت جمہوریت اسلام کا ایک مخصوص امتیاز ہے اس بات میں انجیل اور قرآن کے اصولوں میں اختلاف ہے انجیل میں نامردگی کا طریقہ بہتر سمجھا گیا اور قرآن نے انتخاب پسند کیا۔

انتظام و انصرام سلطنت حکمرانی میں بھی یورپ نے مسلمانوں سے بہت کچھ سیکھا ہے اور اس کا اعتراف ہر منصف مزاج یورپین نے کیا ہے اسلامی فتوحات کا زائد ترین یہی فلسفہ ہے کہ وہ مفتوحہ ممالک کا بڑی کامیابی سے انتظام کر لیتے تھے جسکی نظیر نہ کیخسرو کی حکومت پیش کر سکتی ہے نہ نوشیرواں کی عدالت۔

اسلامی نظام حکمرانی اسلام کا نشوونما اس تاریک و غیر مہذب خطہ میں ہوا تھا جہاں کی سرزمین مدتوں کے انقلابات کے بعد بھی ایک ایسا منتظم نہ پیدا کر سکی تھی جو وہاں کی ہنگامہ نوازیوں کا خاتمہ کر کے ارباب عرب کو شاہراہ امن تک پہنچا دے یہ بالکل صحیح ہے کہ سرزمین عرب نے اس عالمگیر تاریکی کے زمانہ میں بھی بہت سے ایسے مایۂ افتخار فرزند پیدا کئے جنکی زبان کی جیسے مایاگوئی کی تیز ترکوا ہمسری نہیں کر سکتی انکی پرواز تخیل برجستہ گوئی اور تغزل نوازیوں کے سامنے آج تک دنیا کا بڑی سے بڑی لٹریری قوم کے سر جھکے ہوئے ہیں مگر وہ تہذیب سے قطعی ناآشنا مدنیت سے بالکل بے بہرہ تھے انہیں یہ بھی نہ خبر تھی کہ امن و آسایش کی زندگی کتنی خوشگواریوں کی حامل ہے ذرا ذرا سی بات پر لڑ مرنا

معمولی معمولی غلطیوں پر قبیلوں کا فنا ئے بے گناہی بجانا کوئی بڑی بات نہ تھی سرزمین عرب کا کوئی دامن کوئی سمت کوئی ذرہ ایسا نہیں جو کبھی اہل عرب کے خون سے نہایا ہو انھوں جب فاران کی چوٹیوں کے دھندلکے سے نیتر اسلام ضیا نواز ہوا تو اس مردہ سرزمین کے ذرہ ذرہ میں روح دوڑ گئی ہر جسم حال تہذیب نظر آنے لگا اور اب اس دنیائے بدانتظامی میں اسلام نے ایک ایسے نظام کی بنیاد ڈالی جسکی استقامت کا نہ کسی پہاڑ کی کوئی سنگین چٹان مقابلہ کر سکتی ہے اور نہ دنیا کی کوئی مستحکم عمارت۔

یہ اسلام ہی کی تربیت کا اثر تھا کہ قلیل مدت ہی میں اس نے ایسے ایسے نفوس پیدا کر لئے جن کی سیاست دانی، حکمرانی، انتظامی قابلیت کا قانون چنگیزی انتظام نوشیروانی نظام قیصری تک بھی ہمسری نہیں کر سکتا فاروق اعظم کے جاہ وجلال پر غور کرو انہیں سیاست دانی میں وہ ملکہ حاصل ہے کہ اگر آج دنیا کی متفوق قوموں کے سامنے انکا نام لے دیا جائے تو انکے خیالات میں برہمی پیدا ہو جائے اگر عرب کے کوہسار ونیں فاروق اعظم کا نام کوئی چلا کر کہدے تو انکی بنیادیں تھرتھرا جائیں اسلام کے اس دوسرے مایہ ناز حکمران نے قدیم نظام حکومت میں جو تبدیلیاں کیں جس جدید طریقہ انتظام کی بنیاد ڈالی وہ ذیل کی عبارت سے ظاہر ہو گی۔

خلیفہ عمرؓ کا دربار کسی مخصوص جاہ وجلال کا حامل نہ تھا وہاں شخصی اولوالعزمیاں نہ دیکھی جاتی تھیں ایک پست مایہ اور غریب حبشی اس آسمان علو بارگاہ میں ایک مایہ ناز عربی رئیس کے برابر ہوتا تھا۔

جمہوری حکومت کی بنیاد یہیں ڈالی گئی حکومت کے کاموں میں ہر فرد رعیت کو رائے زنی کا استحقاق حاصل ہوتا تھا سلسلہ حکومت میں مختلف شعبے مقرر کئے تعلیمی محکمہ الگ تجویز کیا گیا شخصیت پرستی کا خاتمہ فاروق اعظم نے ہی کیا مالگذاری کے قواعد میں اعتدال برتا رشوت ستانی کا سدباب کیا انصاف و مساوات برتی فوجداری اور پولیس کے شعبے الگ قائم کئے خزانہ قومی کا قابل اعتبار انتظام کیا پیا کانہ اساسیوں کے لئے مختلف آرام دہ چیزیں مہیا کیں کنویں احداث کرلئے نہریں

بنوائیں سڑکوں اور پلوں کا انتظام کیا راستوں پر چوکیاں اور پہرے مقرر کئے شہر آباد کرائے اور فوجی محکمہ میں سینکڑوں ترمیمیں کیں چھاؤنیاں بنوائیں بارکیں تعمیر کرائیں فوجی جانوروں کی دیکھ بھال کا بندوبست کیا نئی فوج کی تیاری کے احکام جاری کئے فوجی لباس مقرر کئے افراد لشکر کو فن جنگ سکھایا خبر رسانی کے ذرائع بہم پہنچائے گئے غرضکہ انتظامات ملکی میں اس پایہ صد ناز خلیفہ نے بڑی بڑی باریک باتوں کو ملحوظ رکھا اور ایک ایسا کامیاب نظام حکومت مرتب کیا کہ دنیا ابتدائے آفرینش سے آج تک اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی۔

اسلام اور فتوحات ایک عالمگیر ہنگامہ زاری میں حق کی سچی صدا نے عرب کے کھنڈرات میں جب سامعہ نوازی کی تو کسی کو کیا خبر تھی کہ یہی ذہبی صدا ایک دن تمام وسعتکدہ عالم پر محیط ہو جائے گی اور دنیا کا ہر ذرہ ہر گوشہ ہر وسعت ہر سمت اس حق نواز صدا سے گونج جائے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا جب آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمین عرب کو مرہون ذرہ نوازی بنایا تو وہاں کے سنگریزے آپ کی حقیقت نثار ٹھوکروں سے آفتاب بن گئے اور پھر وہ زمانہ آیا جب صنم کدہ عرب کے ہر ذرہ میں خداوند قدوس کے جلوے دائر و سائر نظر آنے لگے پھر اسی کعبہ میں جہاں تین سو ساٹھ بت شغل خدائی میں مصروف تھے ایک خدائے قہار کی پرستاری ہونے لگی۔

اس سے زائد ہماری صداقت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اسلام نے ایک مختصر مدت میں ہزاروں لاکھوں فدا کار پیدا کر لئے اور وہ تعلیم دنیا کے پیش نظر کی جس نے ستاروں کی دنیا کے معبودیت کو درہم برہم کر دیا لات وہبل کی کبریائی کا خاتمہ کر دیا چاند و سورج کی گرم بازاری ٹھنڈی ہو گئی آتشکدوں کے آسمان بوس شعلوں کو سرنگوں ہونا پڑا مختصر یہ کہ اسلام وہ شعلہ پاش تجلی ثابت ہوا جس نے عرب کی سحاب آلودہ فضا پر چمک کر تمام دنیا کو تجلی کدہ بنا دیا اور دنیا کی ہر ایک تاریکی اس سرعت تنویری کو روکنے سے قاصر رہی۔

تاریخ سے ایسے ایک واقعہ کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ کسی مذہب نے دنیا میں ایسی سریع السیر

ترقی کی ہو جسپر ہزاروں برس کی متفوق قومیں سرنگریاں ہوگئی ہوں جنکو اپنی سرعت عروج پر ناز تھا۔

یہ انقلاب کس قدر خلاف عقل نظر آتا ہے کہ ایک خانہ بدوش قوم متوکل علی اللہ عرب کی وادیوں سے نکلی اور اس نے قیصر وکسریٰ کے محلوں پر اپنی فتحمندی کے جھنڈے گاڑ دیئے روم وشام کی فضا کو اپنی صداؤں سے ہنگامہ زار بنا دیا یونان کے فلسفہ کے دیوتا کا سر اسلام کے قدموں پر جھکا دیا عجم کی لاکھوں حیا سوز وحشتوں کا خاتمہ کر دیا یورپ میں اپنی تہذیب وتمدن کی بجلیاں چمکا دیں۔ ہندوستان کی بت پرستی کا شیرازہ منتشر کر دیا افریقہ کے وحشی بھوتوں کو تہذیب کے سبق پڑھائے

غور کرو عیسائیت ہندوستان میں تقریباً ڈیڑھ ہزار برس کے بعد آئی یہودیت اور آتش پرستی کا نو یہاں آتے آتے خاتمہ ہو گیا اور دیگر مذاہب بھی آغوش ہند میں مرہون نشو ونما ہوئے مگر ان کا وجود وعدم برابر تھا لیکن اسلام نے دو چار صدی میں ہی عرب سے نکلکر ہندوستان میں اپنے ڈیرے ڈالدئے آج ہندوستان اسلام سے وابستہ بداماں ہے اور کوئی طاقت اسے اسلام سے جدا نہیں کر سکتی۔

ادہر مغربی تاریک فضا کو دیکھو جب پاپائیت نے یورپ میں آگ لگا رکھی تھی جب تہذیب وتمدن کا اس سرزمین میں نام ونشان تک نہ تھا اسلام یہاں آیا اور اس شان سے آیا کہ حاملان عیسائیت لرزہ براندام ہو گئے اور ارباب یورپ کو وہ بنا دیا جسے ہم آج تعجب بردوش نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

میریا کا لیکٹ اپنی تاریخ اسلام میں لکھتے ہیں کہ رسی سو نتھو کے زمانہ میں مسلمانوں نے بڑی سریع السیر ترقی کی انہوں نے مصر میں اپنی شاہنشاہی قائم کر لی تھی اور تمام موریٹینیا میں پھیل گئے تھے ونرگوتھ کے ملک کا بہت بڑا حصہ فتح کر لیا تھا مسلمانوں کا سیلاب فتوحات اس قدر جوش پر تھا کہ اسپین کا سمندر ان کے حوصلے پست نہ کر سکتا تھا۔

چنانچہ سنہ ۷۱۰ء میں جب طارق ابن زیاد نے دریائے اسپین عبور کیا تو عیسائیوں سے مقابلہ ہوا گو طارق کو فتح ہوئی مگر فوج کی قلت کی بنا پر ایک پہاڑ میں محصور ہونا پڑا جس کو جبل طارق (جبرالٹر) کہتے ہیں پھر طارق کا ڈون روڈ برک سے مقابلہ ہوا لڑائی کے تیسرے دن طارق میدان میں آیا سرفروشان اسلام سے کہا کہ اے وہ مسلمانو جنھوں نے مغرب و شام کے بیابانوں کو اپنی تلواروں سے یکسر جنبش میں ڈالدیا تم بھاگ کر کسی سمت واپس نہیں جا سکتے پیچھے دریا اور آگے دشمن ہے یہاں وہ آدمی سرخرو ہوگا جسکو اپنی شجاعت اور خدائے برتر کی اعانت پر بھروسہ ہے تم وہ کرو جو مجھے کرتے ہوئے دیکھو یہ کہکر طارق اس ٹڈی دل لشکر میں ڈوب گیا اور چشم زدن میں بتادیا کہ فتحمندی کی حقدار مسلمانوں کی تلوار ہے۔

جب شہر کیپیٹلونیا میں حنق ابن عبداللہ السامانی حاکم مقرر ہوا تو اس نے خود وہاں کے باشندوں کی خاندان کی ترقی اور وہاں کے نقصانات کی تلافی کرنی چاہی علاوہ چشموں اور حماموں کے پبلک کے لئے ایک خوبصورت محل بھی تیار کرایا۔

ایک انگریزی محقق اسلامی فاتحین اسپین کے متعلق لکھتا ہے کہ جزیرہ نمائے اسپین میں فتوحات اسلامی نہایت تیزی سے جاری رہیں اور بوجہ مسلمانوں کی رحمدلی اور مہربانی کے ہر فرد انکا موافق ہوجاتا تھا اور چونکہ ہر ایک سے مساوات و برابری برتتے تھے اس سبب سے اکثر اسپینش مسلمان ہوگئے عدل و انصاف اس قدر تھا کہ الحر جو سنہ ۷۱۹ء میں امیر اسپین تھا اس کی سنگدلی کے سبب وہاں کے باشندوں نے ایک جہاز کے ذریعہ ایک عرضی جس میں الحر کی شکایت کی گئی تھی خلیفہ کو بھیجی جو فی الفور معزول کردیا گیا۔

سنہ ۶۸۲ء میں بربروں اور یونانیوں کی متفقہ فوج کو عقبہ ابن نافع نے مقام تاہودا میں شکست دی یہ سخت مہلک اور دہشتناک لڑائی تھی مگر فتحمندی مسلمانوں کی قسمت میں رہی یہ وہ دلیر اسلامی فاتح ہے کہ جب یہ شارت الاعقاب کے لق و دق میدانوں سے گذرتا ہوا بحر اوقیانوس کے ساحل پر پہنچا تو یہ کہکر سمندر میں گھوڑا اڈالدیا کہ اے خدا اگر یہ سمندر میرا

راستہ بند نہ کر دیتا تو میں تیری پاک توحید کی اشاعت کرتا اور ان بدبخت قوموں کا فیصلہ کر دیتا جو تیرے سوا اور دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔

موسیٰ ابن نصیر نے ۷۰۲ء میں مراکو فتح کیا اور اس کے بعد عبد العزیز نے غرناطہ مصمودا سنہاجہ وغیرہ بربر قبائل کو مفتوح کیا۔

اندلس کو ۷۱۱ء میں موسیٰ ابن نصیر کے ایک غلام طارق نے فتح کیا اس پہلی لڑائی میں صرف دو سو پیدل و سوار جماعت نے جہازوں پر دریا کو عبور کر کے اندلس پر فاتحانہ حملہ کیا اور مال و دولت سے مالامال ہو گئے۔

خاندان ادریسیہ کے پہلے حکمراں ادریس نے تامستا تادلہ اور مشرقی مراکو کو فتح کر لیا۔ ۷۹۰ء میں شہر تلمس میں اس نے ایک بہترین مسجد بنائی۔ جس کا ممبر او رکتبہ علامہ ابن خلدون کے زمانہ تک بدستور محفوظ تھا۔

علاء الدین نے اپنے جنگی انتظامات سے خاندان عثمانیہ کی فتوحات کے لئے ایک باقاعدہ طریقہ مقرر کر دیا اس نے ترکی سلطنت میں پیدل اور سوار قواعد داں فوج کی بنیاد ڈالی فوج میں ایسے والنیٹر جمع کئے جو لڑائی کے وقت جمع ہو جاتے تھے اور بعد اختتام جنگ پھر متفرق ہو جاتے تھے دس آدمیوں پر ایک افسر مقرر کیا اس کے بعد سو پر ایک اور پھر ہزار پر ایک افسر ہوتا تھا نئی فوج کو اطاعت کرنے کی مکمل طور پر تعلیم ہوتی تھی بھوک پیاس کی تکلف برداشت کرنے کے عادی کئے جاتے تھے پیدل سپاہیوں کو مفتوحہ علاقوں میں جاگیریں عطا کی جاتی تھیں سلطان ارخان نے جنگی قوانین کی تکمیل میں کافی حصہ لیا تمام اندرونی انتظامات کو مرتب کیا۔ مساجد اور مدارس کی بنیادیں ڈالیں ان کے لئے اوقاف مقرر کئے عالیشان سرکاری عمارتیں تعمیر کی گئیں۔

فاتحین اسلام اور قوموں کی طرح محض جنگ اور فتوحات کے شوقین نہ ہوتے تھے بلکہ اپنے مفتوحہ ملک کے استحکام کو بھی ایک ضروری بات سمجھتے تھے وہ ہر صوبہ کو فتح کرنے کے بعد اتنا

توقف کرتے تھے کہ وہاں کی تمام ضروریات پوری ہو جائیں تشکیل جنگ ایسی دلیرانہ تھی کہ دنیا کی بڑی سے بڑی دلیر قومیں سرگرداں ہیں چنانچہ ایک موقعہ پر سلیمان نے صرف انتالیس جنگجو اپنے ساتھ لیکر رات کے وقت ہلسپانڈ کے ایشیائی جانب ایک جہاز پر سوار ہوا اور مقابل کے ساحل پر زنپی کے قلعہ کو فوراً فتح کرلیا۔

المن ٹرک کا مصنف شہنشاہ اورخاں کے دوران تذکرہ میں لکھتا ہے کہ اس کے عہد میں بڑے بڑے ملکی اور جنگی قوانین وضع ہوئے اور ہلالی جھنڈا نہ صرف ایشیا کے خوشنما صوبوں پر نمودار ہوا بلکہ یورپ کے براعظم میں چاچمکا جہاں اس کے دشمنوں نے اس کے نکال دینے کی پانچسو برس سے بیفائدہ کوشش کی پھر شہنشاہ مراد نے یورپ میں فتوحات کا سلسلہ شروع کیا جو اس کی وفات کے سبب ۱۳۸۹ء میں ختم ہو گیا۔

مراد کے زمانہ میں جھنڈے کے لئے سرخ رنگ تجویز ہوا اور پھر یہی رنگ عثمانی فوجوں کا قومی رنگ ہو گیا انہیں دلیران اسلام کے متعلق ایک قدیم مورخ کا قول ہے کہ انکو اپنی راستی اور شجاعت پر بالکل اعتبار تھا وہ اپنی جرأت کی بنا پر کہا کرتے تھے کہ اگر آسمان بھی گر لگا تو ہم اپنے نیزوں کی نوک پر روک لیں گے اُن کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ بایزید نے شہزادہ کونٹ دی نیواس سے جو اس کی قید میں تھا چھوڑتے ہوئے یہ کہا کہ میں جانتا ہوں تو اپنے ملک میں ایک بڑا سردار ہے ایک بڑے بادشاہ کا بیٹا ہے لیکن اگر مجھے تیرا خوف ہوتا تو میں تجھ سے اور تیرے ہمراہیوں سے تیری عزت اور ایمان کی قسم لے لیتا کہ وہ کبھی میرے مقابلہ کے لئے ہتھیار نہ اُٹھائیں گے مگر نہیں میں ایسی قسم لینا نہیں چاہتا میں بہت خوش ہوں گا جب تو اپنے ملک میں پہنچکر حسب دلخواہ ایک فوج جمع کرکے یہاں آئے تو مجھے ہمیشہ اپنے مقابلہ کے لئے تیار پائے گا جو کچھ میں تجھ سے کہتا ہوں تجھے اجازت ہے کہ جس سے چاہے بیان کرے میں ہتھیاروں کا شوقین اپنی فتوحات بڑھانے کا مشتاق ہوں اٹلی پر میری فتحمندی کا جھنڈا لہلہائے گا میرا گھوڑا اسینٹ پٹرس کی قربان گاہ میں دانہ کھائے گا۔

بایزید کی یہ باتیں محض زبانی ہی نہ تھیں بلکہ اس کی بے روک جرأت مغرب کی غیر مغلوب قوموں میں ٹھ وبے گئی آسٹریا اور ہنگری کے مغربی حصہ پر اپنا جھنڈا گاڑ دیا وہ تھسلی سے بڑے جاہ وجلال سے گذرا تمام پلاپونیس کو مطیع ہونا پڑا اتھنیس لے لیا گیا اور ترکی ہلال مدینہ الحکما پر لہلہانے لگا۔

تیمور گورگان نے جب اپنا پائے تخت سمرقند کو بنایا تو یہ بات مشہور کر دی کہ میری قلمرو میں دنیا کے وہ تمام حصہ شامل ہوں گے جو آبادی کے قابل ہیں یعنی تمام دنیا میری زیر حکومت ہو کر رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چھتیس برس کے عہد حکومت میں اس نے تمام دنیا کو درہم و برہم کر دیا دیوار چین سے لیکر وسط روس تک بحیرۂ روم اور دریائے نیل سے لیکر دریائے گنگ تک فتح کر لیا۔

اٹمن ٹرک کا مصنف تیمور کے متعلق لکھتا ہے کہ تیمور بہ لحاظ فاتح ہونے کے دنیا کے تاریخ میں بے مثل ہے کیونکہ جسقدر مخلوق پر امیر تیمور گورگاں نے حکومت کی اتنقدر خسر و اعظم سکندر قیصر نپولین اٹیلا چنگیز خاں نہ کر سکے تیمور کو بہ لحاظ ذاتی بہادری مردانگی جنگی فراست کے یہ فتوحات نصیب نہیں ہوئیں بلکہ یہ اس کی حسن تدبیر اور فنون حکمرانی کی معلومات کا باعث ہیں اس کے بہترین قوانین اور پالیسی انتظامات قابل ستائش تھے۔

مگر افسوس ہے کہ بایزید اور تیمور کی دو غیر مغلوب اسلامی طاقتیں آپس میں متصادم ہو گئیں سیلاب تیموری کا مقابلہ بایزید نہ کر سکا جنگ میں گرفتار ہو کر قید میں ہی مر گیا ایشیائے کوچک کے تمام عثمانی اضلاع پر تیموری فوجیں پھیل گئیں اور فریقین کے اتنے جوانمرد کام آئے جو تمام دنیا کو اپنے جھنڈوں کے سایہ میں لے سکتے تھے۔

تیمور کے سمرنا پر حملہ کرنے کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے اس جنگ میں خود تیمور فوج کی کمان کر رہا تھا پندرہ دن میں بندرگاہ کے سامنے ایک ٹیلہ تیار کیا گیا اول فصیلوں کے نیچے جو خشکی کی جانب تھیں سرنگیں لگائی گئیں اور بڑے پہیوں کے ذریعہ چلنے والے مینارے بنائے گئے تیموری فوج شہر کی فصیلوں پر چڑھ گئی اور عیسائیوں کی بہادرانہ محافظت کے باوجود اس کو فتح کر لیا

گو تیمور اسلامی نقطہ خیال سے کوئی قابل احترام حکمراں نہیں اور اسلامی فتوحات سے

اس کی جابرانہ فتوحات کو کوئی تناسب نہیں تمام دنیا سے زائد اس نے مخلوق کو مصائب میں مبتلا کیا مگر ایک مسلمان ہونیکی حیثیت سے اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

یہ ہم مانتے ہیں کہ اسلامی حکمرانوں میں بھی بہت سے نفوس شہوت پرست اور ان کے افعال قابل نفرت تھے مگر بقول اٹمن ٹرک کے مصنف کے "اگرچہ بادشاہ تمام ملکی پابندیوں سے آزاد ہوتے تھے مگر شرعی فرائض اور مذہبی ممانعت کی پابندی کو کوئی حکمران علی الاعلان ترک نہیں کرتا تھا۔

آج بعض متعصب غیر مسلم اسلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اسلام نے کبھی بھی ایفائے عہد اور اخلاقی ترقی نہیں کی مگر ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ اسلام کے متعلق یہ رائے سراسر تعصب پر مبنی ہے ورنہ کوئی غیر جانب دار محقق اسلام کو ان اعتراضوں سے آلودہ دامن نہیں کرتا چنانچہ ایک عیسائی مورخ لکھتا ہے کہ پیغمبر نے عیسائی اور یہودیوں کے متعلق یہ تعلیم دی ہے کہ ان سے جھگڑا مت کرو مگر نرمی سے انسے کہو کہ ہم یقین لاتے ہیں اس وحی پر جو ہمارے نبی پر بھیجی گئی اور نیز اس وحی پر بھی جو تمہارے نبی پر بھیجی گئی ہے ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہے پھر کچھ عبارت کے بعد لکھتا ہے کہ اسلام میں قیدی عورتوں بچوں اور ان لوگوں کی جان بخشی کا حکم ہے جن سے مسلمانوں کو کسی قسم کا اندیشہ نہو ہر قسم کی بیرحمی ہاتھ پاؤں ناک کان کاٹنا اور ہر طرح کی بدعہدی ممنوع ہے شرائط صلح کی پابندی لازمی ہے جو عہد و پیمان دشمن سے کولئے گئے ہوں ان کا وفا کرنا ضروری ہے خواہ کسی نے کئے ہوں اگر بالفرض وہ پیمان بادشاہ کو ناگوار معلوم ہوں تو وہ مسلمان افسر سزایاب ہوگا جس وہ شرائط منظور کی ہیں مگر وہ شرائط فسخ نہ ہوسکیں گی۔

اسلامی لشکر کی پاکی اور صفائی عمدگی انتظام کسی قسم کی قمار بازی نہونی سپاہ کی متانت اور عفت شور وغوغا بالکل نہونا یہ ایسی چیزیں ہیں جنکی مثال دوسری فوجوں میں نہیں ملتی ان ترقیات اور تدابیر کا اندازہ جو عثمانی سپاہ کی بہتری کے لئے عمل میں لائی جاتی تھیں ایسا ہے کہ زمانہ موجودہ کا نہایت تجربہ کار کمسریٹ کا جرنل بھی اس کی نظیر ہمکو نہیں بتا سکتا منجملہ ان انتظامات کے ایک

سقوں کا انتظام بھی تھا جو عین لڑائی میں زخمیوں کے لئے پانی بہم پہنچاتے تھے۔

اسلامی حکومتوں میں خراج بڑے انتظام سے جمع ہوتا تھا اور بڑی فیاضی سے صرف کیا جاتا تھا عایا پر ٹیکس کا بار کچھ بھی نہیں ہوتا تھا انصاف اور عدل اتنا تھا کہ ہنگری کے دہقان اپنی جھونپڑیوں میں آگ لگا کر اپنی اولاد کے ساتھ عثمانیہ حکومت میں چلے جاتے تھے۔

اگر آج تعصب کے پردوں کو ہٹا کر ایمان داری سے اہل اسلام کی جلادت اور جنگی ذکاوت اُن کے انتظامات اور کفایت شعاری علوم و فنون کی تقویت اُن کے حکیمانہ اور مکمل قانون سازی کا اندازہ کیا جائے تو بلا شبہ ہمیں ماننا پڑیگا کہ قریب قریب ہر اسلامی حکمراں کائنات کی تمام آبادیوں پر حکمرانی کی قابلیت رکھتا تھا۔

کتاب کا ماحصل

عیسائی مذہب ابتدا ہی سے علم و فضل کا مخالف رہا چنانچہ ابوالحسن علی ابن حسین اپنی کتاب معدن الجواہر میں لکھتا ہے کہ یونان میں مساحت، ہندسہ نجوم و فلسفہ کی بڑی گرم بازاری تھی مگر عیسائیت نے وہاں پہنچکر علم و حکمت کے چراغ کو گل کر دیا انکی دست برد سے فقط علم موسیقی باقی رہا جس کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ تفریح روح کا ایک بہترین ذریعہ ہے روم میں عیسائیت سے پہلے فلسفہ کی تعلیم دیجاتی تھی مگر عیسائیت کے آتے ہی اس کی ممانعت کر دی گئی اور فلسفہ الہانیت و نابود ہوا کہ وہاں اس کا نشان بھی باقی نہ رہا۔

جب اسکندریہ میں "او فلس" بشپ تھا تو بعض وجوہات کی بنا پر عیسائی اور بت پرستوں میں شکر رنجی ہو گئی اس فساد میں شہنشاہ روم کو بھی دخل دینا پڑا اس کی خونخوار فوج نے وہاں کے اس کتب خانے کو جلا کر خاکستر کر دیا جسے بطلیموس نے جمع کیا تھا ابن خلدون عیسائیت کے متعلق کہتا ہے کہ اس نے علوم و فلسفہ کی پرورش نہ کی۔

عیسائیت پر اس قدر زبردست جہالت چھائی ہوئی تھی کہ جب "گیلیلو" نے اپنی دوربین کے مشاہدات کو ثابت کرنا چاہا تو اس پر بدعتی ہونے کا الزام لگایا گیا اور مذہبی عدالت سے یہ سزا تجویز ہوئی کہ یا تو وہ ان اکتشافات سے توبہ کرے یا اپنی تمام زندگی گوشہ حبس میں گذار دے

مگر اس نے اپنی کتاب "نظام عالم" شایع کردی جسکی سزا میں وہ دس برس تک قید میں رہکر مرگیا مرنے کے بعد اس کو کسی مقدس سرزمین میں دفن کی اجازت نہ دیگئی۔

"برونو" نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ فقط ایک ہی دنیا نہیں بلکہ ایسی ایسی بہت سی کائناتیں ہیں یہ اکتشافی مسئلہ عیسائیت کی مقدس کتابوں کے خلاف تھا جسکی بنا پر "بردنو" کو دو برس قید میں رکھکر زندہ آگ میں جلوادیا گیا مگر اس نے اپنے سچے عقیدے سے انحراف نہیں کیا۔

ملا فتح علی اصفہانی جسکی کتاب ۱۹۲۶ء میں برلن میں چھاپی گئی ہے ایک جگہ اسی واقعہ کے متعلق لکھتا ہے۔

درآواخر قرن شانزدہم عیسوی "برونو" راکہ یکے از بزرگترین علمائے عصر خود بود نظریانیکہ تعدد کرات را قائل بود گرفتہ در زندان انداختند و چندین سال بعد آتش ساختند در روز ۱۶ فروری ۱۶۰۰ء اورا درہم بسوختند دہ سال بعد ازیں نیز کہ "غالیلہ" میخواست کہ حقائق علمی درمیان بشر اشاعۃ دہد باز درصدد ایذائے او برآمدہ دہ سال تمام در زندانش نہادند تا اینکہ دست مرگ گریبان ویرا از چنگ آنہا رہا کرد "گاستیلیو" اولین کشیشی بود کہ حریت عقیدہ را ہوا خواہی میکرد مردمان چناں درحق او بیرحمی وقساوت کردند کہ گویا بزرگ تریں جرمے را مرتکب گشتہ است۔ (خواب شگفت صفحہ ۵۱)

دنیا جانتی ہے کہ سائنس کے مقابلہ میں عیسائیت کو سخت شکست ہوئی جن بے معنی باتوں کی بنا پر معلومات اور اکتشافات کو ٹھکرایا جاتا تھا آج خود عیسائی ان کو مانتے ہوئے شرماتے ہیں عیسائیت کی وہ مذہبی قید سلاسل ٹوٹ کر رہگئیں جنہوں نے بہت سے بے گناہ اور معصوم لوگوں کو پابزنجیر کیا تھا اور آج امریکہ والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ سچا مذہب وہ ہے جو ترقی میں مانع نہو مگر عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام نے کبھی کورانہ تقلید کا حکم نہیں دیا بلکہ محققین اسلام نے تو حقائق و اسرار کے اظہار ہی کو اسلام کی سچی تائید خیال کیا ہے چنانچہ اسلامی علم کلام اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے تمام یونانی لفاظیوں کا خاتمہ کرکے ہر سچی بات کو تسلیم کرلیا ہے۔

"اور یہ ظاہر ہے کہ اسلام میں علوم کا آفتاب ایسا چمکا کہ عیسائیت میں اسکی نظیر نہیں ملتی"

خلفائے اسلام کی علمی اور تمدنی ترقی

سب سے زائد علمی ترقی حضرت علی کے زمانہ میں ہوئی آپکے ذاتی تبحر کے متعلق ایسی متعدد احادیث دستیاب ہوتی ہیں کہ آپ عرب کے سبسے بڑے عالم تھے نہج البلاغة میں آپنے منجملہ ہزارہا احکامات کے علم اخلاق اور تحصیل علم وادب پر بڑا زور دیا ہے اور غالبًا اسلام میں علمی عالمگیری آپ ہی کے احکامات کی بنا پر پیدا ہوئی آپکے بعد حضرت امیر معاویہ کا زمانہ علم کے لئے بڑا روشن زمانہ تھا انکی سیاست کے متعلق مقبری لکھتے ہیں کہ لوگ امیر معاویہ کے ہوتے ہوئے قیصر وکسریٰ کا کیوں ذکر کرتے ہیں دفاتر میں مہر اور محکمہ ڈاک آپ نے ایجاد کیا بادشاہی تحفظ کے لئے باڈی گارڈ آپ کی احتیاط طبع کا نتیجہ ہے۔

عبد اللہ ابن زبیر

مکہ کے خلیفہ تھے ان کے مقابلہ میں عبد الملک ابن مروان نے حجاج ابن یوسف کو چالیس ہزار فوج کے ہمراہ بھیجا تھا یہ خلیفہ دنیا کی متعدد زبانوں کا عالم تھا عمر ابن قیس سے مروی ہے کہ ابن زبیر کے پاس مختلف مقامات کے سو غلام تھے مگر یہ ہر ایک سے اسی کی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔

عبد الملک ابن مروان

بڑا فقیہ اور عالم تھا ابو الزناد نے انہیں مدینہ کا مسلم فقیہ مانا ہے ابو ہریرہ نے ایک زمانہ میں ان کے متعلق کہا تھا کہ یہ ایک روز عرب کا بادشاہ ہو جائے گا شعبی کہتے ہیں کہ ہر وہ شخص میرے علم و فضل کا قائل ہوگیا جو میرا ہم صحبت رہا مگر عبد الملک ابن مروان کا مجھے خود قائل ہونا پڑا یہ خلیفہ اس قدر جو المرد تھا کہ مرتے وقت جب اس کا بیٹا رونے لگا تو اس نے ڈانٹ کر کہا کہ لڑکیوں کی طرح رونے سے کیا فائدہ جب میں مرجاؤں تو اپنے پیروں پر کھڑا ہو جا شیر جیسا لباس پہن تلوار کاندھے پر رکھ اور اپنے مخالف کا شیرازہ درہم و برہم کردے۔

ولید ابن عبد الملک

نے ۸۸ھ میں جامع دمشق کی بنیاد ڈالی مسجد نبوی کی توسیع اور تعمیر کے احکام جاری کئے۔

ہارون رشید
سلطنت عباسیہ کا سب سے زائد محترم حکمراں ہے اس کے زمانہ میں علوم کو اس قدر ترقی ہوئی کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ماموں رشید۔ نے علم ہیئت کو بہت رواج دیا زمین کی کرویت کے ثبوت اسی کے زمانہ میں تسلیم کیے گئے۔

جعفر متوکل علی اللہ نے علم ہیئت کی بقیہ کتابوں کے تراجم کرائے۔

ابو المنصور محمد قاہر باللہ نے جنگی تعمیرات میں بہت اضافے کیے۔

ابو العباس راضی باللہ نے اپنے قلمرو میں بے شمار مدارس قائم کیے۔

ابو عبداللہ مرتضیٰ باللہ کے زمانہ میں کئی سو ایجادات ہوئیں۔

المظفر یوسف مستمد باللہ نے سنسکرت زبان کی کتابوں کے عربی میں تراجم کرائے۔

مستکفی بنور اللہ کے زمانہ میں لکڑی کی گھڑی ایجاد ہوئی۔

محمد ظاہر باللہ نے رمل اور نجوم کی کتابیں ہندوستان او عجم سے منگا کر عربی میں ترجمہ کرائیں۔

احمد مستنصر باللہ کے ایام خلافت میں ہیئت کے جدید آلات ایجاد ہوئے۔

قائم بامر اللہ نے فوجی اصول و قواعد مرتب کیے۔

ابو ربیع سلیمان ملتقی باللہ نے صنعت و حرفت کو ترقی دی

ابو الفتح مستعصد باللہ نے دیگر ممالک میں سفارت کا انتظام کیا۔

خاندان بنو فاطمہ مصر
ملک شمس الدین اسی خاندان کا ساتواں بادشاہ ہے یہ علوم کا اس قدر شوقین تھا کہ اس نے اپنے قلمرو میں اسقدر حکما اور شعراء کو آباد کیا تھا جنکی تعداد کی برابری حکمائے عباسیہ بھی نہیں کرسکتے۔

خاندان دقلانیہ مصر
ملک اشرف صلاح الدین دنیا کا زبردست عالم سمجھا جاتا تھا۔

ملک منظور حسام الدین نے ورزش کے بہت سے جدید طریقے ایجاد کئے ایک ورزشی مدرسہ بھی قائم کیا۔

ملک ناصر احمد۔ جغرافیہ کا شوقین تھا۔ اس نے مصر کا ایک نہ خانہ کھدوا کر ایک کتبخانہ نکالا

ملک صالح اسمٰعیل ابوالفدا۔ شاعری حکمت اور فلسفہ کا بڑا ماہر سمجھا جاتا تھا۔

خاندان جراکہ مصر

ملک ناصر فرخی نے بڑے بڑے جنگی بیڑے بنائے۔

ملک مظفر ابن احمد جدید۔ اس کے زمانہ میں ایک بہت بڑا کتب خانہ قائم ہوا جس میں یونان کی بہت سی نادر کتابیں تھیں۔

ملک ظاہر طظر ابوالفتح علوم کو ترقی دی مصر میں متعدد مدارس قائم کرائے۔

ملوک طاہریہ خراسان

لیث ابن علی خراسانی نے سب سے پہلے انتظام حکومت کے لیے پارلیمنٹ قائم کی۔

شاہان کرمان

جلال الدین سنور غتمش نے اہل مصر کو خراسان بلا کر ایک رصدخانہ بنوایا۔

شاہان کرت

ملک شمس الدین ابن ابی بکر کرت نے عجم میں سب سے پہلے کتب خانے جمع کئے۔

ملک شمس الدین ابن شمس الدین۔ فنون زراعت اور صناعت کا بہت شوقین تھا۔

سلاطین صفویہ ایران

اسمعیل شاہ صفوی کے زمانہ میں ایک ایسا عالیشان مینار تیار کیا گیا جو تمام ممالک عجم سے زیادہ بلند تھا محمد خدا بندہ ابن طہماسپ نے عربی اور سنسکرت کا ایک بڑا کتب خانہ جمع کیا۔

سلاطین عثمانیہ ایشائے کوچک

سلیم خان دوم ابن سلیمان خان دوم نے بہت سے مدارس قائم کئے۔

سلطان احمد خان اول۔ نے فوجی اصول مرتب کئے۔

سلطان مصطفےٰ خان نے جنگی بیڑوں کو ترقی دی۔
سلطان عثمان خان نے بڑے پیمانہ پر سی آئی ڈی کا محکمہ قائم کیا۔
سلطان محمد خاں رابع نے بہت سے علمی کتب خانے اہل علم کے لئے وقف کئے۔
عثمان خاں ثالث نے دیگر ممالک میں سفارتخانے تعمیر کئے۔
مصطفےٰ خاں ثالث نے یتیم خانے اور شفاخانے تعمیر کرائے۔

ان کے علاوہ خاندان بنی ایوب خاندان عادل کبیر خاندان بیجاپور شاہان گولکنڈہ خاندان بریدشاہی حکمرانان جونپور خاندان مغلیہ خاندان غلاماں کی علمی ترقیوں کو اگر مجملاً بھی لکھا جائے تو تاریخ کا ایک ایسا دفتر مہیا ہو سکتا ہے جسکی انتہا دار آخرت سے ملی ہوئی ہو۔

اساطیر الاولین ابراہیم ابن یحییٰ نقاش ابو اسحق مشہور ولد الزرقیال اندلسی قرطبی رصد ستارگان اور آلات نجومیہ کے استنباط کا زبردست ماہر تھا اس کی کتاب صحیفۃ الزرقیال کو اس فن کے ماہرین وقیع نگاہوں سے دیکھتے ہیں اس کتاب میں علم حرکات فلکی کے تمام نوادرات مندرج ہیں جب یہ کتاب علمائے شرق نے دیکھی تو وہ حیرت واستعجاب میں ڈوب گئے اور انہیں مصنف کی ہیئت دانی کا اعتراف کرنا پڑا۔

اس کی بنائی ہوئی وہ رصدگاہ ہے جس پر ابن الجحاد کے علم افلاک کا دارومدار ہے اس نے اس رصد کے مطابق تین زیچیں بنائیں جن کے نام (۱) الکور علی الدور۔ (۲) الابد علی الابد اور (۳) مقتبس ہیں۔

یہ زیچیں بڑی کارآمد اور بہت سی معلومات کا سرچشمہ ہیں ان میں منجملہ دیگر فوائد کے حسب ذیل امور کی معرفت کا ذکر ہے۔

ہر سال کے ابتدائی دن کا نام معلوم کرنے کا طریقہ۔ تواریخ ایام میں ما بینی موافقت کبیس رومی اور عربی سنوں کے معلومات بنیاد عمارت کنوئیں اور نالوں کی گہرائی کا اندازہ لگانا ایک سطح مستوی کے مکان سے دوسرے اسی سطح کے اسی قدر بلند مکان میں آسانی

سے پانی کھینچنے کی ترکیب نہروں اور نالوں کی چوڑائی معلوم کرنا اپنے اور دیگر ممالک کی رات اور
اور دن کی گذری ہوئی ساعات کا اندازلگانا ہلال کو صبح اور شام کے وقت کس طرح دیکھ سکتے ہیں
مہینے کے ان تمام وقتوں کا ذکر جن میں چاند نکلتا اور غروب ہوتا ہے ساعات مستویہ کا ساعات
زمینیہ سے معلوم کرنا اور بالعکس ستاروں سے رات کو وقت کا اندازہ لگانا معلوم مہینوں
کو درجۂ آفتاب کے اعتبار سے معلوم کرنا رات کیوقت ارتفاع نجوم کے اعتبار سے عرض بلد
معلوم کرنا تمام ستاروں کی اور .. اپنے شہر میں طلوع و غروب ہونے والے ستاروں کی
معلومات ۔

اس کے علاوہ ان زیجوں میں ہزارہا علوم فلکی کے معلومات مندرج ہیں جو بخوف طوالت
نظر انداز کیے جاتے ہیں ۔

ابراہیم ابن ہلال ابن ابراہیم ابن الزہرون الصابی ابو اسحق

شہر حران میں پیدا ہوا

بغداد میں پرورش پائی اور یہیں تعلیم حاصل کی شاعر تھا نظم و نثر میں بلیغ روزگار سمجھا جاتا تھا
علم ریاضی خصوصاً ہندسہ اور ہیئت کا ماہر تھا جس زمانہ میں شرف الدولہ ابن عضدالدولہ نے
بغداد میں رصد بنانے کا ارادہ کیا اور اس کی تعمیر دیجن ابن رستم قوہی کو سپرد کی تو دیجن کے ساتھ
منجملہ اور علمائے فن کے ابراہیم بھی تھا اور جس محضر پر رصدگاہ کا اسکیل بنا ہوا تھا اس پر اس
کے بھی دستخط تھے ۔

شاہان اولاد بویہ عراق کے درباروں سے بھی اس کے مراسم رہے مگر دنیا نے کبھی اس کا
ساتھ نہ دیا اس کی زندگی کی داستانیں بڑی دلچسپ ہیں یہ کبھی دنیا کو خسروانہ لباس میں نظر آتا
تھا اور کبھی خرقہ پوش مفلس کہیں قید ہو جاتا تھا تو کہیں آزاد اس نے آل بویہ کی نادرالوجود تاریخ لکھی
جس کا نام کتاب التاجی ہے اور جسکو علمائے بلاغت عزت سے دیکھتے ہیں اس کے علاوہ
اس نے ایک کتاب خطوط مثلثات کے بیان میں بھی تصنیف کی اور بہت سے رسالے

ریاضی اور ہندسہ کے اس کی تصنیف سے پائے جاتے ہیں۔
سنہ ۳۱۳ھ ۵ رمضان المبارک جمعہ کی رات کو بغداد میں پیدا ہوا اور سنہ ۳۸۴ھ ۱۲ شوال
بروز پیر بغداد ہی میں وفات پائی۔

احمد ابن محمد ابن مروان ابن الطیب سرخسی شاگرد ابو اسحٰق کندی	موسیقی اور علم منطق کا ماہر اور

متقدمین عرب کے اکثر علوم کا عالم تھا جدت طراز طبیعت رکھتا تھا ابتدا میں معتضد کا استاد تھا
پھر ہمنشین اور مشیر ہو گیا معتضد امور مملکت میں اس سے مشورہ کیا کرتا تھا اخیر میں ایک رازدارانہ
بات کے ظاہر کر دینے پر معتضد نے ۲۸۶ھ میں اسے قتل کرا دیا۔

اس کی مصنفہ کتابوں کی تعداد بہت کافی ہے جن میں سے مشہور تریں یہ کتابیں ہیں۔
کتاب مقولات عشر۔ کتاب بارابنیوس۔ کتاب نولوثیقیا۔ کتاب غش الصناعۃ۔ کتاب اللهو
والملاہی۔ کتاب السیاسۃ۔ کتاب المدخل (صناعت نجوم میں) کتاب الموسیقی الکبیر دو جلد۔
کتاب الموسیقی الصغیر۔ کتاب المسالک والممالک۔ کتاب الارثماطیقی جبر و مقابلہ۔ کتاب المدخل
(طب) کتاب المسائل۔ تاریخ بغداد۔ کتاب الطبیخ۔ کتاب زاد المسافر۔ کتاب المدخل۔ (موسیقی)
کتاب النمش والکلف۔ (رخساروں کے داغوں کو نمش اور کلف کہتے ہیں)۔ کتاب الجبل اس میں
پہاڑوں کے فوائد سے بحث کی ہے۔ صابیوں کے مذہب کے بیان میں اس نے ایک کتاب لکھی۔
اس نے نو پیدا چیزوں کے متعلق معلوم کیا کہ نہ وہ متحرک ہوتی ہیں اور نہ ساکن اور اس
کے متعلق اس نے ایک کتاب بھی لکھی۔

احمد ابن محمد صاغانی ابو حامد اصطرلابی	علم ہندسہ کا ماہر تھا اس کے زمانہ میں علم ہیئت میں اس سے زائد کوئی نہ جانتا

تھا بغداد میں بہت سے آلات ہیئت ایجاد کئے ماہرین ہیئت کا کئی صدی تک ان آلات پر دار
و مدار رہا اس کے شاگرد فخر کیا کرتے تھے کہ احمد ابن صاغانی ہمارا استاد ہے جب شرف الدو

نے دیجن ابن سنم کو سبع سیارات کی رصد بنانے کا حکم دیا اور رصد کے تکمیل بنائے گئے اس پر احمد صاغانی کے بھی دستخط تھے۔

اس نے اپنی ایک تصنیف میں یہ بات ثابت کی کہ آفتاب دو برجوں میں نزول کر سکتا ہے اس کی وفات ۳۷۹ھ میں بغداد میں ہوئی۔

ابو الحسن ثابت بن قرہ بن مروان ابن کرویا ابن ابراہیم ابن مانیوس ابن سلامانیوس حرانی

۲۲۱ھ حران میں پیدا ہوا صرافی کیا کرتا تھا مختلف علوم میں متعدد کتابیں تصنیف کیں جب محمد ابن موسیٰ ابن شاکر نی روم سے آیا تو ابو الحسن ثابت کو اپنے ہمراہ لیتا آیا معتضد نے اپنے منجموں میں اسے داخل کر لیا یہ اسلام کا زبردست فلسفی ہے سریانی زبان کا بہت بڑا ماہر تھا اس کی تمام مصنفہ کتابیں جن کا پتہ تاریخ سے چلتا ہے تعداد میں ایک سو بائیس سے زیادہ ہیں اس نے ابلونیوس بطلیموس و افلاطون کی کتابوں کی اصلاح کی اس کی کتابوں کے موضوع علوم مختلفہ ہیئت فلسفہ منطق طب ریاضی۔ سائنس۔ اقلیدس۔ فقہ۔ موسیقی۔ عروض۔ اخلاق ہے جغرافی سلسلہ میں بھی اس کی نادر کتابیں پائی گئیں ہیں جن میں پہاڑوں کے فوائد دنیا کے شہروں کی آب و ہوا کے حالات مندرج ہیں اس کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا ہمہ گیر عالم تھا کہ اس کی وسعت معلومات کے مقابلہ میں ارسطو اور افلاطون کوئی حقیقت نہیں رکھتے وہ علم طب میں بقراط و سقراط کا ہمدوش ہے علم ریاضی میں اقلیدس کا ہم رتبہ ہے فلسفے میں افلاطون و ارسطو کا ہم پرواز ہے ہیئت میں بطلیموس سے دوش بدوش۔ ہم اس کی کتابوں کے بعض آسان موضوع لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ ان میں کیسے عجیب و دلچسپ مضامین لکھے گئے ہوں گے۔

کتاب۔ سمندروں کے پانی کے کھاری ہونے کا سبب۔
" چاند اور سورج کے گہن کی نشانیاں اور گہن کی علت۔

کتاب - پہاڑوں کی پیدائش کے بیان ہیں۔
کتاب - پتھروں کے حالات اور اقسام میں۔
چند کتابیں - گانے کے طریقے اور موسیقی اصول جنمیں بعض کتابوں کا حجم تین سو اور صفحات سے زیادہ ہے۔
کتاب - جنوب میں چاند کے نظر آنے کا بیان۔
کتاب - رحم میں بچہ کس طرح پیدا ہوتا ہے
کتاب ۔ ستوانسے (ہفت ماہہ) بچے کے حالات میں۔
کتاب - متعدد ممالک کی آب و ہوا کے اثرات
کتاب - چھیپ اور ان بدنما داغوں کے بیان میں جو بدن پر پیدا ہو جاتے ہیں۔
کتاب - اُن مناسب اوقات کا ذکر جن میں حمل گرایا جائے۔
کتاب - دو پتھروں سے آگ کیوں پیدا ہوتی ہے۔
چند کتابیں رصد کے بیان میں
کتاب دریائی خاکی آبی ۔ ہوائی ۔ جانوروں کی تشریح۔

اس کی منترجمہ کتابیں جنہیں اس نے سریانی سے عربی یا عربی سے سریانی میں ترجمہ کیا ان کے متعلق ابی علی محسن لکھتا ہے کہ وہ بے شمار ہیں۔

ایک دلچسپ واقعہ اِس سے منسوب ہے جو اس کی طبی دور اندیشی کا ثبوت دیتا ہے۔ یہ ایک قصائی کی دکان پر آیا جایا کرتا تھا جسکو کلیجی پر نمک چھڑک کر کھانے کی عادت تھی اولاً تو اس کا یہ شغل اُسے ناگوار معلوم ہوا مگر پھر اس نے اندازہ لگایا کہ اسے عنقریب سکتہ ہو جائے گا اس نے سکتہ کے دور کرنے کے لئے ایک دوا تیار کی جسے اکثر اوقات اپنے ساتھ رکھتا تھا ایک دن جب قصائی کی دوکان کی طرف اس کا گذر ہوا تو معلوم ہوا کہ آج صبح وہ اچانک مر گیا تابت نے جا کر اس کی نبض دیکھی تو ختم ہو چکی تھی مگر اس نے اسکے ٹخنے پر ایک لکڑی ماری جب نبض میں کچھ تحرک پیدا ہوا تو اس نے اپنی مجوزہ دوائی اس کے حلق سے نیچے اتار دی

قصائی نے آنکھیں کھولدیں اور ایک دو روز میں تندرست ہوگیا۔

سنہ ۲۸۸ھ ۲۶ صفر بروز جمعرات اس عظیم المرتبت اسلامی فلسفی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

ابو معشر جعفر ابن محمد ابن عمر بلخی

انتالیس کتابوں کا مصنف ہے علم تعدیل اور علم نجوم کا زبردست ماہر تھا اقوام عالم کی تاریخ سب سے زیادہ جانتا تھا بڑا پیشین گو تھا عموماً وقت سے پہلے آنے والی باتیں بتا دیتا تھا مستعین باللہ نے پیشین گوئی کرنے پر اس کے کوڑے مارے یہ عموماً کہا کرتا تھا کہ میں نے سچ بول کر عذاب پایا شراب کا عادی تھا سو برس سے زیادہ عمر پاکر "واسط" میں انتقال ہوا۔

اس کی بعض کتابوں کے دلچسپ مضامین حسب ذیل ہیں۔

کتاب	ممالک عالم کا ذکر۔
کتاب	دریاؤں میں طوفان آنے کا وقت معلوم کرنا۔
کتاب	آسمان کی صورت
کتاب	علم نجوم کے اثبات میں
کتاب	ممالک کی آب و ہوا کا ذکر۔
کتاب	بارش اور ہوا چلنے کے اسباب۔

ابو الفضل جعفر ابن مکتفی باللہ

جلیل القدر عالم اور بہت سے علوم سے واقف تھا قدیم علمی کتابوں پر بہت حواشی لکھے فلاسفروں کی تاریخ سب سے زیادہ جانتا تھا سنہ ۲۹۴ھ میں پیدا ہوا اور بقول ہلال ابن حسن ۳۷۷ھ صفر روز شنبہ "دستر" میں وفات پائی۔

جب عضد ولہ بغداد آیا تو جعفر سے ملنے کی خواہش کی یہ اس کے مکان پر جاتا اور بے تکلف صحبتیں رہتیں۔ معتضد اس کا بڑا احترام کرتا تھا اور عموماً تنہائی میں اس سے ملتا اور اس کا ما

نجوم کی رو سے آنے والی باتیں دریافت کیا کرتا تھا اکثر اس کی پیشین گوئیاں صحیح ہوتی تھیں۔

غرس النعمت محمد ابن الریس ہلال صابی نے جعفر ابن المکتفی کی ایک کتاب کا ذکر کیا ہے جس میں تمام ان دمدار ستارے اور انکی تاثیرات کا ذکر ہے جو ابتدائے عالم سے اسوقت تک پیدا ہوئے تھے۔ اس کتاب میں ان دمدار ستاروں کا بھی ذکر ہے جو معتصم باللہ کی وفات سے پہلے نمودار ہوئے تھے ایام خلافت معتصم ۲۲۵ھ ۱۹۔ آب منگل کے دن آفتاب کے وسط میں ایک نقطہ پیدا ہوگیا تھا جس کے باعث بڑے بڑے حادثات واقع ہوئے بقول مورخ کندی یہ نقطہ اکیانوے دن تک آفتاب میں نظر آتا رہا اور اس کے بعد معتصم مرگیا یہ سیاہ نقطہ زہرہ کا کسوف تھا ہارون رشید کی وفات سے پہلے بھی بہت سے دمدار ستارے طلوع ہوئے تھے جعفر نے ان واقعات کا ذکر اپنی کتاب میں کیا اور ان تمام دمدار ستاروں کی تاثیرات بتائیں

ابو علی حسن ابن الحسن ابن الہیثم مہندس بہت بڑا [illegible] مہندس کا زبردست ماہر تھا یہ مشہور کہا کرتا تھا اگر کاش اگر میں مصر میں ہوتا تو ساحل نیل پر ایک ایسا کام کرتا کہ دنیا اس سے فائدہ حاصل کرتی جب حاکم مصر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس کو بلا کر کام رکھ لیا مگر یہ ساحل نیل پر کوئی کام نہ کرسکا۔ اخیر میں اسے تصنیف و تالیف کا شوق ہوا ابو یوسف الناشی خوش باش تعلب کا قول ہے کہ ابن الہیثم باوجود اپنے ذاتی کاروبار کے ایک سال میں تین کتابیں لکھ لیا کرتا اس کی مصنفہ وہ کتابیں جن کا تاریخ سے پتہ چلتا ہے تعداد میں چونسٹھ ہیں جو کم و بیش بیس علوم پر مشتمل ہیں ۴۳۰ھ میں قاہرہ کنارہ نیل پر وفات پائی۔

تعلیمات اسلامیہ ذیل کے ارشادات ایک نو مسلم انگریز کے ہیں جو اسلامی ممالک میں برسوں رہا ہے اور جس نے تعلیمات اسلامیہ پر ناقدانہ اور گہری نظر ڈالی ہے روح و قلب کی تسلی حاصل کرکے حلقہ بگوش اسلام ہوا ہے یقیناً اسلام کی تعلیمات اس قدر اپنے اندر متلاشی حق کے لئے تسلی و تسکین قلب کے ایسے سامان موجود رکھتی ہیں کہ بے تعصب

غور کرنے والا ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا موجودہ زمانہ میں جو لوگ خانہ ساز توہمات
اسلام کے سر تھوپ دیتے ہیں انہیں بجائے اپنی جہالت کا اظہار کرنے کے ان لوگوں کے خیالات
کو تسلیم کر لینا چاہیئے جو اسلام سے واقف ہیں جو شخص یا جو لوگ اسلام کی مذہبی زبان عربی سے نابلد
ہونے اور اسلام کی تعلیمات سے ناواقف ہونے کے مذہب مقدس اسلام پر زبان طعن دراز
کرتا ہے اس سے زیادہ احمق اور نامعقول کون ہو سکتا ہے۔

اسلامی تعلیم دوسرے مذاہب و اقوام کی تعلیمات سے اس پہلو میں مختلف ہے کہ اس کا
مقصد و مطمح نظر جیسا کہ سب لوگوں کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے افراد یا مجمع افراد کی نہیں بلکہ تمام
بنی نوع انسان کی تربیت و تہذیب ہے کسی ملک میں علم و فن اور ادب کے ہزاروں کارنامے
سرانجام دئے جائیں۔ لیکن اگر وہاں بے انصافی ظلم و عدوان اور عدم رواداری موجود
ہے تو اسے اسلام کے نزدیک کوئی اعتبار حاصل نہیں ہے رزم بزم اور امن و صلح کی ہزارہا
ظفر مندیاں خواہ وہ کتنی ہی شاندار و عظیم الشان ہوں اسلام کی تعلیم و احکام اہم تر زاویہائے
نگاہ میں "عالمگیر اخوت" سے کم پر اسلام نگاہ بھی نہیں ڈالتا بہ لحاظ مذہب یہ انسان کی ان
کوشش کی جو اس کی ذات اور قوم کی اصلاح و ترقی سے متعلق ہوں دوسرے تمام مذاہب سے
زیادہ حوصلہ افزائی کرتا ہے اور چونکہ اسلام دنیا میں جلد ہی ایک زبردست قوت بن گیا اس لئے
اس نے ایسے شاندار تعلیمی اور تہذیبی نتائج پیدا کئے کہ دنیا کی تمام تہذیبوں، تمدنوں، مذاہب
اور فلسفوں کے کارنامے مل کر بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے کوئی شخص جس نے قرآن کا مطالعہ کیا ہے
اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ انسانی فلاح و ترقی ہی اسلام کا واحد اور مسلمہ مقصد اور نصب العین
ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی صحیفے اور کتابیں اس دنیا کی کامیابی اور فلاح کا وعدہ ان لوگوں کو
دیتے ہیں جو ان کے احکام پر عمل کریں گے کہ انسان کا نصب العین بنی نوع کی بحیثیت مجموعی کامرانی
و بہتری ہے اور کہ یہ کامرانی انسانی فطرت کے عطیوں اور اور قوم کی صحیح تربیت ہی سے حاصل
ہو سکتی ہے۔

اس تربیت کے دوران میں بعض مخصوص طریقے اور فنی اصول ابتدا ہی کار میں ممنوع قرار دیئے گئے ہیں کہ وہ اصول اور طریقے بت پرستی، بوتسی مذہب اور مخصوص تھے اور نسل انسانی اور تہذیب و تمدن کے احیا کے لئے ان کی کامل بربادی ضروری تھی اسلام کا مقصد یہی نہیں ہے کہ انسانی زندگی کے ظاہر عوارض کو خوبصورت اور عمدہ بنایا جائے بلکہ وہ خود انسانی زندگی میں تحسین و تزئین چاہتا ہے اسلام نے انسانی ترقی کی راہ بہت سے اوامر و نواہی کی مشعلوں سے دکھائی ہے جو آدمی کی روزمرہ زندگی کے ہر پہلو اس کی عمرانی حیات اور سیاست پر روشنی ڈالتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے دل اور روح کو رغبت اور تحریص بھی دلائی ضابطہ اسلام ایک عملی نظام ہے اور نہایت کامیابی سے اس پر عمل درآمد ہو چکا ہے جس پر تاریخ عالم کو بےحد حیرت واستعجاب ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ احکام محض مذہبی ارشادات ہیں ان کا تعلق زندگی سے کچھ نہیں ہے مذہب اگر عملی نہیں ہے تو وہ اسلام نہیں ہے کیونکہ اسلام نے اپنے احکام کی عملی تفسیر مقرر و متعین کر کے دکھا دی عظیم ترین پیمانے پر سخاوت و امداد کا عملی نظام قائم کیا اور صدیوں تک اسلامی دنیا کے تمام عمرانی اور سوشل مسائل حل کئے قران کے مطابق سچا مذہب وہی ہے جو عملی ہو اور نظری نہ ہو ۔

اسلام میں دنیوی اور دینی تعلیم میں کوئی فرق نہیں ہے اسلام کے حلقۂ دینی میں ہر قسم کی تعلیم داخل ہے اسلام ہی کے سر اس امر کا سہرا ہے کہ اس نے دوسرے علوم کو بھی دینی مقام مقدس عطا کیا جو قرآن مجید کے مطالعہ کو دیا ہے مسجد اسلامی دنیا کی یونیورسٹی اور دارالعلوم ہے ۔ اور یہی وہ وحدت ہے جس نے مسلمان متعلم کو امن و سکون کی جگہ عنایت فرمائی ۔

پھر اسلام عقلی مذہب بھی ہے اس کا اعتقاد ہے کہ وسیع آزادی خیال اور اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان انسانی ترقی کے لئے بہت ضروری ہے اسلام ہی نے ثابت کر دکھایا ہے کہ ایمان اور عقل ایک دوسرے سے مطابقت رکھتے ہیں۔ ابتدائی زمانے میں کامل آزادی خیال کے ساتھ انتہائی ایمان باللہ شامل تھا کہ اسلام کے نزدیک دنیا میں کوئی شے اس قدر مقدس نہیں کہ وہ

تنقید وجرح سے ورا اور ارہو۔ صرف ایک مافوق الفطرت، عالم خیال سے بلند و برتر خدا ہے جس کی توحید و وحدانیت ایک مرتبہ تسلیم ہو جانے کے بعد مزید بحث کی اجازت نہیں دیتی وہ سب کے لئے ہے تمام پر مہربان اور رحیم ہے اسی نے انسان کو عقل عطا کی جسے مسلمان اللہ تعالیٰ کا سب سے اچھا عطیہ سمجھتے ہیں جس کا استعمال خدا کے نام پر آزادی کامل سے ہونا چاہئے اسلام میں معجزات الوہیت کی دلیل نہیں ہیں، بلکہ وہ انسان کے خدا کی بارگاہ معلی میں ایک مخصوص حد تک ترقی کرنے کی علامات ہیں، جس پر پہنچکر وہ اسرار و رموز عیاں ہو جاتے ہیں جو عام دنیا سے مخفی تھے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تعلیمات اسلامی تخیل حاضرہ اور حالات موجودہ کے حسب حال نہیں ہے۔ کیونکہ انکی بنیاد جمہوریت امرائیت۔ سرمایہ داری یا دوسرے طریقوں پر نہیں ہے جنکا موجودہ زمانہ میں تجربہ ہو چکا ہے اور ان کی ناکامی ثابت ہو چکی ہے بلکہ اس کی بنائے حکومت خالص مذہبیت اور خدائی احکام پر مبنی ہے۔ ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام کی مذہبیت محض خیالی اور مذہبی بنیاد پر قائم نہیں ہے بلکہ وہ عملی ہے اور واقعی زندگی پر مبنی ہے اور اس لئے میری رائے ہے کہ موجودہ زمانہ کے لئے بہترین شے صرف اسلامی تعلیم و تہذیب ہے۔

پھر اسلام۔ سوشلزم۔ بولشوزم اور فسسزم کے مقابلہ میں جو اس وقت دنیا کے امن وامان کے لئے خطرناک ہو رہے ہے ایک کامل سیاسی اور سوشل نظام پیش کرتا ہے ہر ایک مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ یہ مذہب سب سے زیادہ عملی ہے اور انجام کار تمام دنیا کی اقوام اصولی طور پر اسے قبول کرنے پر مجبور ہونگی خواہ بحیثیت اصطلاحی مسلمان کے یا غیر مسلم کے کہ اسلام کے قوانین فطری ہیں لہذا وہ خدائی ہیں اور انسانی ترقی پر حکمراں ہیں۔

اسلام کا نظام زندگی انسانوں سے امن استقلال کا وعدہ کرتا ہے جہاں کہ وہ آج جماعتی جنگ اور اقوام وملل کی کشاکش اور ابتری و ناپائیداری کا دروازہ دیکھتے ہیں۔ اس لئے یہ بہت بڑی حماقت ہوگی کہ اس قسم کے ضابطہ آئین کا صرف اس لئے مطالعہ نہ کیا جائے کہ اس

کی بنیاد محض خدا کے تخیل پر قائم ہے اور اسے اللہ کے رسول نے الہام پاکر دنیا پر پیش کیا۔

قرآن مجید علم طبیعات کے میدان میں کام کرنے کی بہت تاکید کرتا ہے قرآن مجید صاف الفاظ میں اس ارشاد کی تائید کرتا ہے کہ اگر چین میں بھی علم ہو تو اسے حاصل کرنے وہاں جاؤ مسلمان علماء نے علم کیمسٹری کے تجربات کے بعد جو اصول اور نظریئے قائم کئے وہ موجودہ کیمیاوی سائنس کے اندر بمنزلہ بنیاد قرار دیئے گئے ہیں اور مسلمانوں نے فزکس اور علم نباتات میں تجربات کئے اور ایجادات و اختراعات سرانجام دیں انہوں نے جغرافیہ میں زبردست ترقی کی عرب اپنے زمانہ کے عظیم ترین تاجر سیاح اور جہاز راں تھے علم معالجہ میں ان کے کارنامے اس قدر شاندار تھے کہ صدیوں تک ایشیا کے برابر یورپ بھر میں یونانی طب کا رواج رہا علم ہیئت میں مسلمانوں کے پاس رصدگاہیں تھیں جن میں نہایت صحیح اور یقینی آلے تھے اور مشاہدات کو نہایت احتیاط سے قلمبند کیا جاتا تھا بہترین رصدگاہیں ہسپانیہ کی تھیں اور سمرقند میں ایک خصوصیت سے اعلیٰ درجہ کی رصدگاہ تھی مصوری اور مجسمہ سازی کی ممانعت پر تمام لوگوں کا اتفاق تھا۔ اور اس مقصد کا مذہبی اور اصلاحی تھا اس لئے کہ ذی روح اشیاء کے مجسموں کا بت پرستی سے گہرا تعلق ہے اسی باعث موسیقی اور ڈرامہ کی بھی غیر پسندیدہ فنون کی حیثیت سے حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی تھی اگرچہ جذبۂ نشاط موسیقی کو زندہ رکھے ہوئے تھا تاہم اسے محض ضیافت طبع کا مرتبہ دیا گیا تھا اور اسے فن کی حیثیت حاصل نہ تھی ڈرامہ اس لئے ناپسند کیا جاتا تھا کہ ایک مسلمان کی شان سے یہ بات بعید سمجھی جاتی تھی کہ وہ بھیس بدل کر وہ کچھ ہونے کا بہانہ کرے جو وہ حقیقت میں نہیں ہے اور مسلمان عورت کی عزت سے بہت ہی گری ہوئی بات ہے۔

مسلمانوں کے کارنامے جو انہوں نے فن تعمیر میں سرانجام دیئے شاندار تھے اسلام میں جتنے ملک تھے اتنے ہی تعمیری طریقے تھے حسن و خوبی کو پسند کرنے والے کے لئے اتنی بڑی فردوس نگاہ کہیں بھی نہیں بنائی گئی جیسی۔ قرطبہ کا گرجا سمرقند کا محل الحمرا تاج محل اور بیت المقدس کی پہاڑی کا قبہ اور ولی اصغر کا مقبرہ وغیرہ سایئے کی ٹھنڈک دھوپ کے رنگ تقویت عظمت اور

قوت جو شائستگی اور نفاست کے ساتھ ملی ہوئی ہو تمام اسلامی دنیا میں فن تعمیر کا اصول تھا۔
شاعری چند نفوس منتخبہ کے لئے ہی مخصوص نہ تھی یہ شئے تمام اصحاب ذکاوت و فطانت
کے تفنن طبع کا سامان مہیا کرتی تھی جاہلیت کے عرب شاعری میں سب سے فوقیت لے گئے تھے۔ اور
بہت سے مستشرقین چند مشہور شاعروں کو اسلامی زمانہ کے تمام شاعروں پر فائق سمجھتے ہیں۔
ایک خاص قسم کی تصحیح البیانی اور منطق بہت سی کتابوں کے موضوع تھے فلسفے کی تصانیف
کثرت سے پائی جاتی تھیں اور ان میں سے اکثر نہایت دلچسپ ہوتی تھیں تاریخ ایک ایسا
علم جسکو مسلمانوں نے بہت ہی ترقی دی تاریخ کی کتابوں میں نہایت عمدہ تفصیلات دی گئی
ہیں، جو انسانی فطرت رسوم و رواج پر آزاد خیالی اور وسیع النظری سے روشنی ڈالتی ہیں۔
دوسرے ادبی شعبوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا اسلامی قوانین و
ضابطہ آئین عربی قواعد اور تصوف کی تصانیف شامل ہیں۔
آخر میں آپنے فرمایا کہ اسلامی فن اور ادب کبھی فنا نہیں ہوا لیکن علم طبیعات کوئی دو سو
برس سے مسلمانوں میں بالکل نہیں رہا اسلامی ادب و تصنیف انیسویں صدی کے نصف سے
دوبارہ زندہ ہونا شروع ہوا ہے ہندوستان میں آپ دیکھتے ہیں کہ آج کل اسلامی تصانیف کا
مرکز فروعی اختلافات کی جنگ آزمائی ہے ریاست حیدرآباد میں علم و فضل کا ایک نیا دور حضور والی
دکن کے فیاضانہ ہاتھوں سے شروع کر دیا گیا ہے اور اس میں اردو کو مخصوص اہمیت حاصل ہے
ہر طرف علم و فن کے جسم مردہ میں نئی روح پھونکی جا رہی ہے جس سے یقین ہوتا ہے کہ عنقریب
اسلام پھر اپنے مشن کی تکمیل کرنے کے قابل ہونے والا ہے۔
سب سے بڑا اور عام الزام جو اسلام پر تاریخی اور مذہبی اعتبار سے مغربی مصنفین نے
لگایا ہے وہ یہ ہے کہ "اسلام غیر روادار ہے"
انتقامی کارروائی کی انتہا یہ الزام ہے جبکہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ ہسپانیہ اور اطالیہ اور
اپولیہ میں ایک مسلمان کو بھی زندہ نہیں رکھا گیا اور یونان میں ۱۸۲۱ء کی بغاوت کے بعد ایک

مسلمان بھی زندہ اور ایک مسجد بھی کھڑی نہیں رہنے دی گئی ۔ بلقان کے مسلمان جو ایک زمانہ میں اکثریت کے مالک تھے تمام یورپ کی سازش و رضامندی کے ساتھ تدابیر خاص سے کم کردیئے گئے مسلمانوں کے ملکوں میں عیسائیوں کو عجیب عجیب طریقوں سے بغاوت کرنے اور تمام مسلمانوں کا قتل عام کرنے پر ابھارا گیا لیکن جب مسلمانوں نے انتقام لینا چاہا تو انہیں سخت مطعون کیا گیا یہودیوں پر تمام یورپ کے اندر زمانہ وسطیٰ میں ظلم وستم کیا گیا عربوں کے ہسپانیہ سے نکلنے پر ان کے اوپر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا انہیں زاری روس میں ستایا گیا اور موجودہ زمانہ میں بھی پولینڈ کی سرزمین ان پر تنگ کردی گئی لیکن اسلامی ممالک میں عیسائی اور یہودی آزادی ضمیر اور اپنے قومی معاملات میں داخلی طور پر کامل اختیارات سے بہرہ اندوز تھے اور ہیں عیسائی مجلس احتساب خونی کے ظلم وستم سے جو لوگ بھاگے تھے ان کے لئے اسلامی ممالک بہترین پناہ گاہ تھے مغربی عیسائیوں کو مسلمانوں کے اعتقادات کے متعلق اس وقت تک کچھ بھی معلومات حاصل نہیں ہوئیں جبتک اٹھارہویں صدی کے دائرۃ المعارف لکھنے والے نہیں پیدا ہوئے لیکن مسلمانوں کو خوب معلوم تھا کہ عیسائیت کیا ہے اور اسلام سے کس کس بات میں مختلف الخیال ہے اگر یورپ کو بھی اسلام کا اتنا ہی علم ہوتا جیسا کہ اس زمانے میں مسلمان عیسائیت سے واقف تھے تو صلیبی جنگیں نہ ہوئی ہوتیں ۔

عیسائیت بیرونی دنیا کو قطعی طور پر مردود سمجھتی تھی لیکن اسلام کا یہ خیال نہیں تھا شریف اور نیک دل عیسائی غیر عیسائی دنیا کو بغیر عیسائی بنا کر ہی نجات دلا سکتے تھے جب تک مغربی اقوام عیسائیت کے مذہبی قانون سے نکل نہیں گئیں وہ رواداری کے لفظ سے واقف نہیں ہوئیں اس کے برعکس مسلمان رواداری اور تہذیب کے دوسرے اعلیٰ مقامات سے اس وقت محروم ہوئے جب انہوں نے اسلام سے منہ پھیر لیا اسلام کے آنے سے پہلے رواداری کی بحیثیت مذہب ہونے کی حیثیت سے تبلیغ نہیں کی گئی تھی مسلمانوں کے لئے یہودیت ۔ عیسائیت اور اسلام ایک ہی مذہب کی تین صورتیں تھیں یہودی خدا کی رحمت کو صرف اپنے مخصوص فرقے کے لئے

محدود کرتے تھے اور خدا کی بادشاہت کو اپنی قوم کا ورثہ قرار دیتے تھے عیسائی کہتے تھے خدا کا رحم نہیں حاصل ہو سکتا ہے جو ہمارے مخصوص عقائد کو تسلیم کریں۔

اور کہتے تھے کہ خدا کی بادشاہت اس دنیا کی زندگی سے ایک علیحدہ شے ہے جو ان عقائد سے انکار کرتا تھا ذات برادری سے خارج سمجھا جاتا تھا خدا کی بادشاہت کا صحیح مفہوم صرف اسلام ہی نے پیش کیا قرآن مجید بتواتر تمام مذاہب کی تصدیق کرتا ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب سے یہ نہیں کہا کہ تم میرے پیرو ہو جاؤ بلکہ حضور نے فرمایا کہ تم خدا کی بادشاہت کو قبول کرلو بعد کے مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے حلم اور رواداری کے مرتبہ سے ذرا گر گئے اور بعض اوقات غیر مذاہب کے لوگوں سے سختی کا سلوک کیا لیکن یہ بات صرف صلیبی جنگوں کے بعد ہوئی ہے مسلمانوں نے عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ ہمیشہ خاص سلوک کیا تھا شام میں بہت سی ایسی مساجد ہیں جہاں عیسائی اور مسلمان برابر عبادت کر سکتے تھے اسلام کی رواداری کا مقابلہ دنیا کا کوئی مذہب نہیں کر سکتا اسلام کی رواداری قوم مذہب نسل رنگ سے بالا ہے رواداری اسلام کی زبردست قوت ہے اس لئے کہ صداقت کا عنوان ہے۔

میں آپ کے سامنے تہذیب اسلامی کے عروج و عظمت اور زوال و انحطاط پر مختصراً کچھ عرض کر چکا ہوں یہ رواج سا ہو گیا ہے کہ اسلام کے زوال کی ذمہ داری اسلام کی کسی خصوصیت سے منسوب کی جاتی ہے یعنی مسئلہ تقدیر کے ساتھ لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ پھر اس کی ترقی و عروج اور وہ حیثیت بلند و اعلیٰ جو مسلمانوں کو دنیا میں مدتوں تک نصیب ہوئی کس چیز سے منسوب کی جائے از روئے منطق اس کا سہرا بھی تقدیر ہی کے سر رہنا چاہئے اگر مسئلہ تقدیر اسلام کی خصوصیت ہے

اس کے علاوہ اس امر کی توجیہ کیسے کی جائے گی کہ مسلمانوں نے اسوقت تک زبردست جوش اور قوت کا اظہار کیا اور شاندار ترین کامیابی حاصل کی جبتک وہ اسلام کے حکموں پر کار بند رہے اور جوں جوں انہوں نے اس کی تعلیم سے روگردانی اختیار کی

اور اسے دھندلا کر دیا وہ زوال پذیر ہوتے گئے۔

یہ اختیار اور تقدیر کے پرانے مسئلہ پر مبنی ہے جو عیسائی دنیا کو بھی اسی طرح بے چین کر چکا ہے جس طرح وہ اسلامی دنیا کو خاص تاریخی زمانوں میں مضطرب بنا چکا ہے قرآن مجید میں اختیار کو بلاشبہ بہت اہمیت دی گئی ہے لیکن یہ شے بھی خدا کی عظمت کے حدود کے اندر محدود ہے اور ان حدود میں بھی انسان قانون جزا سے بچ کر نہیں جا سکتا۔

یہ امر کہ اسلام کی تعلیم اور مسلمانان سلف کی تاریخ میں مسئلہ تقدیر کو بہت کچھ دخل ہے بالکل صحیح ہے لیکن یہ تقدیر اس نوع کی نہیں ہے جیسی مغربی دنیا مسلمانوں سے منسوب کرتی ہے یہ کاہلی اور بے عملی کی ضد مقابل ہے۔

غلط فہمی عام طور پر غلط مشاہدہ سے پیدا ہوتی ہے اور بالخصوص ترکوں کے نامکمل مشاہدہ سے پیدا ہوئی جو ایک سپاہیانہ قوم تھی، جو جنگ کو مسلمانوں کا کاروبار زندگی اور زمانہ امن کو رخصت کے ایام تصور کرتے تھے۔

انسان کو اس دنیا کا کاروبار اس کے جانور درختوں اور پودوں سمیت سپرد کیا گیا ہے اور اس کا فرض یہ ہے کہ اسے جوتے ہوئے اسے اپنے کام میں لائے تاکہ بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچے نہ اس لئے کہ اسے برباد اور ویران کرے اور اپنے عیش کی خاطر اسے تباہ کر دے انسان کے سپرد اس کے ہم نسل بھی کئے گئے ہیں لیکن مخصوص حدود کے اندر اور اس کا فرض ہے کہ اپنی تربیت اور اصلاح کرے اور دوسروں کی تربیت و اصلاح بھی کرے اور آئندہ نسل کی ترقی کے لئے میدان صاف کر دے۔ انسان کا ان فطری قوانین پر منحصر ہونا جو تمام کائنات پر حاوی ہیں ان قوانین کی اطاعت کے بغیر جو اس نے نہیں بنائے ہیں اس کا سانس لینے یا ہاتھ اٹھانے کے ناقابل ہونا دن اور رات کا منتظر موت و زندگی کا قانون۔ پیدائش تخلیق اور موت کا ضابطہ نتائج اعمال کا قانون جو اس کے تمام اعمال پر حاوی ہے یہ تمام باتیں انسان کو ہمیشہ یہ یاد دلاتی رہتی ہیں کہ اس کا اختیار اور مرضی یا قدرت و طاقت

سختی سے محدود کردیئے گئے، اور وہ ہمیشہ ایک اپنے سے برتر اور بالا قوت کے رحم کا محتاج ہے لیکن یہ روشن واقعات اکثر اسے یاددہانی وتذکیر کے ناقابل ثابت ہوتے ہیں اور پھر انسان باغی ہوکر خود مختار کامل سمجھتا ہے، اور بدی اور گناہ میں ترقی ہو جاتی ہے۔

اس دنیا میں مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ وہ دنیا میں خدا کی بادشاہت قائم کرنے کی کوشش کرتے رہیں جسے دوسرے الفاظ میں ہمہ گیر اخوت کہا جاسکتا ہے قرآن مجید خدا کی بادشاہت کو کسی نسل یا فرقے کے اندر محدود نہیں کرتا ایمان کے معنے کسی خاص الفاظ کا پڑھ لینا یا مخصوص عبادت سرانجام دینا ہی نہیں ہے ایمان کا معیار تمام دنیا کے لئے ایک ہی ہے اور وہ اعمال ہیں کہ مسلمان جہاں کہیں برائی دیکھے اس کا فرض ہے کہ اسے دور کرنے کی کوشش کرے اور نیکی کو قائم کرے خدا کی بادشاہت کے قیام کی خاطر اگر مسلمان خود کو خدا کی مرضی پر چھوڑ دیتا ہے تو اس کے معنے بے حس وحرکت اور بے کار ہو جانے کے نہیں ہیں بلکہ احساس عملی کی زندگی کی یہ ابتدا ہے جو اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچاتی بلکہ اسے بڑی لذت وکیف اور مسرت سے بہرہ اندوز کرتی ہے اس کی مثال اس تیرنے والے کی سی ہے جو دیر سے موج کے بہاؤ کے خلاف تیر رہا تھا پھر یکایک وہ موج اس کے موافق ہوگئی اور تیرنے میں اس کی امداد کرنے لگی تو جیسے خوشی اس تیرنے والے کو ہوتی ہے ویسی ہی خوشی ایک مسلمان خود کو اللہ کی مرضی پر چھوڑ کر محسوس کرتا ہے۔

موجودہ حالات

موجودہ زمانے میں مسلمانوں کی حالت اور ان کے اعمال اسلام کی تعلیمات کے بہت بدنما اعلان ہیں۔ کچھ تعجب نہیں اگر لوگ مسلمانوں کی حالت کو دیکھکر اسلام سے برگشتہ ہو جائیں اور کہیں کہ ان کی خستہ حالی کا اسلام ذمہ دار ہے واقعہ یہ ہے کہ اسلام پر اس کا اس سے زیادہ الزام نہیں جتنا موجودہ عیسائی دنیا کی ترقی مادی کے لئے عیسائی مذہب مستحق مبارکباد ہے عیسائیت میں پادریت تھی اور آزاد خیالی ناپید وہ زمانے جب عیسائی گرجا برسراقتدار تھا آج تاریک زمانہ سے موسوم ہیں، اسلام میں ملائیت کا

وجود نہیں تھا۔ اس میں آزاد خیالی مسلم تھی اور جس زمانے میں اسلام نے ترقی کی اور دنیا میں اس کی کرنیں ضوفشاں ہوئیں وہ صاف اور سادہ اسلام کا عہد تھا۔ یہ خالص اسلام سے بعد وہ چیز تھا جس نے مسلمانوں کو برباد کیا۔ اپنی تاریخ کے ایک خاص زمانے سے وہ ان صریح احکام سے روگردانی کرنے لگے جو ان پر فرض کیے گئے تھے یعنی جستجوئے علم۔ تعلیم اور خدا کی کائنات میں غور و فکر۔ یہی وہ زمانہ ہے جب عیسائی دنیا اسلام کے اصول پر عمل پیرا ہوئی، اور باوجود اپنی پادریت کے ترقی کرنے لگی۔ اسلام ملائیت کے کیوں خلاف تھا اس لیے کہ وہ جانتا تھا یہ اجارہ داری مذہب انسانی ترقی کی سخت دشمن ہے اور اس لیے مذہبی طور پر ناجائز ہے تمام دنیائے موجودہ کے مسلمان آج اس امر سے خبردار ہو چکے ہیں اور وہ جان گئے ہیں کہ ان کی فرقہ بندی اور تجدید انکی اپنی کارگذاری ہے اور وہ یقین کرتے ہیں کہ وہ اپنی سطوت گذشتہ کو صرف خالص اسلام ہی کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں۔

اسلام کی تہذیب مذہب سے وابستہ ہے اور زیادہ تر خدا کی عالمگیر الوہیت اور برتری کے عقیدے سے متعلق ہے یہی وہ شے ہے جس نے اسلام کی قومیت پسندی کو بین الاقوامی اخوت میں بدل دیا ہے اس لیے کہ خدا کی عالمگیر الوہیت کو تسلیم کرنے کے بعد تمام کائنات انسانی کی اخوت کا تسلیم کرنا لازمی ہے۔

ظفر تاباں

دہلی، ستمبر ۱۹۲۶ء

رسالہ المعین

ظفر تاباں کی ادارت میں یکم دسمبر ۱۹۲۶ء سے شایع ہوگا - اگر آپ اسلامی
تعلیم سے واقف اور تاریخ کے دلچسپ ترین واقعات سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں - اگر
آپ وسائل معاش کے متلاشی اور بہترین اردو لٹریچر دیکھنے کے خواہشمند ہیں - اگر آپ
نے تبلیغ کی کامیاب تعلیم نہیں دیکھی تو آج ہی سے المعین کی خریداری منظور کیجئے :

سالانہ چندہ صرف ایک روپیہ

بزم اخلاق مچھلی والان دھلی -

درس اخلاق

اگر آپ قرآن وحدیث کے احکامات کے مطابق ذیل کی باتوں سے واقف ہونا چاہتے ہیں

تو آج ہی درس اخلاق منگا کر پڑھیے جو عنقریب طبع ہو کر پیش نظر کیا جائے گی۔

میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کے وسائل حقوق مرد وزن کی اہمیت اولاد کی پرورش

اور تعلیم کے طریقے۔

بود وباش اور کھانے پینے کے آداب۔

عورتوں کے متعلق بہترین تعلیم

متعدد پوشیدہ امراض کا قرآن وحدیث کی بتائی ہوئی دوائیوں سے علاج جنکی

باثری کے متعلق کسی مسلمان کو کوئی شبہ نہ ہونا چاہیے۔

غرضیکہ کتاب آپ کو تمام انسانی ضرورتوں سے بے نیاز کردیگی اور آپکو ماننا پڑیگا

کہ اسلامی تعلیم اس قدر جامع ہے جس نے کوئی انسانی ضرورت کا پہلو نظر انداز نہیں کیا۔